

**THE BOOK WAS
DRENCHED**

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_216367

UNIVERSAL
LIBRARY

ان من البیان لسمرا

بفضل خدای سخن آفرین جلالتش مضامین نگین کلام

معجز نظام فصاحت آگین نظم لغز شبیرین مسخره

شہان عشق

نبتہ الہی نظرت حضرت ابوالنصر کیوان قدر ہایون جاہ

ششم صاحب عالم و بیعت میرزا محمد جامد علی بہادر خفور

مطبع کارنامہ لکھنؤ چن چن



دیوان حضرت ابوالنضر گیلوان قدس سرہ فیض عالم صاحب عالم
ولیعہد میرزا محمد حامد علی بھٹو صاحب عالم تخلص ککوب شاہزادہ اودہ

تعداد اشعار ۱۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمار غزل ۱

لئی طمشتش جبت لیکن نہ لیا دوسرا پایا
وگر نہ جسکو پایا باغ عالم میں فنا پایا
جہان ڈھونڈا وہاں پایا اگر سب جدا پایا
تجھے ختم رسالت اور ختم الانبیاء پایا
تجھی کو بعد خالق پہنچے بند و کافرا پایا
کلیم اللہ نے جلوہ ترا جب بر ملا پایا
میشہ شوکرین کہا میں اگر پایا تو کیا پایا
مصیبت میں کسیکو بھی نہ پہنچے آشنا پایا
شب فرقت کا قصہ بھی کہا ایدل تو کیا پایا
بہار گلشن ایجاد کو بالکل فنا پایا
جسے پایا ہے معشوق تو میں ہوں پر جفا پایا
سلوک اتنی کیے اے ہو فادل سے تو کیا پایا
ہمارے گل سا بھی گل کوئی اے بار صبا پایا

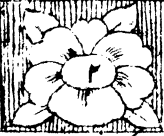
تجھے مبتیل و سبے مانند و کیا اے خدا پایا
کل خسار جہان میں تو اک حسن بقا پایا
حرم کیا دیر میں ہی ہوں تجھ کو اے خدا پایا
تجھی میں جلوہ نور جناب کبر پایا
تجھی کو لائق توصیف و تعظیم پایا
نہ لایا تاب نظار ہو ابھوشن پایا
جہان میں آنکے برسوں تلاش پایا
ہمارے دوستوں و دشمنوں کو پایا
نہ آیا حرم اسکو حال پر پایا
نہایت سیرگاہ پہنچی کہ پاؤں مارنے پایا
کسیکو بھی ناپا یا تو کس احوال میں پایا
جدایا بھی ستایا بھی کہا بھی مٹایا بھی
نہ اراں طع کر گل تو سہا تو کچھ نہ ہو عالم میں

وہ خود مصنف ہوا اور سنے جو کہ جو بیٹا پایا
جفاؤن میں کوئی ثابت قدم ہوا پایا

ہمارے قتل سے باز آیا یا جسم قاتل کو
کیا ایذا کا بھی شکوہ نہ ہنسی ہم وہ عاشق ہیں



بزرگ مہر تابان شرقی سے تا غرب ڈھونڈ آئے
بہلا کو کب سا بھی عاشق کوئی اسے مہ تھا پایا



اپنے بند و بیک تو آزر وہ خدا کیا ہوگا
کشت اسید کو پا مال کیا کیا ہوگا
صد مہ ہجر بھر اب اس سو سو کیا ہوگا
کیون دلا پھر تو گرفتار بلا کیا ہوگا
نام عشاق کا عالم سے فنا کیا ہوگا
زخم دل باد بہاری سے ہر کیا ہوگا
بعد اسکے تو مجھے یار تھا کیا ہوگا
ہلکے باتیں جو سناتا ہوں سنایا ہوگا
سے سے اس بات کا اسی جان گل کیا ہوگا
دولہ جسے لٹا تا بے رٹا کیا ہوگا
یار سے وصل ہمیں باد صبا کیا ہوگا
فون رفعت میں دل تازہ رو لایا ہوگا
علم اللہ کہ ہے بعد فنا کیا ہوگا
میں تو عاشق ہوں گل مجھ سے فنا کیا ہوگا
غیر کو پاس بٹھا تا ہے بٹھا کیا ہوگا
تو جو کہنا ہے کہ جان لگا تو جا کیا ہوگا
زنگ گلشن میں یہی باد صبا کیا ہوگا

تا ج حکم میں پھر جسے فنا کیا ہوگا
دل حسنین نے مرا لے لیا کیا ہوگا
ایک دم آنکھ سے تھمتے نہیں آنسو میر
زلف کی یاد کو سر میں جو نہان رکھتا ہوں
خاک کا انکسرتن آپ مٹا سکتے ہیں
سنبھو جو ہر ابرو مجھے یاد آتا ہے
جان لینے کو جو کہتا ہے تو نے حاضر
دست بردار کی ہو گا نہ الفت سے تری
دل سے عاشق ہوں میں جو چاہو کرو ظم و تم
دماغ دل نہ کو بھی مل جائیگا اسی سیم بدن
یونہی لے کے نہیں کا وہ گل اندام جو گل
جان بھی دیتے ہیں اکٹار نہیں ہر محلو
دیکھتے جاتے ہیں دوزخ میں کہ بائیں پشت
نار کرتا ہوں شب بھر میں بخون و خطر
مہ تری عشق سے باز آئیگی ایجاں کبھی
ہم بھی اب تنگو بلا میں گز نہ گزایاں
جو گل دماغ سے عالم ہے مری سنیر کا

۳
اؤ کو عاشق کا اہم ہو کر نوا سے کو کب
نہیں معلوم ہون لب نہن کیا ہو گا

پر ہو گئے وہ بد نام کرینگے اگر ایسا
عاشق کے سوا اور ہو کسکا جگر ایسا
یہ نخل تناس ہے مرا ہے شراب
فریاد کا ہوتا ہے مرجان اڑا
دل میرا ہوا سیر۔ سا کو پہنچا
دریش۔ بہتا دوسے منظر ایسا
یہ گئی تھیں اس دار فنا سفر ایسا
ہو گا کہی ربا دیکھ نہ گھبرا
سہہ دکھا دے اترے چشم تر ایسا
تھا بار گران دوش پر عاشق کو سر ایسا
دل ہے مراے جان جان بھڑایا
میں جبرین تغیر ہوا سر ایسا
غربت میں بڑا یا ہے مجھ بد ایسا
منو س ہو ہے بچے روے سو ایسا

میں تنق پر راضی ہوں نہیں ہو خط ایسا
تاق ترے ملوار کی گی نہ کسی سے
آئے نہ کہی بخت جگر نوک مرہ پر
گہرا کے چلے آئے ہو خود گہرین ہا
غریب بنا میگا سے تیر مرہ سے
پر نہ نہ دکھائیں گے ہم احباب ملن کو
جیسا مرے مسکن کو او چار اہل فلک نہ
اوس بت کا بھی دل نہ ہوں سو آخر کو ہوا
بے اسکے جدائی کے قرار آیا نہ
مرنے کی حقیقت بھی سمجھتا نہ
پہچاننا دشوار ہوا محب کو غصہ ہرگز
چاہے مرے قلوں میں بہت ہے
وقت میں گرفتار کیا وہاں اہل فلک
تا حشر سے جھکے

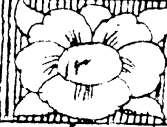
۴
دیکھا ہون پوچھا کہی اوسنے مجھے کو کب

چٹ جائے جا کی دل بیتاب فہوق کوئی تجھ پر ایسا
رکھو نگاہیں انم یہ تیرا بکھا ہوا
لازم ہے مرے زخم پر گرداب کھا ہوا
بخشیکا اثر پر تمہا بکھا ہوا
ممکن نہیں برگ گل شاداب کھا ہوا

دل داغ ہوا جبرین کن بحر کرم کے
زخمی شب ہجران کا ہوں اچانہ میں ہو گا
زخم دل بلبل کھنڈ اما فطو و ناصر

زخم دل سوزان پہ ٹھٹھتا نین ہرگز
 ڈوبا جو سر سر مری زخون کی لہو سے
 ہمتا ہی نین خون مرے زخم کا ہرگز
 دل ہے گہ ساقی کلف نام سے سہل
 غربت کا ہوں زخمی نہ چون کا کستی بیکر
 شب ہجر میں زخمی ترا تر پی
 کیونکہ دم نہ نہ شکل ہر اک بوڑھو پیدا
 انکاروں کی سب سے تنگی صحت
 جراح تبادے مجھ کو کب ہو

رکتا ہے اثر قطرہ سیاب کا پہا
 سہم رنگ ہوا صافی قصاب کا پھا
 کیونکہ نہ چٹھے اس دل بقیاب کا پہا
 جراح مناسب ہے مگر ناب کا پہا
 ہو دا من نظارہ احباب کا پہا
 کس طرح بنائے پر سر خاب کا پہا
 رکتا مرے زخون پہ نہ کجاب کا پہا
 کب ہوئے گا زخم دل بقیاب کا پہا



رکتا ہے اثر قطرہ سیاب کا پہا

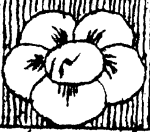


رکتا ہے اثر قطرہ سیاب کا پہا

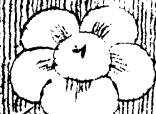
رکتا ہے اثر قطرہ سیاب کا پہا
 نہ سہم رنگ ہوا صافی قصاب کا پھا
 نہ کیونکہ نہ چٹھے اس دل بقیاب کا پہا
 نہ جراح مناسب ہے مگر ناب کا پہا
 نہ ہو دا من نظارہ احباب کا پہا
 نہ کس طرح بنائے پر سر خاب کا پہا
 نہ رکتا مرے زخون پہ نہ کجاب کا پہا
 نہ کب ہوئے گا زخم دل بقیاب کا پہا

حسین متسانہ دیکھا نہ گلدن دیکھا
 تیک پڑے مرے فاقہ آنکھ سے آنسو
 پہننے ہیں قید میں فہرست سب خالم کے
 دکھائی سیر کا تارہ عمر پر مجھ کو
 گمان ہوا مجھے چاک نا سے یوسف کا
 امید مجھ کو نہ تھی قید سے رہائی کی
 نہ بور ہیگی نہ رنگت جب سے تیری
 قسم ہے تجھ کو گلون کا بتا صبا مجھ کو
 رہائی پاکے سو سے ستان جو ہم آئے
 جہان میں دیکھو ہزاروں ہی خوش قد و کلہ
 کچھ پہن گیا لبس کا خوب سار دیا

کہ کون ساعت بخوس نہی جو شکستے تھے
کہ میر نہ دید کہ مشتاق نے وطن دیکھا



تمام عمر یہ کوکب کے دل پہ داغ رہا
ہزار حیف نہ اچھی طرح وطن دیکھا

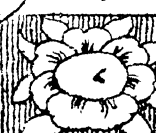


دل کو الفت سے حسد نہ کیا بچا ہی نہ سکا
ضعف سے نالہ زبان تک سر نہ آئی نہ سکا
صد مہ ہجر دل زار اوٹھا ہی نہ سکا
دام میں اوکس بت ترسا گوین لا ہی نہ سکا
دل سے یا دہشت کا فر کو بھلا ہی نہ سکا
دل سے میں داغ محبت کو مٹا ہی نہ سکا
سرگذشت اپنی میں اوکس کو مٹا ہی نہ سکا
شکوہ ہجر زبان پر کہی لا ہی نہ سکا
بس میں کچھ حال دل زار سنای نہ سکا
کوئی میر سے دل غلین کو مٹا ہی نہ سکا
نا توانی سے قدم کو میں اوٹھا ہی نہ سکا
مرغ دل دام سے گیسو کے بچا ہی نہ سکا
سوزش سینہ عاشق جو بجا ہی نہ سکا

سر نوشت اپنی کی طور مٹا ہی نہ سکا
اس قدر زار کیا صد مہ وقت نے مجھے
جان دی صبح نہ دیکھی شب تنہائی کی
عمر بھر گیسو سے بچا ہی نہ سکا
رات بھر ہجر میں ترپا ہونہ اٹھا ہی نہ سکا
صورت جبرم قمر اسخو ہی بایا ہی نہ سکا
جب کہی دیکھتا ہوں ہوتا ہے سکتہ بجا
قصہ کرتا ہوں جو کسو کا رہ جوتے ہیں خفا
سائے یار کے مضطر جو نہ اسطر حصہ تھا
ہجر میں ایک گل تر کے جوتہا پڑ مرده
قصہ پا پوس کیا دیکھ کے اوکس گل کو مگر
دانہ خال پہ چاہا نہو مائل لیکن
اور کیا اوکس سے رکھیں طعن و غایت کی



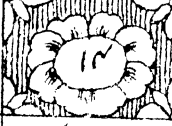
کس طرح دیکھتا جی بسر کے میں اوکس کوکب
تاب نظارہ دل زار تو لا ہی نہ سکا



غم کے سوا حصول ہے آٹھون پر سے کیا
ہمسا جو بے وطن ہو تو پھر اوکس کو مگر سے کیا
ایجان جان متین مر سے دروہ گزیر کیا

شیدا کو زلف و رخ کو ہر شام و سحر سے کیا
بیجان و مان کو الفت دیوار و در سے کیا
کیوں تنے رو دیا مری تکلیف دیکھ کر

لائے جواب دیکھئے قاصد اور ہر سے کیا سچ ہے حضور کو مرے در و جگر سے کیا تکلو ہمارے ناکہ دل کے اثر سے کیا غربت نصیب ہوں مجھے شمع واگر سے کیا افقت کی راہ میں مجھے خوف و خطر سے کیا جو نخل بے ثمر ہوا دے سے ہر ثمر سے کیا سطلب حضور کا ہے مری چشم تر سے کیا شکوہ کروں میں ہجر کا اوس خیر سے کیا پروانہ کو امید ہے شمع سو سے کیا میں ہوں قصور وار تجھے نامہ بر سے کیا	کلمہ ہے فرما شوقین اوس ہونا کو خط کیوں آپ پوچھتے شب فرقت کی سرگشت کیوں کہتے ہو کہ آہ میں تاثیر کچھ نہیں بعد فنا جگہ کا نہ جسم پہر کیا دل پروا نہیں ہے جان ہی جائے اگر مری اوس سر و قد سے مجھ کو امید و فائزین آنکھیں جو دیکھتے ہیں مری بار بار آب رنج فراق سے تودہ آگاہ ہی نہیں جل جانے کو سوا یہ تباہ کے کوئی مجھ قاصد کو چھوڑ دے مجھے بے رحم قتل کر
--	---

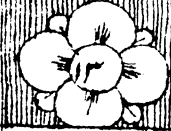


کو کب خدا کے واسطے پوچھو تو اور سے یہ
مجھے غرض نہیں تو دل نوہ کر سے کیا

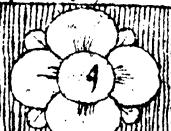


دم نکلتا ہے میسی تیری بیارون کا حال کیا پوچھتے ہو سہمے گرفتارون کا نہیں ملتا ہے نشان بچڑے ہو یارون کا حال کیا ہو گیا ہم ایسے گنہگارون کا نام رہ بجا تا ہی دنیا میں وفادارون کا خون ہو جائیگا اک روز گرفتارون کا کام جنت میں بھلا کیا ہے گنہگارون کا دل کو داغون سے مزا دہتا ہو گلزارون کا سایہ ہے عاشق جاننا یہ تموارون کا	خون اب سحر میں ہو جائیگا بچارون کا ظلم صیاد سے فریاد و فغان کرتے ہیں کس طرف تافلہ دارون کو عدم کے ڈھونڈو دو ستر روز قیامت کی خدا ہی جانے قیس ہی گنہگار اسے دل نہ وہ فریاد شدت ظلم و تعدی جو یہی ہے صیاد دان تو فاضل خدا ہوئیں گے ہم لوگ کیا کون حاجت ہو مجھے میر عین کی بلیں کسطح پہنوں شہادت کا نہ خلعت قال
---	---

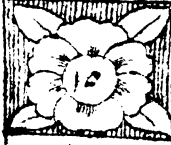
دخاں ہوگا تری نعل میں جو غباروں کا کام غفلت میں بھی کرتا ہوں میں شہیاروں کا دل بھبرا آتا ہے ساقی تری منیواروں کا خون کیوں لیتا ہے صبا و گرفتاروں کا	شیران آتش حسرت سوزنا بیکی بجے نیو آگسین ہن کر پیش نظر ہے رخ یار وہیکہ خام تہی خون دگر روتے ہیں جان دیدین گے پڑک کر تو نہیں کر دوں گا
--	---



دل سے عاشق ہمدرد کے ہیں احو کو کب
کیا وسیلہ ہے قوی جسے گنگنا رن کا



لاش کو دہوم سے دوٹھانا تھا دم نکلستا نہ چھوڑ جانا تھا موت کا اک فقط بہانا تھا یون نہ عاشق کا دل حبلا نا تھا کس جگہ میرا اشیانا تھا یون نہ اسے آسمان ستانا تھا راز الفت دلا چھپانا تھا نام میرا اگر مٹا نا تھا یون نہ پر دانہ کو حبلا نا تھا دل تو پہلے ہی سے نشا نا تھا او کو دل کا فقط ستانا تھا انکھیاں تیر کا مٹا نا تھا	یون نہ دفن میں پھینک جانا تھا تیرا بسل تھا اسکو اسے قاتل ہجر میں جان دی ہے عاشق نے غیر کو اپنے پاس بٹھلا کر جگو صبا دیہ بھی یاد نہیں خاک تک میری ہو گئی برباد آخر کار ہو گیا رسوا کیون کیا خلق تو نے دنیا میں رسم اسے شمع کچھ نہیں ہر بجے اب جگر زنجیر تیر مڑگان ہے عمر بھر وصل سے نشا دیا شکوہ ہجر کو سنا تو کسا
--	--



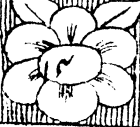
قبر شاہان دھڑپو کو کب
شمع تھی اور نہ شامیا نا تھا



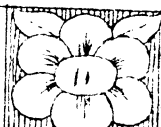
ہو گا اک وار میں قاتل تیرا بسل ٹھنڈا	قتل کر ملے مجھے تا جو تیرا دل ٹھنڈا
--------------------------------------	-------------------------------------

خوب رورو کے کیا دل سرا حل ٹھنڈا
 اکیدن وصل سواری جان نہ کیا دل ٹھنڈا
 حسرت دید میں ہوگانہ یہ سبیل ٹھنڈا
 تو کیا دیکھ کے دل جانب محل ٹھنڈا
 اوسکا سبیل جو سوار اسکے مقابل ٹھنڈا
 عمر کا ہوگا چراغ اب سر محفل ٹھنڈا
 کیا تری وصل سے ہوگانہ مرا دل ٹھنڈا
 دیکھ مفاک کہ سونا ہے یہ سبیل ٹھنڈا
 یہ وہ سبیل کہ جو ہوگا بہ مشکل ٹھنڈا
 ہاے اسپر ہی نہ قاتل کا سوار دل ٹھنڈا
 کچھ تو دل میرا کر گئی تری محفل ٹھنڈا
 دل سے دیتا ہوں دعا میں یہ قاتل ٹھنڈا
 دل مرا کرتا ہے کچھ شور غدا دل ٹھنڈا

جب کہ ہی لیگی فرقت تری دریا یہ ہیں
 سر بہر آتش فرقت سے جلا یا جگبو
 جب تک پیش نظر دلکی رہے گا قاتل
 قیس کو وصل جو لیلے کا میسر سوار
 اشک قاتل کہ بھی آنکھوں میں ہزارا سویم
 جان دے دینگے تری سامنو قاتل کدن
 عمر بہر یونین جلون کا شب ہجران میں ہم
 ابتواسہ پزگمہ لطف تجھے لازم ہے
 قتل ہونے پہ بھی تڑپے گا ترا سودا کی
 قتل کے بعد مری لاش کو با مال کیا
 تیری صحبت میں مجھے آرزو سے مطلب ہے
 آبرو قتل سے دی سے مجھے ہمشیر یونین
 باغ میں جاتا ہوں گہر کو جو فرقت میں کہی



جان اوس شورش کے گو ہے سین گئی اوی کو کب
 ہوا آخر یہ مسافر منزل ٹھنڈا

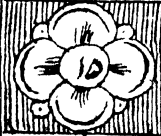


افسوس ہی افسوس یہ جلا دہ سمجھا
 دیوانہ ہے سمجھا مجھے برباد نہ سمجھا
 افسوس مری قدر کو حد اد نہ سمجھا
 مرنے کی حقیقت دل ناشاد نہ سمجھا
 کچھ میری حقیقت وہ جبریز اد نہ سمجھا
 کیوں پیاس سے تھنے مجھے جلا دہ سمجھا

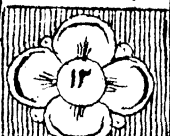
کہنے کو ہمارے دل ناشاد نہ سمجھا
 اوسنے نہ مرے حال پریشان پہ نظر کی
 زنجیروں سے جکڑا مجھے جنت میں غصہ ہے
 تیوری جو پہری یار کی دی جان خوشی سے
 تربت پہ مرے بعد فنا بھی تو نہ آیا
 دیکھا جو تڑپتے مجھے کہتا ہے یہ قاتل

دور سے گانہ سوسے مری اس محبت
 بچھتا نے سے کیا ہوتا ہے اب کچھ
 بچھتا تا ہوں اب جان چک کر نبی ہے
 تھا عاشق شوریدہ کی توقیر کا ہشت
 جان اپنی میں دیا ہوں تجھ کو اس غرض کیا
 افسوس ہر دل میں تو کیا تیرے حوالے
 کیا کیا نہ سے غم مگر عشق میں ہے جا

بیٹا مڈھ اسے یار پر نرا نہ سمجھا
 انجام کو آغاز سے شداد نہ سمجھا
 پہلے سے محبت کی مین افتاد نہ سمجھا
 دیوانہ بھی اپنا وہ پر نرا نہ سمجھا
 مانوں گانہ ہر گز مجھے حبلانہ سمجھا
 بچھتا تا ہوں پہلے ستم ایجاد نہ سمجھا
 یہ دل تری بیداد کو بیداد نہ سمجھا



ہر گز نہ مجھے قید نفس کرتا یہ کو کب
 افسوس مری بات کو صبا نہ سمجھا



بٹھے بٹھلائے غم دل کو دیا
 چار آنکھیں بھی نہ کین قاتل نے آہ
 اور سکے رہنے سے ہر کعبہ دل مرا
 پہنے کیا بجا کیا الفت جو کی
 کچھ نہ پوچھی بات بھی اوسنے کہی
 گندہ خنجر سے کیا اوسنے حل
 گوش بن کر سنتے ہیں گل باغ میں
 داغ فرقت کے سو کیا پاس ہے
 جل گیا پروانہ سب کے سامنے
 ظلم کا آئینہ کیا اترا خود
 جان لیگا بے سبب اکدن مری
 چشم سوئے ناقہ صلیب سے

کیلے دل میں نے قاتل کو دیا
 رنج مرتے مرتے بسمل کو دیا
 یہ شرف لیلے نے محفل کو دیا
 رسم دل ہے وہ جسے دل کو دیا
 باے دل کیوں ایسے غافل کو دیا
 رنج یہ اک اور بسمل کو دیا
 کیا اثر شور غم دل کو دیا
 نقد دل اوس ماہ کامل کو دیا
 داغ ماتم شمع محفل کو دیا
 کچھ جواب اوسنے نہ عادل کو دیا
 دل ہے مین نے ایسے قاتل کو دیا
 تیس نے ہر پردہ محل کو دیا

جہان پہنچے دی رضیبا با تقضا	دل او نہیں دغ الم دل کو دیا
تن سے دم نکلا نہ اوسکے روبرو	بچ مرنے کا نہ فتا تل کو دیا

پرزے پرزے خط کیا کوکب مرا	پرزے پرزے خط کیا کوکب مرا
بس جواب اوسنے یہ حاصل کو دیا	بس جواب اوسنے یہ حاصل کو دیا

فراق یار کا دہر کا وصال میں ہی تھا	زوال کا ہین کشت کا کمال میں ہی تھا
ہزاروں مرد ہوئے زندہ شوکروں سوتری	نمونہ حشر کا بے شبہ چال میں ہی تھا
فراق کا بھی نہ تنہے کہی کیا شکوہ	خیال طبع مبارک ملال میں ہی تھا
نہ کس طرح سے میں گناہم بڑن ہوتا	کہ لطف زیت مری انتقال میں ہی تھا
تری طرت سے بڑائی نہ آئی اوس تک	ہمارا دل وہی دشت قتال میں ہی تھا
وہ جان دیتی ہی مجنون کی قبر پر پیل	تباہیے یہ کیسے خیال میں ہی تھا
لحد میں جب کہ گمیریں سو ہوئیں بائیں	ترا خیال جواب و سوال میں ہی تھا
سوا ہمارے کہ نالوں کو ضبط کرتے ہیں	تمہارا پاس کس کیو ملال میں ہی تھا
کرشمہ جو کہ ان آنکھوں میں کیا چرایا	تو ہی تباہ یہ چشم غزال میں ہی تھا
نہ اکیلے ہی کو الفت ہر گیسو دن کی فقط	تمہارا عشق ہر سے بال بال میں ہی تھا
عبث غبت ہوا عاشق بتو نکا ایل بار	وفا کا طرز کسی خوشحال میں ہی تھا
غسر در کو سزاوار حسن کا ہوتا	جہان میں کوئی متسا جمال میں ہی تھا

بہلا وہ مشق جن کیوں کسی پہ کرتے ہیں	بہلا وہ مشق جن کیوں کسی پہ کرتے ہیں
کوئی مجب زل کو کب خیال میں ہی تھا	کوئی مجب زل کو کب خیال میں ہی تھا

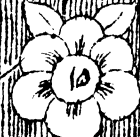
ہر سو ہے فخر اب کا اسکے فسانہ کیا	تیر نظر سے دل کو بنایا نہ کیا
قصہ کرو گے چمپے کے جوٹا فسانہ کیا	بتلا و میں نے تم کو کسا فسانہ کیا
دعویٰ خون کرونگا جو عادل کے سانس	دیکھو تو ڈھونڈتا ہے وہ ظالم بہانہ کیا

دو دنوں جہان میں ہر غرض تجسوی صنف
آخر ہوا حصول مجھے گو حیر مراد
دیکھو ادھر خدا کے لیے مر رہا ہوں میں
آفت یہ کہی جان پہ لائے گی تیغ یا
لازم ہے زندگی جی میں ہو موت مال و زر
بیوجہ جان لینے کو کہتے ہو لو مگر
کیونکر نہ اسے شکار ننگن ہاتھ جو مہل
صیاد آگے آتش گل نے جلا دیا
ہر شخص کی زبان پہ ہے تذکرہ یہی
صیاد کو جو فکر اسیری ہو روز و شب
رہ رہے کچھ و تاب جو کھاتا ہو دل مرا
تیر غنم و مال سے سبیل ہے آپ ہی
کیا خبر ہو جو غنچہ دگل مالدارین
گسیو کے عشق سے مرا سودا سوا ہوا
عاشق سے ہو شکایت معشوق کس طرح

تو نہ ہو لاکھ میرا کر گیا زمانہ کیا
بائیں ہوئی ہیں یار سے کل عاشقانہ کیا
کرتے ہو یار شرم و حیا کا بھانہ کیا
پہ کوئی ہو گا ملک عدم کو روانہ کیا
لیجا گیا تو صورت فارون خزانہ کیا
سمجھو تو اپنے دل میں کیسا زمانہ کیا
نام خدا اور آیا ہے دل کا نشانہ کیا
بر باد تو کرے گا مرا آشیانہ کیا
پہلا ہوا ہے میرا تمہارا فسانہ کیا
اور مٹا ہے اب جہنم سے مرا آب دانہ کیا
اوجھا ہے اوکی زلف پریشان بین کیا
ناؤں ننگن بنائیں گے دلوں کا نہ کیا
بہتر ہے تیر حسن سے اونکا خزانہ کیا
شعبہ ز عقل پر یہ پڑا تازیانہ کیا
بلبل کو گال گل کو بھلا غائبانہ کیا



دیتا ہوں جان جسکو حسین دیکھتا ہوں میں
کو کب مرا مزاج بھی سے عاشقانہ کیا

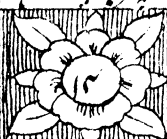


ادھر کو دل پرہ کا اپنے اثر کیونکر ہوا
دل ہمارا آپ کے مد لطف کیونکر ہوا
کہتے ہیں اچھا تر از خم جگر کیونکر ہوا
ذبح کر قابل تو سے مرغ سحر کیونکر ہوا

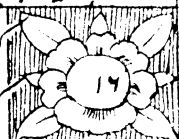
حال سے عاشق کے وہ گل باخبر کیونکر ہوا
آپ کو تو نام سے اسکے تنہا نہ نام
بہتر نہاد استہ ہر یک یا ہر ایک کو میں
کسکو تو تو دہلی کی شب میں دیا تھا دانہ

پوچھتے ہیں عاشقوں کی درد کھونکر ہوا
 دیکھ دیکھ دل ٹھنڈا مرا ای جیشم تر کیونکر ہوا
 پہ پہلا ای گل ہر داغ جگر کیونکر ہوا
 حال عاشق سے بہلا وہ بھیج کر کیونکر ہوا
 کٹہ تجھے سودا یہ ای خستہ جگر کیونکر ہوا
 اس دل ناشاد کو عنہم سفر کیونکر ہوا
 یہ گرفتار مصیبت در بدر کیونکر ہوا
 دار فانی اسے دل ناشاد گھر کیونکر ہوا
 داغ تیرے دل میں تہا ای قمر کیونکر ہوا
 تیرے شرکان کاٹ نہ بہ جگر کیونکر ہوا

جان رو تو روتے جاتی ہر کمین کیا انوسیم
 اشک ہنبر سے حرارت بطرت بالکل ہولی
 مہین نہ مانوں گا اگر آئی نہیں فصل بہار
 پوچھتا ہے غیر سے سنتا ہر کیفیت کی
 اجنبی بنکر وہ مجھے پوچھتا ہے بار بار
 کیا عدم کی سمت کو رہا ہوا عشق کمر
 حادثہ کیا ہل پہ گزرا کچھ نہیں کہلتا مجھ کو
 کوچ پر باندھی کمر بٹھی ہوئی صبح و شام
 چاند سی صورت دکھائی کتنے نچکود فقرا
 دل کے پہلو میں چھپا یا تھا اس میں تیرا وہ



کیا خطا اوس سے ہوئی گو کب نہیں معلوم کیجے
 کیا سب سے قتل میرا نامہ پر کیونکر ہوا



یاد رکھنا وہی دشمن وہی قاتل ہو گا
 میرے قابو میں کہی تو یہ مراد ہو گا
 منہ کی کھائیگا اگر وصل کا سائل ہو گا
 جان جائیگی مری کیا تجھے حاصل ہو گا
 امتحان آج ہمارا سرِ محفل ہو گا
 کہی تڑپے گانہ ہر گز جو یہ سبیل ہو گا
 اکیڈن دردِ نمان بھی تیرا زلزل ہو گا
 جان دینا بخدا ہکو نہ مشکل ہو گا
 بے نچر روان جب کہ وہ قاتل ہو گا

جس پری پر دل ناشاد تو مائل ہو گا
 دیکھنا کیسی میں تغیر راستے دیتا ہوں
 جان دیتا ہے ولا جس پر وہ قاتل ہو گا
 سستہ کیوں ہر مری قتل پہ تہا قاتل
 دل سنا تا نہیں سینہ بیخ شنی ہر کیا کیا
 پاس رسوائی قاتل بھی ہو گیا دل کو
 ضبط کر ضبط نہ اسد رجب تڑپے پیدل زار
 امتحان کیجیے جب آپ کے دل میں آئے
 کس خوشی سے مراد ہو گا کات نہ ہو گا

باغبان دیکھا جب فصل خزان آئیگی شمع رویوں کا نہ جائیگا عشق دل تیر شوق ناوک فگنی ہوگا جواؤ ترک تجھ اسقدر مجھ سے برگشتہ مقدر میرا	باغ میں آہ فقط شور عنادل ہوگا بعد مردن بھی یہ پروانوں پیشا مل ہوگا تیر مژگان کا نشانہ یہ مرادل ہوگا حق بھی اظہار کرونگا تودہ باطل ہوگا
---	---

شعر کوئی کی کمی پڑے میں پڑنا کو کب فکر حیا کے سوا کچھ بھی نہ حاصل ہوگا	۱۵	۱۷
---	----	----

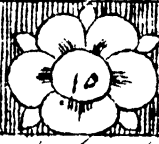
رونی ہو گئی تڑپ کر سوئے بسمل دیکھا فزع ہو کر بھی تڑپتا نہیں نہ بسمل ہوں شمع رخسار سے تھا عشق پس دن بھی بر بھی ہوتے نہیں معلوم کہاں ہر صبا کیا تڑپ تھی مرے ہلکو کہ پیرا کو آسو جس جگہ جا ہوں تصور مجھے بچاتا ہے کوئی اب بھی زمانہ میں نہ ہوگا عاشق اوس کے نزدیک بھی ثابت قدم عشق رہا وہ جو رو یا تو کیا اسنے تڑپنا موقوف نجد میں تیس یہ سیلا سو بیان کرتا تھا نزع میں حال غضب کا تھا خدا شاہد جان جاتی ہے تپ ہجر سے روتی روتی مضطرب اور ہوا صورت مرع بسمل حال کیا پوچھتے ہو رحم دلی کا اونسکے	نہ مرادم کبھی سچے گا جو قاتل دیکھا تو نے اوقاتل سفاک مرادل دیکھا دل کو جب دیکھا تو پروانوں پیشا مل دیکھا باغ میں پہنے فقط خون عنادل دیکھا سہم کر گیا قاتل نے جو بسمل دیکھا اس طرح کا نہ کوئی رہبر سنزل دیکھا پہنے بھی کچھ نہ کہا اوسکو جو غافل دیکھا استحان کر کے جو قاتل نے مرادل دیکھا اب قاتل نہ سنا یا نہ بسمل دیکھا جان دوں گا جو کسی نے سوئی محمل دیکھا تیرے بیمار نے تجھ کو بھی بہ مشکل دیکھا تو نے افست کا مزا اے دل جاہل دیکھا باتہ رکھ کر جو شکر نے مرادل دیکھا رو دیے آپ بھی جدم مجھے بسمل دیکھا
---	--

جتنے عاشق ہیں یہ اونسکے سے مقولہ کو کب	۱۸	۱۹
--	----	----

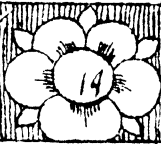
عشق میں بننے کسی کو بھی نہ کال دیکھیا

میر سے تمہاری زلف کا سودا نہ چکا
کیونکہ یہ دل فراق کا صدمہ دٹا بیگا
کب تک مرا خیال منہم کو نہ آئے گا
کیا کیا ابھی نہ مرغِ شکر دکھائے گا
سنا ہوں نقل کر کے وہ بت آرمائیکا
اشکون کے ساتھ خون گراں سہو بیگا
قصہ اگر تو بیلِ دگل کا سنائے گا
لاشکیو میرے اکے وہ قاتل دٹا بیگا
اے بت فراق میں مجھ کو کب تک رو لائیکا
کیا پائیکا جو خاک میں مجھ کو ملائے گا
قصہ اگر فراق کا یہ دل سنائے گا
اچھا رکے گا تجھ کو اگر وہ جلائے گا
کیا فائدہ جو آنکھوں سے دیا بیگا

کیا کیا ابھی یہ جان پہ آفت نہ لائیکا
تجسسے خدا خواستہ ہو گا اگر جدا
ہرگز نہ بین کمون کا کسی بات کو کہی
کیا کیا نہیں رکھ لیا ہمیں انقلاب سے
باور نہیں ہے اس کو میرے عشق کا ابھی
کاری ہے زخمِ دل تر سے عاشق کا ادھی
نسیا دمجھ کو قید میں ہو گا جیہی قسار
کشتہ وہ ہوں کہ جسکے مقابل نہیں کئی
اب تو بہت وصال کا مشتاق ہے دل
افسوس کہ سوا توٹے کا نہ اس کو کچھ
تا صبح مشر ختم نہ ہو گا کبھی منہم
میں ہی تو ماتہ سو ترے ای دل تنگ ہو
رونے سے وصل یا نہ ہو گا کبھی دلا



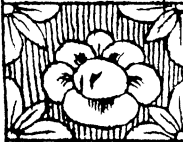
کو کب اگر میں جان بھی دوں ہجر میں تو کیا
ہرگز نہ جسم مجھ پہ کہی اس کو آئے گا



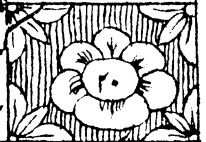
یار نے کوئی دل جو گرفتار کیا
جو بد نظر گیسوے خمدار کیا
کچھ ہوں نہ مفید نہ گنہگار کیا
دل پاؤ کسی سے جو گرفتار کیا
اب جان سے جانا ہے یہ ہمار کیا

آتا ہے تصور مجھے ہر بار کیا
کیوں سانپ لگا لوٹے سینے یہ تمہارے
کیوں عشق تباہ میں مجھ کو نام کیا
پس جان لو تم اس کو کہ وہ تمہارے
تجھ کو جو ہے منظور بچا تو خبر لے

نازک نکرے طالب دیدار کیا فریاد کرے گا جو دل زار کیا اب کون جہان میں ہے خریدار کیا مدہوش ہوا بھر دل سہا کیا بال کیا دل دم رفتار کیا دل توڑنا چاہا نہیں کیا کیا کتنا کہی سنتا نہیں زندار کیا احسان نہ لینا تو خبردار کیا رہتا ہے سدا گرم یہ بازار کیا	اے مجھے ہجر میں دشوار سے جینا اے جان جانکی پڑ جائیں گے لالہ مغرور عبث ہوتا ہے ای غیرت یوسف شاید کہ پیا اپنے کہیں جام محبت اک طر زینا اور جو پیدا ہی روش میں ای بادشہ حسن مری عرض ہو مقبول آتا ہے جو دل میں ہی کرتا چہ وہ ظالم سائل نہ کسی بات کا ہونا کہی ای دل یوں شعلہ نار میں یہ نہ مغرور ہو پیار
--	---



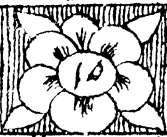
گو کہ یہ لکھو سپند مرے صفحہ دل پر
 ہوتا نہیں معشوق و فدا دار کیا



لیکن اتنا بھی کہی در پہ بیدار نہ تھا
 کچھ سوار پنج اسیری کے مجھے یاد نہ تھا
 اشیان ایسا ہمارا کہی برباد نہ تھا
 پاس قافل ترے کیا خنجر فولاد نہ تھا
 کیا میں صیاد کہی قید سے آزاد نہ تھا
 میرے قابو نہ کہی یہ دل ناشاد نہ تھا
 کس زمانے میں وہ ظالم ستم اوجا نہ تھا
 اسطرح تو کہی ای چرخ میں برباد نہ تھا
 ایسا آرزو کہی اور تو صبا دہ نہ تھا
 کب تری گمات میں تہا تو وہ جلا نہ تھا

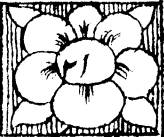
مہربان گرچہ کیوقت میں صیاد نہ تھا
 کیا بیان کرتا میں صیاد سہا لکشن
 نام تک بھی تو گلستان بینین باقی ہو
 کیوں مجھے تیغ تنافل سے کیا ہو سہل
 پوچھتا کیوں نہیں تو لطف رہائی تجھ سے
 آج پر کچھ نہیں موقوف اسو ہی یون
 آج کیوں شکوہ بیدا کیا ہے ای دل
 خاک بھی اوڈ کے مری قبر سے ہوتی سرتابا
 کیا ہوئی ایسی خطا جلیل شیدا تہہ سے
 جان دی سانسے کیوں اوڈ کے تو ایدل آیا

ہوے گل کو بھی نفس کی سنیں از دیتا اس طرح تو کہی دشمن مرا صیبا نہ تھا



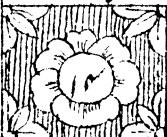
صدمہ جو غریبی یہ اٹھایا کوکب

وہ بھی یاد آگیا ہو کو کہی یاد نہ تھا



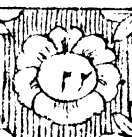
جلوہ انگن جو کہی وہ رخ روشن ہوگا
دوست ہے بعد فنا ہوگا نہ دشمن ہوگا
قتل صیاد سے ہوگا نہ رہا اسے میل
میں وہ غریب زدہ دشت ہو جی کا
دوست ہو کر مجھے آفت میں گرفتار کیا
کوہ میں جا بھی رہا ہو کر کی جھڑپ
جبکہ بڑی کی زمانے کی سوا ہے کچھ
سوز و غمت سے مری جان بچ کر کی
باز ان کی پرستش سے تبھو کیا حاصل
ہو گا وحشت میں جو میں باد یہ پیرا دل
تپ فرقت جو تری یو میں جلائے کی مجھے
جست دشت نور دی جو کہی دور ہوئی
گل ہوا باد فنا سے جو چرغ سے
عشق ہو گا جو بتوں کا مجھے منظور نظر

شرم سے طور چرغ نہ دامن ہوگا
مم فقط ہوں گے گریہ خاندان ہوگا
کیا گلستان میں نہ پھر تیرا نشیمن ہوگا
نہ کفن ہوگا پسیرا نہ نہ دفن ہوگا
یہ نہ سمجھتا ہوں دل مرا دشمن ہوگا
نہیں معلوم کسان پر مرا دفن ہوگا
بہر گز نہ کوئی ہوگا نہ گناہیں ہوگا
آتش غم سے پسینہ مرا گلخن ہوگا
ان بتوں سے کوئی مطالبہ نہیں ہوگا
خاک کی سربہ مرا سایہ دامن ہوگا
آخر کار یہ سینہ مرا گلخن ہوگا
کو چپہ بار میں اسے دل مرا سنگ ہوگا
بھرنے تاحش کہ سیرج سور دشمن ہوگا
دل مرا صورت ناتوس برہمن ہوگا



کتری امداد ہے شاہ نجف ای کوکب

اکیرے کا جو زمانہ تیرا دشمن ہوگا



اچھا بھی جو سمجھ کے کیا وہ برا ہوا
کیون چپ ہے تبھو ای دل ناواں کیا ہوا

آئندہ یہ کانہ چھنے مٹا یا لکھ ہوا
کس غنچہ لب کے یاد ہو بد نظر تجھے

فریاد کر رہا ہے کوئی دل جلا ہوا
 شاید کہ آج قفسِ دل کوئی سبے خطا ہوا
 دل ہے اسیرِ الفتِ از لہو رسوا ہوا
 راہی علم کو آہِ جریہ بخیرا ہوا
 پرستہ کیا زینتِ مہن کوئی دل پہا
 ہوا ہمت جو چرخِ حیدری کج ہوا
 فریاد کر کرے لگا کوئی دل جلا ہوا
 بیمار نہ گیا ہون میں جیسے جدا ہوا
 عاشق ہے تیرا نام یہ تیرے مشا ہوا
 دل آتشِ نانا تھا وہ بھی تو نا آتش ہوا
 صد شکرِ خوب بحقِ محبت ادا ہوا

نامے مر سو تو وہ کتا ہے اس طرح
 کیوں اشکِ بارِ از فکِ ننگیوں جو تو
 سنبھل کی طرح پیچ نہ کہا ہے کی طرح
 غریب میں کون آئے خبر لیکاش کی
 پیدا ہوا ہے لالہ جو داغِ جگر سیلا
 کہلا گئے ہیں جاوِ رگی کی بھی بول ہوا
 بجلی گرے گی جان پہ غیروں کو نہ کرنا
 کیا حال پر سچے ہو گرفتارِ حب ہوا
 برباد ہی جو ہو تو کر گیا نہ ترکِ عشق ہوا
 کوئی شہرِ کب راہِ محبت نہیں کہی
 کہتے کو اوس کے رونے کیا سینے جان دیا



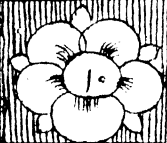
کو کہہ دے سببِ جگر اپنا لالہ ہے
 عاشقِ خون ہے رنگِ خدائیں ملا ہوا



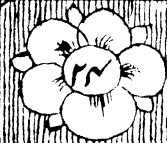
غریب میں جان دی تیرے غسلِ کفن سے کیا
 عاشق ہے گل کی بلبلِ شید چہن سو کیا
 راحت نصیبِ دشت کو جب وطن سے کیا
 عاشق ہوں تیرا جھکوتری نہیں سو کیا
 یوسف اگر نہیں تو مجھ پر ہن سو کیا
 تمکو ہماری سوزشِ داغِ محن سے کیا
 شکوہ کروں جفا کا میں ہوں ناشکں سو کیا
 نسبتِ گلگون کو ہے مر غنچہ دہن سو کیا

کیا کام گور سے ہو غجگو رکن سے کیا
 پروانہ شمعِ خ کا ہوں میں آنجن سو کیا
 ای دل بہلا دے خانہِ ویران کی یاد کو
 آنے دے یا نہ آنے دے پر نہیں مجھ
 تسکینِ بوسے جا نہ تن سے نہوگی کچھ
 روتے جو دیکھتے ہو مہین پوچھتے ہو کیوں
 دل کو لالِ خاطرِ نازک کا ہے یہ خیال
 بلبل نے ترکِ عشق کیا اوس کا عہد میں

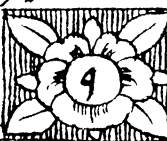
کیوں پوچھتے وہ مال دل زار کو مری کھلتے نہیں ہیں شرم سے غنچے کا باک عاشق ہوں چشم مست کا روڑیچ کا کیوں مجھ کو یاد کر کے وہ ہوتی ہیں لہلہل غیر وں سے کیا علامت ہے جوں سے ترک کی زخم جگر کو ہو گا نہ میرے کبھی مفید	فی الہا قعی اونیہ سمرنج وچن سے کیا رتبہ گلوں کو ہر مے نازک ہن سے کیا نرگس سے کیا غرض ہے مجھ کو یا سمن مطلب ہوا اہل شہر کا مجھ بے وطن سے کیا بت سے غرض نہیں تو مجھے بہمن ہو کیا عاشق ہوں پوری زلف کا شگفتن ہو کیا
--	---



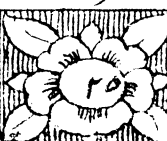
گوکب تو خود نشانہ شہر مژہ ہوا
دعوے کرے گا خون کا ناؤں فکں ہو کیا



یا چہے زیر زمین یہ تن لاغر میرا مستعد ظلم دستم پر ہے ستمگر میرا بلغمین آیا جو در رشک صنوبر میرا جلتو جلتے ہو دل مثل سمن در میرا ہو گا پیار سے ترے دروازہ پر بستر میرا بے سبب مجھے خفا ہو گیا دلبر میرا کیا کروں کچھ نہیں تابویری دل پر میرا آہ جھکا نہ ترے دور میں ساغر میرا راستی پر کبھی آیا نہ مفت در میرا	یا علی مجھے خدا یادہ ستمگر میرا جان بختی نظر آتی نہیں یار و مجھ کو سر پر ہو گئی ناراستی اپنی ظاہر آتش ضبط نے اس درجہ جلا یا مجھ کو دشت گردی سے جو فی الجملہ بھی خفیف تھی دوست کو توں ہی تدبیر صفائی کی ہے کھو بھاتی ہیں ستم عشق کو سہنا لیکر عمر کا جام ہی لبزیر ہوا اسے ساتی نہ ملا تیرے لبوں کا مجھ ہوسہ لکھن
---	---



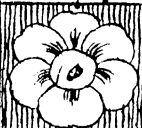
خوف کیا تیرا قبر سے مجھ کو گوب
میری ادا دپہ ہے ساقیے کو تر میرا



یاد کرتا ہے مجھ قبر میں بستر میرا جس جگہ بیٹھ رہا ہے وہی بستر میرا	لیکھا کوئی ستم میں نہ مفت در میرا حال کیا ہو چیتے ہو خانہ بدوشی کام
---	--

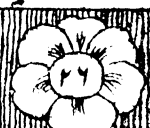
ملک الموت کہ متا نہیں بستر میرا
میں جہان پر گیا چھینکا گیا بستر میرا
ساتھ غربت یمری دوش پر بستر میرا
موج طوفان پر رہا کرتا ہے بستر میرا
کہ دل بلبل شیدائیں ہے بستر میرا
دوش غربت پر سدا رہتا ہے بستر میرا

ماتو اتنی فی کیا ہے یہ مجھے کاہیدہ
کو فیہ یار سے بچانہ سے کچھ سو جنون
دشت گردی میں بھی ہر جگہ حکومت حاصل
کشتی دل مری دریا محبت میں جو ہے
بانغ دنیا میں مجھے عشق ہی اسیر گل کا
آسمان نے کیا ایسا مجھے آوارہ وطن



کیا کروں ضعف کا احوال بیان اسے کوکب

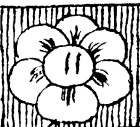
ڈھونڈتی ڈھونڈتی عاجز ہوا بستر میرا



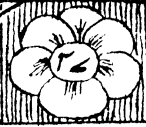
مانند طور جسے مراد دل جہلا دیا
جسے خدا کی یاد کو بالکل بہلا دیا
قاتل کو میرے کم سخن نے رولا دیا
کیا اوس سے لیجیے جسے جو کچھ دیا دیا
ہمنے تو حوصلہ تجھے قاتل نہ کہا دیا
ہے کس نے سرفوت کو اپنے مٹا دیا
رویا یہ میں کہ یار کو آخر رولا دیا
پہلو سے جھکویا زنجیر و سلا دیا
ظالم نے خاک میں ہمیں آخر ملا دیا
دلع فراق بھگو جو اسے بیوفا دیا
جو نام تھا حضور کو سچ سچ بتا دیا
اب حضور نے مجھے دل سے بہلا دیا
ہمنے تو اپنا دل تجھے اسے پر جفا دیا

کس تلخہ رونے عارض تاملان کہا دیا
دیوانہ کے عشق نے ایسا بنا دیا
بے غدر سر پہ کیا جو تلوار کے تلے
شرم آتی ہے یہ کہتو ہوئی دل کو بہیر دے
سینہ سپر کیا تری تلوار کے لئے
ہوتا وہی ہے جو کہ مقدر میں ہو لکھا
آیا خیال صبح جدائی جو وصل میں
سینے میں دل یہ تڑپا کہ ہیمشویں گیا
یاں تک ستم کیے دل لان یہ ہجر میں
کیا اس سے فائدہ تجھے ظالم ہوا بہلا
بے خان و مان لقب ہر زمانہ نیل گیا
منہ کو بہر ایسا جو کبھی ذکر بھی ہوا
جی جاسے زندہ رکھہ تو اسو جاتی قتل کر

پر و انون کر سیتے ہلتا تہا دل مرا	کسی چرخ قبر کیا یک جہا دیا
-----------------------------------	----------------------------



گوکب کی قدر کچھ بھی مٹی تو نے بے وف
تیرے لیے مخاب کو اپنے مٹا دیا



بعد مردن ہی ہو دل سوٹیکتا جائیگا
سنگ غم سہا اور عاشق سرٹیکتا جائیگا
مردنی چہرہ پہ ہو گی دل ہرکتا جائیگا
خارِ فرقت غنچہ دل میں لٹکتا جائیگا
شعلہ آندہ و نرج و غم ہرکتا جائیگا
باغِ عام سے دل بیل ہرکتا جائیگا
کوچہ جانان میں جب قاصد ہلکتا جائیگا
قبر تک ل سے برابر خون ٹپکتا جائیگا
باغِ نالہم سہیہ عاشق سرٹیکتا جائیگا
حسرت پر واز میں کیا کیا ہرکتا جائیگا

داغِ فرقت میں پریر کا چمکتا جائیگا
شعلہ عشق تہاں دل میں ہرکتا جائیگا
یا دفرمائے گا جب وہ قاتلِ عالم مجھے
جان کھو گی مری بے وصل گرا کر کلبد
جب تک کہ شمعِ مہرِ دل ہے پروانہ را
عمر ہر سو کا وصال گلخِ ابری کا نصیب
خود وہ تجھے لگا کہ ہے یہ خطا بھی گشتہ کا
بعد مرون ہی ستمگر داغِ فرقت ستر سے
بیل سہید کی صورت اک گلِ کارِ حسن
یا کیا طاقت نہ اور لڑکی جو بیلِ بعدِ ج



جا ہے گر عالمِ حیرانی اوسکی تو ہو سکا گیا
روزِ گوکب اخترِ ادسج کا چمکتا جائیگا



تہا یا کام ہی تو یہ مشکلِ نہوسکا
سیری زبان سے شکوہ قاتلِ نہوسکا
قباو میں یا رت سے مراد دلِ نہوسکا
میں کچھ شب وصال میں مل نہوسکا
اتنا ہی تجھ سے اے مرے قاتلِ نہوسکا
آخر ستم کا دل تحمل نہ ہو سکا

فرقت کا بین شری تحمل نہ ہو سکا
اے سنے تو بے سبب مجھے زخمی کیا لگر
تسخیرِ خلق کا ہے ارادہ غبتِ غبت
چین ہر چین جو دیکھا تو خاموش ہو گیا
سربارِ دوش تہا جو اوترتا تو غویا
عاشق تہا نامِ ہیر سے دی جان اسی

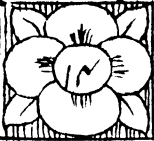
کیا خاک او سکوی ہوگی امید وفا دلا کس کس طرح خصال زمانہ ہوا مگر ہرگز نہیں شازہ شرکان میں کچھ اثر رسوا کیا کانٹو کو محبت میں حیف ہو "ماہوں سے او سکویا دہی کی ہی ہر چیز بولانہ منہ سے کچھ نہ وصیت کسی سے کی آیا یقین نہ میری محبت کا اثر بھر	تجسس تو ضبط شکوہ قاتل نہوسکا دعوی حق مرا کہی باطل نہوسکا دل تک تو آپ سے مرا بسمل نہوسکا ضبط نفاق بھی تیسے غنا دل نہوسکا ہرگز مرے خیال سے غافل نہوسکا وقفہ بھی تجھے رہر و منزل نہوسکا میں عاشقوں میں ہی تر شامل نہوسکا
---	--

آخر شب فراق بین دی جان اے صنم کو کب فراق کا تم تسل نہوسکا	۲۶
---	-----------

خوب دنیا کی کشاکش میں آزاد ہوا قید صیاد سے کوئی نہیں آزاد ہوا ہمسا ہی کوئی زمانی میں نہ برباد ہوا کیون مری جان کا خواہاں ماضیاؤں مستعد قتل پہ کیون میرے وہ جلاؤں عمر ہر قید نعلوں سے نہ آزاد ہوا ابتوا سے دل وہ غضب کا ستم اچاؤں وہی دشمن وہی قاتل وہی جلاؤں اکیدن وصل سے اللہ نہ دل شاؤں جب سے چاہا اوس وہ غیرت فرماؤں کیون تجھے عشق تباہ ایدل شاؤں کچھ نہ تیرا اثر نہ دفسر یاد ہوا	تیرے شرکان کا نشانہ دل ناشاد ہوا تجھ کو امید ریا کی ہے غیث اٹھل قبر کا بھی کہیں اب تو نہیں ملتا ہرٹ کیا خطا تجھ سے ہوئی بارالہا اوسکی برہمی کا بھی سبب کچھ نہیں ہوتا موم آرزو ہی رہی اس دل کو ریا کی مگر روز اک تازہ ستم ہوتا ہے میری بوج جس سے اس دل کو محبت کا خدا شاہد ہو عمر ہر آتش فرقت سے یہ جلتا ہی ہو ریشک شیریں چروہ بت نام خدا قائم قطع امید ہوئی زلیت سے ہی وقت کس قدر ہجر میں رویا ہوں کھلا لاج
--	---

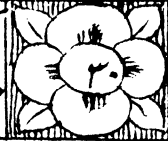
کیون یہ دیوانہ ترا مورد بیدار ہوا
یہ ستم آؤز مرے واسطے ایجاد ہوا
جان دینے کے لیے کب مجھے ارشاد ہوا

کیا خطا اس سے ہوئی مجھ کو بیزاد تھا
کر چکے قتل تو پھر لاش کو تشہیر کیا
کس نازی میں تباہیجے انکار کیا



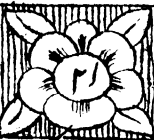
آج کیا ہے جو وہ کرتا ہے توجہ کو کب

مہربان مجھ پہ کہی اور نہ صیاد ہوا



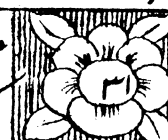
ہماری موت تھی قاتل کا اک بھانا تھا
خبر بھی اسکی نہیں کیسا آشیانا تھا
ہمارا نام و نشان جرح کو سٹا نا تھا
اُم فراق کا اے دل مجھے اوٹا نا تھا
ستم فلک کو پس مرگ کیا دکھانا تھا
اگر یونہیں شب فرقت میں خون دلا نا تھا
ہماری قبر پر بعد فنا تو آنا تھا
نشان قبر ہمارا اونہیں بتانا تھا
ہمارے دل کو تو پروانہ سان بھلانا تھا
نہ دل سے چاہنے والی کو یوں بھلانا تھا
دلانہ کو چھ قاتل میں مجھ کو جانا تھا
فلک کے ہاتھ سے اس طرح گر سٹا نا تھا
اسی جگہ یہ ہمارا بھی آشیانا تھا

لکھا یا تیرا واسنے تو دل نشانا تھا
پہننے ہیں قید میں طفلی ہی ہم تر صیاد
نہ خود رہے نہ وطن کا پتار با باقی
تبا تو میری اجل کس طرح سے آجاتی
ہماری خاک بھی برباد اون کی فست
ہماری جان پہ کاش اس آؤس کی ہوتی
وہ جیتے جی جو نہ آئی تھی گھر میں شمع
وہ پڑتے فاتحہ یاد و محبت تھا اسکا
نہ شمع رخ کی دکھا تو وہ روشنی کیونکر
نہ ذکر بھی سنا عاشق کا غم یہ کہنے
شہید ظلم کیا بے سبب تکرانے
نہ تو نے خلق کیا ہوتا کہو دنیا میں
چین میں جا کے یہ صیاد سحر کھانچو



جو پہننے گور غریبان کی سیر کی کو کب

کسی جگہ یہ نہ چا ورنہ شامیانا تھا

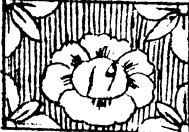


بہل کے ساتھ دیکھتے قاتل نے کیا کیا

قاتل کے واسطے دل بہل نے کیا کیا

میدانِ محراب میں سرورِ دل نے کیا کیا
 طوفانِ بحرِ عشق میں کشتی ہوئی بہا
 کس طرح جان ہی سرِ قتل تڑپ تڑپ
 مدتِ سزا دیکھو خنجرِ ابرو کا ہونِ شہید
 آرام سے سلا یا ہے آغوشِ مینِ محبوب
 سیارِ اوسکے عشق میں ہم عمر ہر سے
 مشہور ہے جو قاتلِ عالمِ جہان میں
 لیلیٰ کا عشق تو نہ چہا تیس سے کبھی
 دیکھا جو نورِ شمعِ نوا آئی نہ اوس کا تاب
 اوس سے نہ میرِ خون کا دعویٰ کر کوئی
 کیونِ بچھا ہر قتل پہ اس کے تو مستعد
 ظالم مگر کیا تو سماعت نہ بچھ ہوئی
 ناحق اسیر ہونے کا شکوہ ہر زلف سے
 جس سے تو بے اسکی خطا کچھ بیان کر
 سکتا ہوا گلون کو سدا تیرے روبرو
 کیونِ بگینا ہ در پے آزار ہو گئے
 ہر ایک علم و فن کو قلع سے شق ہو
 قاتلِ خلافتِ پنج تری اس سے کیا ہوا
 بسواسطہ شہید کیا اوس غریب کو

قاتلِ بھی متروک ہر کسبیل نے کیا کیا
 پہونچا جو سنِ غریب نے ساحلِ نر کیا کیا
 دیکھا حضور نے کہ مر و دل نے کیا کیا
 مجھ کو کیا جو قتل تو قاتل نے کیا کیا
 دیکھو سلوکِ قبر کی مندر نے کیا کیا
 پرچھا جو ایک بار تو قاتل نے کیا کیا
 ہفت کی اوس سے یہ دلِ حبل نے کیا کیا
 پردہ کیا جو اوس کا تو محل نے کیا کیا
 پروانہ خود جلا تری محفل نے کیا کیا
 خود میں نے جان دی مر و قاتل نے کیا کیا
 گلچینِ تبا تو مجھ کو عدا دل نے کیا کیا
 دعویٰ کیا جو میں نے تو عادل نے کیا کیا
 شکل پسند آپ ہوں شکل نے کیا کیا
 کتا ہر قتل کیونِ دلِ سبیل نے کیا کیا
 تجھے ادب کجہ کے تیرے مقابل نے کیا کیا
 گلچینِ وبا بخان کا عدا دل نے کیا کیا
 بتلاؤ تو مجھے بنِ داہل نے کیا کیا
 تڑپا رہا ہے کیلے سبیل نے کیا کیا
 خط میں نے مجھ کو لکھا تھا حامل نے کیا کیا

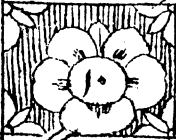


گلوب میں اپی خون میں خود مبتلا ہوا
 کیونِ جان وی عبتِ دل غافل نے کیا کیا



ہمسفر افسوس غربت میں نہ تھا
جز دل ناشاد کے ای جان جان
دفعۂ محب کو یہ سودا ہو گیا
تیری الفت کی قسم اے جان جان
دفن ہوتے محبو دلیکا تو کہا
آج ہی کرتا نہیں فریاد کچھ
جز ترے عشاق کے ای جان جان
شوق بھی ظاہر تھا اس عرشِ شوق
کس طرح بلبل تجھے ہوتا نصیب
وصل بت حاصل جو ہوتا ای خدا
مثل تیرے عاشقوں کے داد خواہ
اسطفا جو تیری فقیری میں ملا
کس طرح خاموش رہتا ہجر میں
تیرے فاقے میں سال کو دیا
بخش دیا ہم گنہگاروں کو بھی
بوسہ ہم لیتے تو لیتے وصل میں
چشمِ پو پوئی مجھے اب کرتا ہے وہ
دوست تو وہ کس طرح ملتا مجھے

دوست کوئی بھی مصیبت میں نہ تھا
کوئی سدا دینا تربت میں نہ تھا
صبح تک کچھ شوقِ صحت میں نہ تھا
جان کا ڈر محبو جاہت میں نہ تھا
یہ تو بسل کی وصیت میں نہ تھا
کب میں نالان تیری قوت میں نہ تھا
غیر کوئی تیری صحبت میں نہ تھا
کیا مری اس چشمِ حسرت میں نہ تھا
وصل گل کا تیری قسمت میں نہ تھا
کیا یہ تیرے دست قدرت میں نہ تھا
کوئی میدانِ قیامت میں نہ تھا
یہ مزا تو بادشاہت میں نہ تھا
یہ تو اے جان میری خلقت میں نہ تھا
مثل حیدر کا سخاوت میں نہ تھا
کیا خدا کی شانِ رحمت میں نہ تھا
منہ سے کہنا اوسکی عادت میں نہ تھا
پہلے یہ اوس بے مروت میں نہ تھا
وصل اوس کا میری قسمت میں نہ تھا



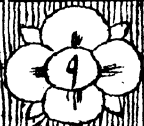
کیا کہوں کو کب میں اپنے حال کو
پایس رسوائی بھی وحشت میں نہ تھا



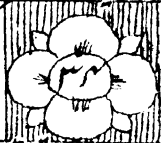
لیکن جہان میں نام و فادار رہ گیا

یوسفِ ریا نہ مصر کا بازار رہ گیا

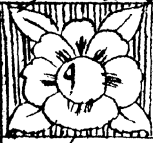
یاد شب کو آئے آتے وہ دلا رکھ گیا یاد مژہ میں باد یہ بیا جو میں ہوا راہی ہو میں طاقت تو اب تو ان نصیب دیکھ کہ یہ جو نصیب کو محفل میں یار کو صبر و قرار تو اب تو ان کو بچ کر گئے اک دن ہوا نہ ہوئے سینے میں نصیب غورہ عبت ہر حسن و ورورہ یہ یار کو نخچر کی طرح جو تڑپتا ہوں رات دن	اسید وار وصل دل زار رک گیا سکون میں ٹوٹ کر سر ہر غار رک گیا ہاں ساتھ اک فقط دل بیمار رک گیا دکھو مسل کے طالب دیدار رک گیا سہلو میں دل رہا بھی تو بیکار رک گیا اسید وصل میں دل بیمار رک گیا دنیا میں کون کس کا خبر دیدار رک گیا ہے دل میں تیر ہر کما نذر رک گیا
--	--



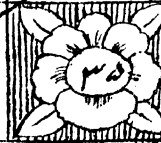
کو کب ہوا نہ وصل کہی یار کا نصیب
تا عمر آرزو میں دل زار رک گیا



اب جان بچانے کی میں تدبیر کروں کیا سکتا ہے تجھ دیکھ کر تھیر کر کروں کیا آزار ہے فرقت کا میں تدبیر کروں کیا یہ بھی ہے مری خوبی تقدیر کروں کیا دیر تری ہوتی نہیں تاثیر کروں کیا بہاری ہے بہت پاؤں کی زنجیر کروں کیا خود آپ کو ہر قتل میں تاخیر کروں کیا کافی ہے بس اتنا ہی میں تشہیر کروں کیا	ہے مستعد قتل وہ بڑ پر کروں کیا کیا پوچھتا ہے آئندہ حال شب ہجر بالین یہ مرے آکے سیاح یہ پکارا ناحق جو خفا ہوتا ہے ای غمیرت یوسف کرتا ہوں شب ہجر میں ہر روز میں نالی پہنہ میں ہوں ظالم کو کہیں جان نہیں گنتا حاضر ہوں رکھتا ہے یہ سر جان جہان جب قتل مجھے کر چکا تھا ہے قاتل
---	--



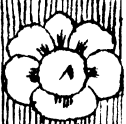
کو کب ہر یقین سے یہ بلا آئے گی میرے
بل کھاتی ہے ہر زلزلہ گرہ گیر کروں کیا



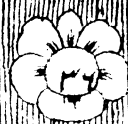
مگر ہوا نہ کسی طرح نصیب دل کا

غم و الم نے کیا پست حوصلہ دل کا

رہا شباب میں باقی جو دلوں کا طبیعت اک بت پرفتن پہ ہو گئی مائل نہرا عشق کی کوہِ مین کو قدم مار حرارت پہ فرقت ہو جان بری حال خدا کے واسطے اک شب تو وصل ہو بچا اتنی دیکھے دونوں میں کج غائب ہو جہان میں جو کہ ہے مشہور قاتل عالم	تو خاک کلمی کا پیری میں حوصلہ دل کا ہوا ہر شے زنا ر سلسلہ دل کا نہ طے ہوا کی صورت ہو مرحلہ دل کا لگو گی آگ جو پوٹی کا آبدہ دل کا کہ تیسے پر نہ یہ اتنی رہے گلہ دل کا کہ دیو جبر سے ہے اب مجا دل کا پڑا ہی اوس سے اب اگر مقابلہ دل کا
--	---

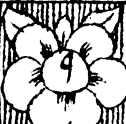


ہزار شکر ہے اوس بت سے استوائی کوکب
 نگاہِ لطیف بہ شہر ہے فیصلہ دل کا



میں اوہ ہر ہاتھوں سے اپنا دل سلک کر گیا
 کو چہ جانان میں غفلت ل جھلک کر گیا
 کیوں مری گردن پہ خنجر آج جھلک کر گیا
 دیکھ کر قاتل مجھ پر تیور بد لکھ کر گیا
 چٹکیوں سے جیسے کوئی دکا دکا کر گیا
 پیشوائی کو تھامے دل نکال کر گیا
 سنگ قفس میں دل شیدائے کج لکھ کر گیا

وہ اوہ ہر پردہ نشین بانگ لکھ کر گیا
 سو طرح میں نے سنبھالا پھر سنبھال کر گیا
 زنجیر کی لائق نہ تھا کیا میں تباہ قاتل مجھ
 شادی قسمت لڑ کر کہا قتل ہو ہی کر گیا
 صبرِ دم جب ہر وجہ جانی رکا کر گیا
 شوقِ پاؤں سکھو کہتی ہیں کہ پہلو ہو کر گیا
 کیا کریں یادِ بیان اوس ہوا کو عشق میں



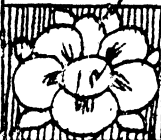
آتشِ فرقت سے کوکب شعلہ رویوں کو عبث
 شمع کے مانند دل پہلو میں جھلک کر گیا



بل اوہر کہتا ہے اپنا دل نالان کیا گیا
 باتیں سنو اتنا ہی جھکوں دل نالان کیا گیا
 رنگِ لالی شفقِ شام غریبان کیا گیا

اٹھ کر تھی ہو اوہ ہر زلف پریشان کیا گیا
 کھانیاں دیتا ہو برو شہِ خوبان کیا گیا
 آج سہی یہ جو صاحبِ زنجار لائی

تیرے گیسو کی قسم کھانا ہوں پیار و شب ہر شب نرگس میں اگر تیرے گم یاد آیا ہاسے سدا نہیں جاتا ہے تیرا کاسرے رحم کر قاتل بے رحم مگر قاتل اچھی خیر انصاف سے تو دیکھ دل عاشق پر	ہجرین دیکھتا ہوں خواب پریشان کیا کیا مثل بسمل کے نہ تر پیا دل نالان کیا کیا الف زلف میں پہر تا ہوں پریشان کیا کیا دل میں باقی ہے مری حسرت و اراد کیا کیا ظلم کرتی ہے تری زلف پریشان کیا کیا
---	---

روز و جمشت میں سدا دست جنون ہو کوکب شکوہ کرتے ہیں مرے جب و گریبان کیا کیا	 
--	---

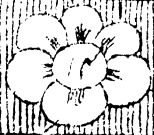
نیرنگان کا نشانہ دل ہوا کیونکر ہوا دیکھ کر پروانہ کو وہ شمع و کتا ہے یہ جان دینے میں تبا کیوں چکیا تا ہیولا قتل کر نکلی عوض کی اوسو جان بخشی دلا کیا ترے نالوں میں کا دل نہیں باقی تر رات بہر روئی گذرتی تھی تر تو صبح تک عمر بہ حسرت رہی لیکن نہ دیکھا ایک بار نجد میں مجنون یہ کتا ہی تجیر سے بچے وہ تو بانی ظلم کا ہے کس طرح باور کروں کس طرح دہانتک پہنچ تیری ہوئی انمول دیکھا مجنون یہ کتا ہی نہ تھی محبو اسید یہ تعجب ہے خدا شاہد ہے ای طار بجے مجھ سے ہی اے دل بہان کر تو کھاسکا اجرا	یہ تو پہلو میں ہر پہر بسمل ہوا کیونکر ہوا دل چلا یہ وارد محفل ہوا کیونکر ہوا تھی تنہا جسکی وہ مشکل ہوا کیونکر ہوا مہربان تجھ پر مرا قاتل ہوا کیونکر ہوا میری جانب سے وہ بت غافل ہوا کیونکر ہوا درود کس طرح سے زائل ہوا کیونکر ہوا پہر جو اوس بت پر لا مائل ہوا کیونکر ہوا یہ مسافر وار و منہر ل ہوا کیونکر ہوا لوگ کہتے ہیں اوسو عادل ہوا کیونکر ہوا وصل کا اوس گل سو تو سائل ہوا کیونکر ہوا پان پہ وار و صاحب محل ہوا کیونکر ہوا دعوی حق ہی مرا باطل ہوا کیونکر ہوا کسکے تیر عشق سے بسمل ہوا کیونکر ہوا
--	--

تو نہ ہو کوکب کی اخلافت اوسکی کیا گلتا نہیں	 
---	---

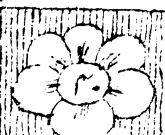
جان کا تیرے جو وہ قاتل ہوا کیونکر مورا

دل مرا پہلو سے بٹلاؤ کہ ہر جاتا رہا
 داغ دل کا جب کہ اور شکستہ جاتا رہا
 کیوں دلا فرقت میں نالوں کا اثر جاتا رہا
 سر سے سودا زلف کا ابکی اگر جاتا رہا
 اب تمہارے عشق کا دل سے اثر جاتا رہا
 داغ دل کیا عاشق خسہ جگر جاتا رہا
 نقد دل کیا مانتے تھے انہیں جاتا رہا
 راستے میں بے تحاشے خط کیا نامہ جاتا رہا
 درد دل وقت میں کیونکر تاسو جاتا رہا
 کیا سوا تیرا اثر کیوں چشم تر جاتا رہا
 سب حالت ہو گئی نور زلف جاتا رہا

کس طرف یہ کشتہ تیرے لطف جاتا رہا
 روتے روتے بڑ گیا ناسور کہوں میں
 حال عاشق پر نظر کرنا نہیں وہ سنگ دل
 عمر بھر بچہ دہم گیسو میں نہ آؤنگا کبھی
 شکر جو خالق نے اس آفت میں دی جھکو جاتا رہا
 اب نہ وہ ناز میں فرقت میں نہ وہ فدا
 رات دن رو رو گیا تو دھونڈتا ہر شے
 کیوں نہ لایا تو جواب اس گل کو کبھی سچا
 کیا جگر ہی خون ہو کر بگیا ہمراہ اشک
 لوح کا موزان عیان کر دینیں رو رو کہ آہ
 اس قدر روئے شب غم میں کہ آخر صبح



صبح ہونے دے کر گن کا رنج ہی جھکو حلال
 خون کو کب کیا بچے مرغے جاتا رہا



خام ہو ترے حسن خدا دین دیکھا
 بے وصف ترے عاشق بے با دین دیکھا
 تازہ یہ ستم خانہ صبا دین دیکھا
 جو ہر یہ ترے منہ پر فدا دین دیکھا
 مجھے یہ مڑہ لبس ترے پیدا دین دیکھا
 اک داغ نقد اس دل ناشادین دیکھا
 ہرگز نہ اٹھایا وہ شہر بادین دیکھا

مورن میں نہ دیکھا نہ پیرا دین دیکھا
 قیاس میں دیکھا ہر نہ فریادین دیکھا
 مڑتا ہوں مگر گل کو نہیں دیکھتا پاتا
 جس پر ہوا نصرت اسکا وہ چٹا نہیں ہرگز
 دل پہ ہر تے نہ دیکھا ستم جو جبر و جفا سے
 کچھ سمجھنے نہ دیکھا سزا عشق تباہ میں
 کیا کرتا میں نال شب تنہائی میں آ دل

لاکون ہی موت قتل مگر اور دل نالان
بے موت اجل کی نگہی جنت میں ہو
صحرایں کہیں ہوں کہیں کسار میں ہوں
اک بات میں سو عاشق مرده کو چلایا
لاکون سم و حور کیے اوت نہ کہیں کی

رحم آتے نہ ہرگز زل جلا دین دیکھا
بیڑے کو اگر نچہ حداد میں دیکھا
کیا کیا نہ مزہ عشق کی افتاد میں دیکھا
اعجاز سیاحی شے ارشاد میں دیکھا
یہ جو صلہ اپنے دل ناسا دین دیکھا

یاد آگئی اپنی ہی اسیری مجھے کو کب
طا سُر جو کوئی نچہ صبا دین دیکھا

مرفق شوق مسحا کا یہ جمار ہوا سخت آزار ہوا
وصل کو بعد جو یہ ہوگی جدائی کی نہ جو کا یہ کہی
جہنم کو تیرے برائی کی مہیہ کہیں جہنم کی کہیں
کونسا امرفلات آگے ہوا مجھ سے کس طرح ہو گیا
اشک زری زمری سرچشم کو کیا اور نشان خدا
دیکھا حال پریشان مرا تم آیا اور جان نہ ہو مجھ
آتش جہنم سرور جلا آرا ہوں حال کیا ایا لاکون
چیکہ ستور کو سو اکیس جواب آونڈیا کہ یہ کج ہو
جنت الیٰ علیٰ عجب اید یہ ہوا کیا حال میرا
نقد جان تیرے میں یہ کہہ سکا کہ نہیں تیرا جو خبر

کن بلاؤں میں لے کر گرفتار ہوا جینا دشوار ہوا
ایسے دل کو نقد وصل کا نگار ہوا گل بوی کف زار ہوا
دام گیسو میں تیرا دل جگر تار ہوا چٹنا دشوار ہوا
کیون شمع گار اور آزار ہوا کیا خطا وار ہوا
درد و فزع یہ جو دار و دیہ گنگار ہوا جینا دشوار ہوا
شکدہ شکر اور جہل کا اقرار ہوا میں جو جبار ہوا
کر کو الفت میں نیو کا گنگار ہوا کیا یہ آزار ہوا
وصل کا کیون دل ناسا طلب گار ہوا کون غنچا وار ہوا
پاکس زرنہ تیرے سر ہزار ہوا جینا دشوار ہوا
کون اس میں تباہ نہیں نہ خوار ہوا کسا وہ یار ہوا

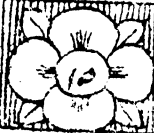
کیا کیوں حال پریشان کو میں سمجھ کو کب
لینا کر دے ہی عجب سحر میں دشوار ہوا اسقدر زار ہوا

جہم کو جہم اور نہ سکندر کو سکندر سبھا
جان بخت ہوتا ہوتا تیرا تو میر سبھا

قبر میں شاہ و گدگد کو وہ برابر سبھا
باہر سے نہ تیرے کو میں سبھا

ہفت ابرو خمدار میں دھنسی پیرا
 رایگان اس نے کیا وصل کی تدبیر کو
 سوزِ فرقت سے جگر پر جو مردانہ پڑا
 اس قدر فرقت ساقی سے ہوا ہون مدہوش
 پتیان گل کی جو نر مردہ چمن میں کہیں
 مرگِ غربت میں جو وحشت ڈر گرفتار کیا
 مری کا شانہ کو ایک روز ہی روشن کیا
 بھول دیکھے ہیں برابر جو کلمی گلشن میں
 سر ہو چکا الفت گیسو میں پریشان جب خوب
 پردہ در پہ گمان پردہ قدرت کا ہوا
 روح نکلی جو خستہ شوق کیا میں تمام
 شاہ سے اوسنے کیا ہو جو گدا کیا شکوہ
 شعلہ رخ سے جو بخوت جلاتا ہو مجھے
 خط و لہار نے کانٹوں میں گھسیٹا مجھ کو
 کر سبکدوش تجو بھی ہی اب لازم ہے
 دیدہ ترک ترقی نے اٹھایا طوفان
 ماخیزی اپنا طریق اسلے کہا میں
 علم پر غلم کیے ایک نہ مانا اوسنے

مرغ جان کو ہی اہمیشہ نہ خنجر سمجھا
 کچھ نہ محنت کو ہمارے یہ مقدمہ سمجھا
 آتش عشق کا اگر اسکو ہی اگلے سمجھا
 مرد و خورشید کو ہی صورت سنا کر سمجھا
 اوس گل لہ نام کار و نوا ہوا بستر سمجھا
 دامن وشت کو میں قبر کی چادر سمجھا
 اسکا باعث تو مجھے اے مردہ انور سمجھا
 اوسکی قدرت کو شکوے کا میں انکڑ سمجھا
 عشق کے پیچ کو آخر دل نصیر سمجھا
 بہتر دیکھی جو تر سے در پہ تو محشر سمجھا
 مرغ جان کو سپہ غصہ پر کیو تر سمجھا
 وہی اچھا ہے مرے حق میں جو بتر سمجھا
 کیا وہ پروانہ دل میرا سمندر سمجھا
 گل گل بدل دل کے لیے نشتر سمجھا
 باور گردن ترا عاشق ہے اگر سر سمجھا
 قطرہ دریا کو تو قطرہ کو سمندر سمجھا
 خاک رمی کو شرافت کا میں جو ہر سمجھا
 لاکھ سمجھا یا مگر کچھ نہ سنا سمجھا



شکایا اوسکی اطاعت میں یہ کوکب ہر چند

زردہ خاک نہ وہ مہر منور سمجھا

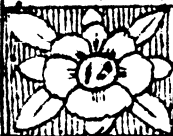


خیر ممکن ہے وہ کلمہ و اپنا

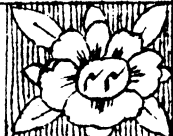
خون کیون کر اہم کیا یہ سلا تو اپنا

نہ راہ دل چہ کہ میطرح کا قابو اپنا
رات بہر وہ جو بنایا کیے گیسو اپنا
ایک دم آنکھ سے تمنا نہیں آئسو اپنا
دو وزن ہاتھوں سے دہائی راہدو اپنا
دل مشتاق چہ ہرگز نہیں قابو اپنا
کر چکا کام تو آخر کس جادو اپنا
خیمہ کیون نہیں کرتے ہیں وہ برو اپنا
کام کر جا بیگی وہ جنبش ابرو اپنا
سر کے نیچے سے جو سر کاؤنگے زانو اپنا
کب نہ یاد کما بیگی یہ خوشبو اپنا
ہر یاد نام سے عشق سے جلو اپنا
زنگ دکھائی ہے گلشن میں شیو اپنا
ہماری دل پر بھی تو پاتا نہیں قابو اپنا

تسے مانی جو نظر آیا ہے سہو اپنا
سانپ لہرایا کیسے سیٹھ عاشق دلا
کیا عجب ہو جو عیان نوح کا طوفان ہو جا
نہ کو آتا تھا طالع جو شب ہجران میں
کیا کریں اور جو دیکھیں نہ حسرتوں میں
جان کی چشم فسون ساز کی گردش زمری
سکے پیغام مرا کہتے ہیں یوں فاصد
ہے یقین ہو اسی تیغ سے اکرن ہو قضا
سرتنگ کر ابھی مر جاؤں گا بانو گنا
غش سے لائیگی مجھ پرش میں کب نہ لوت
اب نہیں بادۂ الفت کی ہمیں بچو خوش
طعنہ زن سبج بنا گوش منہ پر ہر سدا
کس طرح صبر گوارا ہو شب وقت میں



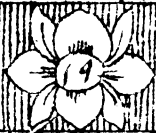
خون دل اشک کی چراہ ہو گا کوکب
اور خیمہ سے جو تہ گمانہ یہ آنسو اپنا



انتہا تمہارا ظلم اوشایا تو کیا ہوا
زخم جگر بھی آج دکھایا تو کیا ہوا
سچ شب فراق اوشایا تو کیا ہوا
اوسے نشان قبر مٹایا تو کیا ہوا
تخنے جو محکوم دل سے بھلایا تو کیا ہوا
اس درجہ میرے دل کو ستایا تو کیا ہوا

شکار نہ میں زبان پہ لایا تو کیا ہوا
ہرگز نہ میرے درد کی اوسنے دوا ہوئی
ہرگز نہ اوسکو قدر ہوئی میرے خیمہ کی
جب تک جہان میں عشق ہو عشق کا نام
ہے میرے دل میں یاد تمہاری آؤ طرح
ہرگز نہ مجھے ترک ہوئی الفت آپ کی

عاشق کا نام زندہ ہے تا حشر و کرم دل میں خیال اور سکا ہمیشہ جاگزین شہم و حیا سے بات وہ مجھ سے کر سکا ظلم و ستم اوٹھاتا ترے کون میرے بعد دل میں بھی میرا دیوانہ نہ آیا تجھے بھی جیشک سے میں بھی باز نہ آیا کیڑ اکدم تصور اسکا نہ مجھ سے جدا ہوا بے اختیار قلب نے آخر کو آہ کی	تجھے جو زہر خاک چھپایا تو کیا ہوا ظاہر میں وہ کبھی جو نہ آیا تو کیا ہوا ناموں نے اسکا دل کو دکھایا تو کیا ہوا عاشق پہ تو نے رحم جو کیا یا تو کیا ہوا ناحق شباب اپنا ٹھایا تو کیا ہوا آنکھوں سے خون ٹپکھو روایا تو کیا ہوا پہلو میں یا میرے نہ آیا تو کیا ہوا ہم نے جو راز عشق چھپایا تو کیا ہوا
---	---



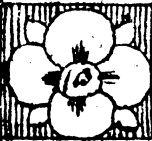
کوکب ملی نہ سوز تب ہجر سے نجات
دریا سہی آنسو دن کا بہا یا تو کیا ہوا



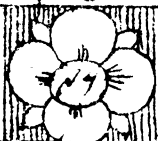
دل تاب ضبط کر یہ نہ لایا غضب کیا سرم کے بدلے زخم لگا یا غضب کیا شکوہ ترا خدا سہی کرونگا میں ای صبا بعد فنا بھی مجھ سے یہ رو سکو غبار تھا دنیا اگر خلاف ہوئی تو ہوئی بگر ایسے پرے سے سوز فراخ شکر ہمارے ناسے وہ کہتا ہر شش تجھے پہنچا ہوا تجھ کے گایا ہوا تو ہم بس دیکھا رنگ ہی ملک تھی یہ شہر انفصاف یہ ہے کہ کہتا ہوا ہنگامہ ہو گیا زہر سے قتل یہ بانہ ہو گیا	طوفان آنسو دن کو اوٹھایا غضب کیا قاتل کو داغ دل کا دکھایا غضب کیا توئی چراغ کو گور بھایا غضب کیا اکر نشان قبر مٹایا غضب کیا تجھے جو مجھ کو دل سے بھلایا غضب کیا ماند شمع مجھ کو گھلایا غضب کیا سوالی کا بھی پاس نہ آیا غضب کیا اور دل تجھے جو بھنے بھایا غضب کیا مرنے کوئی کام نہ آیا غضب کیا سوز میں کہنے ٹپکھو جگا یا غضب کیا اور جس جگہ کہنا دل کو نہ آیا غضب کیا
---	---

قصہ فراق کا جو سنایا غضب کیا
 اوسنے ہمارے دل کو ستایا غضب کیا
 قاتل نے اور مائتہ لگا یا غضب کیا
 تربت پر بھی مرے نہ وہ ایسا غضب کیا
 ہاتھوں سے محو مہفت گنہ یا غضب کیا
 شکوہ زبان پر جو میں لایا غضب کیا
 دریا جو آفتابوں کا بہا یا غضب کیا

افسوس بھی نہ اوسنے مرے حال پر کیا
 نکلے کہیں زبان سے نہ شکوہ یہ خیال
 دو چار ہی گہری مین تو قصہ تمام تھا
 پہچان نہ زندگی مین تو اسکا کلام نہیں
 اب کون اس کے ظلم اور مہاکا آہ یا
 اسوجہ سے ہوا نہ کچھ وصل یا رستے
 کشتی جسم زار تلام مین بڑ گئی



کو کب یقین ہے کہ وہ رہنے نہ دیکھا اب
 اوسکونٹان قبر تبا یا غضب کیا



ہم تھے لمحہ مین یا کہ دل بے قرار تھا
 فرقت کی شب یہ حال دل بے قرار تھا
 بیمار کو حضور ہی کا انتفا رہا
 ہر سوا اسکے نور سے روشن اڑتا
 سایہ نہ تھا وہ آنکھیں سیرا غبار تھا
 دنیا مین زندگی کا کسے اعتبار تھا
 فریاد و نالہ میرا اگر ناگوار تھا
 دینے مین دل حسنین کو کیا اختیار تھا
 ثابت نہیں کسکو کمان پر نزار تھا
 کہ جسے سم بہار مین رنگ غبار تھا
 سیلاب کی طرح سے یہ دل بے قرار تھا
 چرک کوں نہ زور دم تھا

سونس نہ تھا کوئی نہ کوئی نکل سار تھا
 وہ اصرار تھا کہ مین بی اختیار تھا
 بخشا چکا ہر ایک سے اپنا کھانا
 تار کیے لحد سے مجھے خلصی ملی
 چھوڑا نہ ساتھ بعد فنا جاو غور ہے
 گھر مینے اسلئے نہ بنا یا تمام عمر
 ارشاد کیون نہ کر دیا مجھے حضور نے
 اسکا تو آب عشق سے یار و غیر ہے
 گم گشتہ مین وہ بہن کہ پس رنگ ہی صبح
 خوف خزان سے روئے گلستا عشق ہے
 کیا حال عشق شعلہ عارض بیان کروں
 ادرتھا مروت نزع مین تھپہ یارو

سہو بچا نے مہر کے دست تو مرنے تک نکتا
اسوقت میں کہیں بھی اگر دایہ نہ آتا
کوئی نہ پھر سوا سے دل بغیر رہتا
تھنہ تھا جسم زار مرایا مزار تھا

حل ہونگی مشکلیں ابھی کوکب کی یا علی
آقا تری درد کا یہ امید دار تھا

ہجر میں جب ترا غنچہ سادہ بن یاد آیا
بلبل زار کے سب سے ساختہ آنسو تپکے
کیا کروں جاں بیان در بدر کا انحراف
دہلیان اور سوقت یہ تھا جلد ہر شکل کا
غنچہ دل ہوا پتھر مردہ بزرگ گل شمع
چال میں آگے ہوتے ہیں ہزاروں پامال
اسقدر اس تن خاکی میں اور مانی انداز
میری نظروں میں جہان تیرہ فنا کر گیا
غوطہ زن بحر محبت میں نہ ہونا دل
یار نے جب سے شگمائی میں پہنچا گیسو
نہیں نہ ہوتے ہوئے خاموش جو سوقت ایجا
ہجر میں گلشن و گل کی ہی یہ حال بلبل
دامن وشت کو درو کے بگیا یا عین

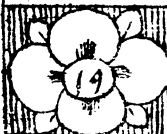
بندہ بہر نہ کبھی مجھ کو چین یاد آیا
عالم متبدل میں جسوقت چین یاد آیا
ہوا الیا کہ مجھے بہر نہ وطن یاد آیا
نزع کر وقت نہ تابوت و کفن یاد آیا
جب کبھی بلبل شبہ اکو چین یاد آیا
چننے بے مہر کا عالم کو چین یاد آیا
روح کو بعد نفاس بہر نہ جان یاد آیا
جب کبھی حلیہ احباب وطن یاد آیا
دوب جائیگا اگر چاہہ ذوق یاد آیا
بہر نہ اوسدن سے مجھ پر شک فتن یاد آیا
کیا کوئی عاشق آوارہ وطن یاد آیا
رنگ چہرہ سے اور جب کہ چین یاد آیا
جب کبھی عالم غربت میں وطن یاد آیا

ہو گئی عفت وہ کاشی دہن خور کوکب
غم میں جب نامہ شہنشاہ زمین یاد آیا

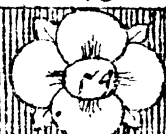
ای سہری مجھ کو تر سے دل یہ جفا ہو رہا
آتش عشق بجا دیتی ہو شگون کی چہری
اکارگر بہر نہ کبھی عشق کا جادو ہوتا
آگ لگ جانی مرے خشک جو اسو ہوتا

حکم میں مشرق نہ واقع ہو سوتا
 قیس کی طرح جو چہ چاہا ہر سو ہوتا
 جان جان اس دل نالان پہ چو قافو ہوتا
 چین پڑتا مجھے ایک کوئی پہلو ہوتا
 پہوڑی ڈالتا آنکھوں میں جو آنسو ہوتا
 کاش تیکے کی غوغا آپ کا زانو ہوتا
 قدر ہوتا جو اس چشم کا آہو ہوتا
 جھگٹا آنچل جیل کے لب جو ہوتا
 نام کا ہیکو پہلا نرگس جاو ہوتا
 نہ تو یہ درد نہ دل اور نہ پہلو ہوتا
 طفل کتب تھا بیان پر جو رٹو ہوتا
 امتحان میری محبت کا جو ہر دم ہوتا
 فکر بیکار تھی پیلو میں اگر تو ہوتا
 سانہ دل نے عرفان سے جو ملو ہوتا

سہ کے سینے کے لیے جگہ جو ہوتا آرزو
 آپہ بیٹے کی طرح خلق میں رسوا ہوتے
 عمر کھبر میں نہ کہی کرتا کسی سے لغت
 دیکھ اندوہ سے وقتہ میں یہ رہتا ہوتا
 پاسداری ہے مجھو عشق میں منظور نظر
 خدا ہجر کی شب رہتا ہر جگہ یہ خیال
 چشم بد دور تری آنکھوں کو کیا نسبت
 وہ قدم رنجہ ہو کرتے تو مرادین آئین
 انکڑیاں آپ کی برشلہ نو تین جو صنم
 ہم نہ ہوتے تو کوئی چہرہ نہ ہوتی پیدا
 مدرسہ عشق کا خالق نے وہ ایجاد کیا
 آرزو اس دل ناشاد کی پوری ہوتی
 وصل میں ہجر کا ہرگز نہ تصور لاتا
 عشق بازی کی نہ اور نہ رہتی کوئی کیفیت



دم نکلنے کی نفی سبھے اندا کوکب
 نزع سے کہ وقت سے ہانے بودہ افز ہوتا

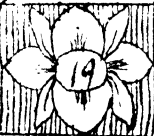


اگر ای آسمان حائل نہ تو گرد زمین ہوتا
 بیان درد دل کرتا جو کوئی ہنشین ہوتا
 مقدر کو سبب جو بیاہتا ہونہ نہیں ہوتا
 اگر اوس شمع کو میری محبت کا قیق ہوتا
 اگر وہ بیوفا ہے کہی میں چین ہوتا

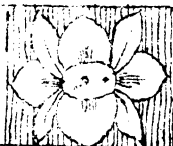
خون میں جاکی اتک تو کمین کا کین ہوتا
 کوئی کس سے تری فرقت میں جو بگڑتی ہوتا
 ہوا ہر ہجر چل وصل کی خوشی جو کس نے
 ایسی آ دل نہوتا دل اندا وہ قابل ہوتا
 خدا شاہد ہے منہو بان ہی وہی ہوتا

شرف ایجان کا حاصل مکان کو برکاتین ہوتا
ہم اپنی جان کی دیتی جو کوئی نازنین ہوتا
اگر دو دیکر ہمراہ آہ آتشین ہوتا
کسی کو ہی نہ میری عشق کا ہرگز یقین ہوتا
جو تو پیش نظر مجھوں کی امی محل نشین ہوتا
مقابل مصحف رخ کے جو قرآن مبین ہوتا
ترا بندہ تھا سہول سے مری جان میں کہین ہوتا
یہ سوتا چین سے کوئی جو میں نیز زمین ہوتا
جو کرتا ظلم کا شکوہ تو وہ گل شریکین ہوتا
میری پہلو میں گرایاں جان تجہا حسین ہوتا
تری نخل میں اگر میں جو گلین خرمین ہوتا
تمہاری بیوفائی کا اگر محب کو یقین ہوتا
میں اپنے دل کو دیدیتا جو کوئی مہربین ہوتا

بزرگی روح کی باعث فقط اس تنے پائی ہی
بہت ڈھونڈا مگر نہ پنا یا آج تک بے دل
شب فرقت زمین و آسمان تاویک ہو جا
اگر میں فرقت جانان میں جان پنی نہ دیدتا
خدا جان خوشی سے حال کیا اور سوخت ہو جاتا
تمہارے صاف حساروں کی اوس دم کھینچت
کسی گلشن میں ہوتا یا کسی ہیرانہ میں جاتا
پس مردان قیامت قیامت کو یا نالوں سے
بہلا کیونکر نہ دیتا خوش ہتا روبرو اسکے
نیموں حاکم کیا اور سوخت ہوئی لگی کیفیت
تجہ ہی نہ ہو جاتا دیکر افسردگی میری
خدا شاہ ہے مہربان کبھی الفت نکارتا میں
قیامت اسنے کرکھی ہر پہلو میں خدا شاہ



نوائے نزع کی تکلیف ہرگز نہ بھگوا سکے کوکب



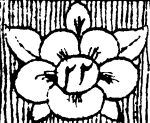
سیجا میرے بالین پر جو وقت واپسین ہوتا

یہ دلغ وہ ہے جب کو مٹایا نہیں جاتا
قصہ شب فرقت کا سنایا نہیں جاتا
بارالم حیدر اوٹھایا نہیں جاتا
زخم طل اوٹھین اس سے رکھایا نہیں جاتا
میں نزع میں ہوں آپ سے آیا نہیں جاتا
میرا بھی تو دشمن کا بہایا نہیں جاتا

الفت کا مزا دل سے بھلایا نہیں جاتا
آتا ہے کلیجہ مرے منہ کو دم انداز
اس جینے سے ہے اتبو محجو موت گوارا
اب نہ وہ منفصل جو رستم ہوں
آئندہ مجھے ہو نیکی کیا اور توقع
اب نہ ہو پر نزع کا طوفان عیان ہو

افسوس قدم مجھے اڑٹا یا نہیں جاتا
 پروانہ صفت دلو جلا یا نہیں جاتا
 داغ غم الفت کو مٹا یا نہیں جاتا
 یوں مجھے تو ایساں ہلا یا نہیں جاتا
 اس آتش الفت کو بجایا نہیں جاتا
 مردہ بھی مرا آگے اڑٹا یا نہیں جاتا
 اس واسطے عشق اڑٹو جتا یا نہیں جاتا
 معشوق سے الفت کو چپا یا نہیں جاتا
 پہلو سے جو غیر دن کو ہٹا یا نہیں جاتا
 زندہ دہن گو بین جاتا یا نہیں جاتا
 قابو میں مگر آپ کو لایا نہیں جاتا
 دل اور سے وائٹر لگا یا نہیں جاتا

سدرہ کی زار شبِ حشر صہم نے
 ہم جان دین پروانہ کو کچھ شمعِ خون کو
 اس پنج مین راحت کا فراموش ہو چکو
 جس طرح فراموش کیا آپ نے مجھ کو
 ہر خد کہ اشکوں سے فرو کرتا ہوں لیکن
 وائٹر یہ امید نہ تھی آپ سے مجھ کو
 کیا جانیے کیا حال کریں ستمگ ہمارا
 کیونکر کہیں اور نہ لکھینگے کہی اظہار
 افسوس کہ ایدامری کی تو نے گوارا
 مر جائے گا کس طرح کروں ترکِ محبت
 منت کو وہ طاقت ہے کہ بہن تیرے نشین
 ہر روز سہم بہتا ہوں تیرے گمراہی سے



مر جاؤں جو کو کب تو مری زیت ہو گویا
 صدمہ شبِ فرقت کا اڑٹا یا نہیں جاتا

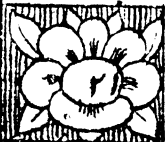


رفتہ رفتہ مجھے اس عشق میں ہوا ہوگا
 حشر اک تازہ حد پر مری برپا ہوگا
 دل کا ناسور جبز اس کے نہ اچھا ہوگا
 مجھ کو برباد کرے گا تو نہ بربا ہوگا
 نہ عزیز اور نہ یہ امنوہ احب ہوگا
 مثلِ مجنون جو مے عشق کا چرچا ہوگا
 کیا کرے گا فلک پیہر جو طیر ہوگا

تیس کی طرح سے ہر سو مر اشراب ہوگا
 پس مردن جو گذر رشک پری کا ہوگا
 مر ہم وصل سوا کچھ نہ پڑے ہوگا
 دل تو وہ تنگیا پر خات مین رہا ہوگا
 گوشہ قبر میں تنہا دل شہید ہوگا
 تو بھی سبلی کی طرح خات مین رسوا ہوگا
 نہیں کچھ خوف بوجھن مرا سید ہوگا

دیکھیے ہوگا جنون یا جے دشت ہوگی
 مجھ آتے ہی رسوا سے خلافت ہوگئے
 مجھ کو ثابت ہوا ناک نکتی سے تیرے
 وہ پریرا دے جب تک کہ نظر آتا ہے
 کتاب ہے قصہ فغان پر یہ مراد دل مجھ سے
 چین پڑتا نہیں اکدم چہ نہیں دیکھتا ہوں
 وصل ہوگا کہ ہوگا مجھے اور سر پکڑو سے
 غرق ہو جائیگی گردون پہ ابھی نشی مہر
 میں نے پوچھا کہ مراد دل ہو کہاں بولا وہ
 کو کیونیکے پہرے گی وہ مرے ماتم میں
 یاد رکھئے غم فرقت کی کہانی تو بھی
 جسے رہا جو کسی نے یہ پتا بتلایا
 رخصت کی شب جو مجھے خواب سے بید کیا
 درمیں کیا کسی صحرا میں ویا کبھی میں

دل کے باعث نہیں معلوم ہے کیا کیا ہوگا
 کو کیو میری محبت کا جو چرچا ہوگا
 نوک پر تیر فرہ کے یہ کلیجیا ہوگا
 جب کہ نظرون سے نہاں ہوگا تو غفا ہوگا
 چپ رہو جب رہو عشق ہی سوا ہوگا
 کس طرح چہ تر مجھ سے گوارا ہوگا
 دیکھیے کیا تپ حیران کا مداوا ہوگا
 آنسو دن کا جو روان آنکھوں سے دریا ہوگا
 دیکھ لے تو کسی گوشے میں تڑپتا ہوگا
 درخش حسرت پہ تر کر شستہ کالا شا ہوگا
 قصہ ہجر دلا وصل میں کہنا ہوگا
 کو چہ زلف میں دل میرا پڑکتا ہوگا
 یہ نسیم سحری کا کوئی جو نکلا ہوگا
 مجھ سے برباد کا کس جا یہ ٹھکانا ہوگا



دم نکلتے کا مجھے رنج ہو کیونکر کو کب
 میرے! لین یہ دم نزع سیجا ہوگا

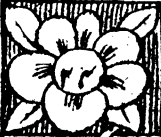


علق رہا سوے دروازہ رات بہر دیکھا
 کھلی جو آنکھ زمانے کو خجیر دیکھا
 کس طرح سے ہوا دستے مجھ کو دیکھا
 شب فراں میں کیونکر رخ سحر دیکھا
 تمہارے جاہتے واسے نے بشیر دیکھا

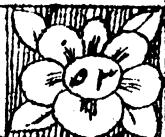
خدا گواہ نہ بنے ادھر او دہر دیکھا
 نہ دیکھا خواب تغافل سوا جد ہر دیکھا
 کیسے کہنے سے یا خود بخود او دہر دیکھا
 جواب کیا ہو کہوں کیا وہ پوچھتے ہیں یہاں
 اشارہ غیرون سے کر رہا وار کرتے ہر

چھنسا جو پتہ بین اگر وہ مرکز چھنسا ہے
 بغیر دیکھی ہو سے چاکل دسنے کڑا لا
 اب اس کو رحم مرے حال زار پر آیا
 عجیب شان کری ہو تیری اے خالق
 عبت یہ جوش ہر طوفان نہ آشکار ہوا
 ثبات سرور ہے نصیب عاشق زار
 جہن بین حیف ہے صبا و تیری بخت
 نہ ضبط ہو سکا آخر کو خود چلے آئے
 متمین بنا دیکھا مجھ پہ کیا بڑا احسان
 کمال اذکوار سفت ہوا خدا شہ
 علی کو جیسے کیا خلق تو اے خالق
 ہٹا نہ معرکہ امتحان سے میرا قدم
 سنیں میرا بھین اسید لیت وقت
 کوئی تو چاک گریبان ہو کوئی خاک بسر
 جان میں دیکھی ہیں معشوق سیکر و نفل

کیلے دل کو نہ اوس راہ سو مفر دیکھا
 جواب خط کو مرے تو نے نامہ بردیکھا
 چدا جو تیر نظر میں دل و جگر دیکھا
 زیادہ رزق دیا جس کو بے ہنر دیکھا
 ترے اثر کو نہ کچھ سمجھے چشم تر دیکھا
 کہیں نہال محبت نہ بار و رور دیکھا
 کسی جگہ پہ نہ ببل کا ایک پردہ دیکھا
 ہماری آہ کا اے جان جان اثر دیکھا
 تمام عمر میں مجھ کو جاک نظر دیکھا
 جو میرے حال پریشاں کو سر دیکھا
 بخیر ہر نہ جان میں کوئی شر دیکھا
 ہمیشہ آپ نے سینہ مرا سپر دیکھا
 تمام ہو گئے جب ہم تو کیا دوسر دیکھا
 کسکو ظلم فلک سے نہ خیطر دیکھا
 مگر نہ تیری طرح کوئی بے خبر دیکھا



سوا سے قطرہ خون اور کچھ نہ تھا کوکب
 جو چاک کر کے ہمارا دل و جگر دیکھا



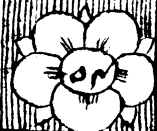
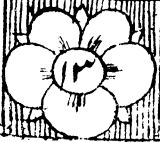
دہان پہ آپکا اے جان جان گذر دیکھا
 نشیمین اپنا جان تھا وہی شجر دیکھا
 خضر کو بھی اسی ولوی میں پڑ حذر دیکھا
 نام عمر کے چوڑے آج گھر دیکھا

جہان ملک نظر الی نہ اک شر دیکھا
 چین میں جا کدے سمجھے دوسر اور دوسر دیکھا
 کس کو راہ وفا میں نہ خیطر دیکھا
 جو سو بچے قبر کی منزل میں ہم تو یہ بھیجی

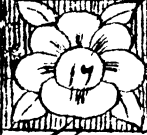
کہا یہ سب نے کہ قرب کو بے قیل و سوا
 نہ چین پایا کہی ہنر جب سے عشق کیا
 کیسے نالہ و فریاد کو کہی نہ سنا
 سزا بار صدادی پکارا یہ سب مل
 یقین ہے کہ یہ دل خون ہو کر بہا
 جنوں کو جوش میں ہم دشت عشق میں جو
 قسم خدا کی یہ سچ سچ بیان کرتا ہوں
 تبا و آب تو مرے عشق کا یقین ہوا
 جہاں یہ حکم نہ تھا نام غم کے لینے کا
 غضب کیا مجھے تجھ پر رشک آتا ہی
 خدا گواہ کہ فوراً تمہیں جتایا ہے
 ہوس ہی دل میں رہی میرا بیت پر فن
 جو بخش ہو تو رحیمی کی شان ہو ورنہ
 کرینگے اب نہ کہی آہ و نالہ و فریاد
 خدان وضع ہے یہ امتحان میں ایدل
 ارادہ تھا کہ نہ الفت کروں کسی کو کہی
 خدا گواہ احباب نے چشم پوشی کی
 مرے بغیر کہی آپ کو نہ چین پڑا
 جہاں میں کیوں آنکھوں سے لاکھوں ہی ہر

بند ہوا ترے فراق میں جو سر دکھیا
 فراق یار میں دامن ہمیشہ تر دکھیا
 نہ تمنا ہے زمانے میں بخیر دکھیا
 مگر نہ آپ نے مڑ کر ذرا دسر دکھیا
 نگاہ غیظ سے تمنے خجے اگر دکھیا
 نہ رہکوز کوئی دکھیا نہ راہ برد دکھیا
 بتوں سے کچھ بھی نہ سمجھنے بغیر نہ دکھیا
 حضور نے مراد غ دل و جاگر دکھیا
 ہزار حیف کہ ماتم سدا وہ گھر دکھیا
 نگاہ ہر کے اوسے تو زنا مہر دکھیا
 تمہارے واسطے جس تباہی خیر دکھیا
 کہی نہ بھول کے ہی تو نے اک نظر دکھیا
 گناہ سے نہیں خالی کوئی بشر دکھیا
 فراق یار میں ہر شے کو بلا اثر دکھیا
 ادھما کے آنکھ اگر جانب سپرد دکھیا
 مگر جو تم ہوے درپے نہ کچھ مفر دکھیا
 ہمیں جو عالم غربت میں در بدر دکھیا
 حضور ناہ شبگیر کا اثر دکھیا
 مگر نہ تجھ سا زمانے میں اے قمر دکھیا

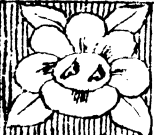
بہت ہی سخت ہے منزل عدم کی او کو کب
 یہ راہ وہ ہے کہ حسین نہ ہمسفر دکھیا



شہید ہو کے مہر انگاہ سے ہوتا تو کچھ نہ دولت و ملک و سپاہ سے ہوتا یہ حال، آپ کی ترچھی نگاہ سے ہوتا نہ عشق مجھ کو اگر تیری راہ سے ہوتا وہ بے خبر نہ خبردار چاہ سے ہوتا نشان نگاہ کا روئے سیاہ سے ہوتا جوالہات اونیہ ترچھی نگاہ سے ہوتا بلند نامہ جو اسرار و خواہ سے ہوتا حکمر کار در نہ کم آہ آہ سے ہوتا جو منکر اشد ان بلا الہ سے ہوتا دل فلک ہو چہرہ آئینہ سے ہوتا وہ چاہتا تو یہ پیدا کیا سے ہوتا	ہلاک میں جو خدنگ نگاہ سے ہوتا تقصا کو حکم جو ہوتا کہ قبض روح کرے بیکر کتا کوئی تو بسیل سا لوثا کوئی بتا تو میں ترے کو چرمین کیون بٹا رہتا نہ ہم بتاتے اگر رسم و راہ الفت کو نزار اپنے عمل کو چہاٹے رکھتا میں خدا گواہ اور سیدم پھرک کے جوتا فرشتے مجھ کو سزا دیتے کیا خدا جانے عبث عبث تہی شب بھر یار میں نامے امیدوار ہوتا کسی میں بخشش کا شب فراق میں کرتا جو نالہ و فریاد نہیں ہے اصل زمر کی رو بروا و سکی
---	--



نہوتا دل متعل فراق کا کوکب
مجھے جو عشق کسی کجکلاہ سے ہوتا



خفا ہو نہیں سہی جواب ملال ہی کوکب عبث عبث اور نہیں ہمارا ملال ہی کوکب نقطہ ملال کا اونٹنے خیال سے کوکب نہر ارحیف گلون کو زوال ہی کوکب خدا نے چاہا تو آج انفعال ہے کوکب جہان سے اپنا تو اب تعال ہی کوکب نقطہ یہ اونٹ سے ہمارا سوال ہی کوکب	عجیب انکو تلوں کا حال ہی کوکب کوئی خفا نہیں مجھے ہوئی ہے نہ غم فراق کا شکوہ جو ہم نہیں کرتے خزان کا دور سوا چاہتا ہر شستا ہوں کرنیک قنق نہونٹے جو وصل پر راہ نہر ارحیف اوٹھائیگا کون ظلم ادٹکے جو وصل پر نہیں راضی تو جان ہی سلیو
--	--

گناہگار محبت سے وہ یہ کہتے ہیں بنایا غیرت فریاد جس سے باتیں کین تو انکو پوچھتا ہے بار بار کیوں کل سے یہ حسن ہمنو نہ دیکھا جہان میں ایک کا بھی اگر دین کروں اوس میں تو کافر ہوں وہ رحم کہاتے ہیں کس دزدیکیے ہم پر کبھی نہ ہجر کا شکوہ کیا نہ کی فریاد کس طرح سے نہ اوپر کٹو گی آج کی رات	تمہارا خون بہانا حلال ہے کوکب عجب طرح کا وہ شیریں مقال ہے کوکب بتا تو اس سے نہ کیا مال ہے کوکب عجب طرح کا وہ صاحب جلال ہے کوکب سنا رہا ہے سب جان و مال ہے کوکب یہاں تو ہجر سے اپنا وصال ہے کوکب ہمیں بھی عشق میں کیا کیا کمال ہے کوکب مریض عشق تو کل سے نہ ہاں ہے کوکب
---	--

خدا گواہ ہے دیکھو نگامین نہ روئے سحر
 عجبے فراق میں جینا محال ہے کوکب

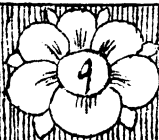
باندہی کمر ہے ظلم پہ صیاد بے سبب شائد ہے اوسکو آئینا کا اوس گل کی انتظار مالہ ترانہ پوچھنے کا اوس گل کو کان میں میں نے تو کوئی بھی نہیں تقصیر کی تری کچھ بھی نہیں ہے رحم تھے او تم شہار فریاد تیرے ظلم سے ایڑی چرخ کینہ در اب کس طرح بچے گی مری جان کیا کروں کس طرح پر صفائی کی تدبیر میں کروں پروا بھی اوسکو کچھ نہوئی کون مر گیا شیریں کا واصل تیرے مقدس میں نہیں	مالہ مرا نقول ہے فریاد بے سبب تن تن کے کیوں اکڑتا ہوں شمشاد بے سبب کرتی ہے عندلیب تو فریاد بے سبب مجھ سے خفا ہے تو ستم ایجا بے سبب کرتا ہے مجھ پر اسیر پر بیداد بے سبب کرتا ہے کیوں غریب کو برباد بے سبب در پہ ہوا ہے قتل کا جلا بے سبب آزر رہے مجھے ہو گیا صیاد بے سبب دی جان تو نے ای دل ناشاد بے سبب کیوں سختیاں اٹھاتا ہوں زور بے سبب
---	---

کوکب ہمارا اختر طالع ہے آج پر



آشیانہ نازغ کے اب ہین بجائے غنڈ لیب
 پہرہ کیون صحرایہ خاک اور اسے غنڈ لیب
 ایتھو گلشن میں نہیں ٹکترہین کا غنڈ لیب
 دام الفت سے خدا تجھ کو بچائے غنڈ لیب
 آشیانہ نازغ کے اب ہین بجائے غنڈ لیب
 غور سے دیکھ تو ثابت ہو دوائے غنڈ لیب
 نوح ڈال توڑ ڈالے بال و پال غنڈ لیب
 خاک راز دل او نہین اپنا سنا غنڈ لیب
 کان میں کو سون نہین آتی صدا غنڈ لیب
 کوئی سنے کا نہین آہ و بکا غنڈ لیب
 سیکڑوں اینو جگر برداغ کھائے غنڈ لیب

ایک رات سے نہین ستر صدائے غنڈ لیب
 بلکہ سکن بوم کا سولہ بجائے غنڈ لیب
 ہائے صدا فسوس ظلم و جور سے صیاد کے
 رائے الفت بچائے بوہر گل ہے جا رسو
 دکھترہین اس قدر ہم شعلہ رنگ جہان
 فصل گل میں ہی وہ آواز ہر خزان کنوون
 کس تم سے حیف ہر گلچین لڑا اور صیاد نے
 گل خوشی کے سوا تیر نہین ہر گز جواب
 بے ہوا غنڈ لیب اتھو اسے گلچین ترا
 آج کل تو فصل گل ہی خوب زور و شور ہے
 عشق گل میں کی نہین فصل سے شور و



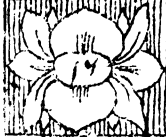
ہو گئے ہمدرد اس نے راہی ملک عدم
 اب کوئی باقی نہین کوکب سے غنڈ لیب



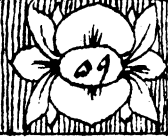
ہین کیا سہرے سلیمان سے مطلب
 جسے ہوئے زلف پریشان سے مطلب
 جنون تجھ کو میرے گریبان سے مطلب
 ہمیں ہی فقط کو سے جاناں سے مطلب
 غم و مالہ و آہ و افغان سے مطلب
 مرے آنسوؤں کو ہی داماں سے مطلب
 کہ جو چشم طیر دیبا بان سے مطلب

بیابان نور دی بیابان سے مطلب
 ہر جہیت دل او سیکے لیے لبس
 پہونچتا نہین ہاتھ ڈالے جو اسپر
 نہین دل کو ہر دوائے دنیا و عقبہ
 ہمیں جوش و شست میں رہتا ہی بیار
 ہمیشہ تر سے ہجر میں اسے گل تر
 عنایت جنون کی یہ مجھ پر ہوئی ہے

کئی جب کہ دریا میں کشتی ہماری تو بہر کیار ہا ہکو طوفان سے مطلب



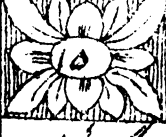
مرے ہاتھ کو جوش و خروش میں کوکب



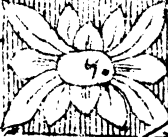
ہمیشہ ہے اپنے گریبان سے مطلب

بجدا کتنے بی وفا ہیں آپ
سچ ہے عشاق کی قضا ہیں آپ
بجدا قابل سزا ہیں آپ
یا مسیحا ہیں یا خدا ہیں آپ
مرض عشق کی دوا ہیں آپ
مجھے ہی صورت آشنا ہیں آپ
بجدا لائق ثنا ہیں آپ
کتنے سیر جسم و پر جفا ہیں آپ
بے سبب مجھے کیوں خفا ہیں آپ
سچ تو یہ ہے کہ بخیا ہیں آپ
کس قیامت کے کج ادا ہیں آپ
آج بندے سے کچھ خفا ہیں آپ
حورا اندام نہ لقا ہیں آپ
وارہ پابند صہ حیا ہیں آپ
ہم نہ سمجھے تھے بی وفا ہیں آپ

بانے ظلم و پر جفا ہیں آپ
جان لی جسکو اک نظر رکھیا
طلبِ بوسہ پر وہ کہتے ہیں
تم سے مردے جو کرتے ہیں زندہ
شریت دید سے ہوا اچھا
اس طرف بھی نگاہ لطف رہے
کچھ خوشامد سے میں نہیں کہتا
کشتہ کر کے نہ آئے تربت پر
کیا خطا ایسی ہو گئی سرزد
میں نے خود جان دی کیا کیا
قتل کر کے نہ کیا عاشق کو
طرزِ تقصیر سے ہوا ثابت
مجھے اس حسن کو کوئی بوجھے
اک نظر ہی نہ کیا عاشق کو
قدرِ دانِ جان کرد یا ہتادل



سچ ہے کوکب کا قول یہ اسے بت



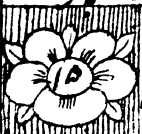
شکدل بائیں جفا ہیں آپ

در بدر ٹھوکر بن کس کو کلامِ غربت

دیکھیں ششت میں ارہ ہر لڑو غربت

پروردہ رہ جائے جو مٹی میں ملا غریب
 لیلیو باز رحمت سے جنوں کا سودا
 ایتو جاتے ہیں لیے عشق کا سودا
 کیا کروں حال بیان ظلم و ستم کا ترس
 پہر بہار آئی ہوا بخش جنوں پر محبو
 جان کا چننا ہی ہو جائیگا مشکل محبو
 زیر سیرنگ ہو اور زرش کی جاکا چوین
 مر ہی جاؤں تو خبر جا کے نہ لی کہ کوئی
 قیس نے بہاگ کو لی راہ عدم کی جہم
 جو بیان آیا تہ خاک چھپا یا تو نے
 عاشقوں میں ابھی رجائی ہو عزت میری
 تیر رفتار ہوں طاقت سے جنوں کو ایسا
 تیرے احسان کا ممنون ہوں گناہا عمر

آنکھ بیاہان وطن کو نہ دکھائے غریب
 جا پیسے تو شہرہ کچ تو برا لے غریب
 دیکھیے تا کہ کجا ہم کو ہر لے غریب
 سیکڑوں خاک میں ہیں توئی ملا غریب
 دیکھیے کیا مجھے صحرا میں دکھائے غریب
 آفت رشت نور دی نہ دکھائے غریب
 کس قدر میں ہی اوتھاتا ہوں جانا غریب
 ہے یقین روز سیہ اب ہ دکھائے غریب
 میں ہوا آگے گرفتار بلا لے غریب
 حال کیا اپنا کوئی تجھ کو سنا غریب
 تو اگر محکو تہ خاک چھپا لے غریب
 ہر ہی سے مر و شل ہو ہیں با غریب
 دشت گردی سے جو تو محکو بجا غریب



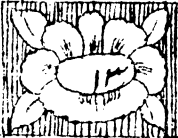
میں وہ حسرت زدہ ہوں باغِ جان میں کوکب
 رونو والا نہیں رکشت ہوں سوا لے غریب



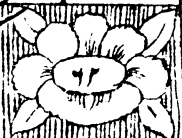
مہمان تھا جو وہ مہ کامل تمام رات
 تیر پامثال طائر بسمل تمام رات
 رویا محروب سامرا قاتل تمام رات
 دل کو رہا تصور فاقی تمام رات
 رویا ہوں بیٹھ کر سر ساحل تمام رات
 ترش یا کیا ہوں صورت بسمل تمام رات

محو حال یا رہا دل تمام رات
 خالی نظر پڑا مجھے پہلو جو یا رہا
 ظالم کی نیند اور گئی محکو کیا جقتل
 جبکہ نہ آنکھ صبح شہادت کی ذوقین
 ہر یا یہ لگی کیا جو مجھے عشق زہن یا رہا
 یا دلتی جب وہ فخر ابر و شب ذوق

سو یا ہے پاس وہ مکمل تمام رات گدزی ہے اسی طرح بشکل تمام رات درد و جگر نگو کا جواز کل تمام رات پیش نظر تھی قبر کی منزل تمام رات اشکون میں خون ٹپکے بھاد لیا تمام رات بوسے کا اوس سے میں رہا سائل تمام رات بیجان رہا ہے عاشق بیدل تمام رات روئی ہے خوب سا سب قتل تمام رات	جاگی ہیں بخت خفتہ مر و شکر ای خدا ہرگز نہ تھی امید سحر وہ مریض ہوں بچنا ہماری جان کا ہو جائیگا محال امید رست تھی نہ شب ہجر یار میں پوچھو نہ حال مجھے شب ہجر یار کا ہرگز ملا جواب نہ مجھ کو شب وصال اوس نے یہ کیفیت ہے شب ہجر یار کی کیا خیال اپنی فتنہ کا جو شمع کو
--	--



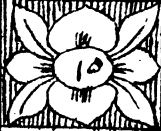
کوکب سنا جو صل کا انکار یار سے
قابو میں پہر رہا نہ مرادل تمام رات



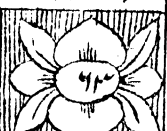
ارمان جمنے خوب نکالے تمام رات کرتا ہی ہجر یار میں نالے تمام رات ارمان اسطرح سے نکالے تمام رات تو وہ کون کو توڑتا ہوں میں چکا تمام رات ای دل مرے تو لاج اور الی تمام رات رور و کے زخم دل کیے آلی تمام رات رور و برے ہیں اشکون سے تھالی تمام رات دل پر تپا کیے مرے بہاؤ تمام رات فرقت کی شب تھی جان کر لاؤ تمام رات لے آج درد دل توشتا لی تمام رات دیکھو ہیں میں نے خواب میں کالی تمام رات	سوئے گلے میں ہاتھ وہ ڈالی تمام رات عاج کیا ہے ایسا دل زار نے مجھے بوسے لیے بلائیں کہیں لیش شب وصال دن بہر تلاش یار میں پہر تا ہوں کو کج پہر و کبیر وصال صنم کب نصیب ہو درد و جگر تھما نہ شب ہجر میں صنم گہرا کی باغ میں جو گیا ہوں سینہ نام کو یاد مرہ رہی شب فرقت جو اے صنم مر مر کے میں نے دیکھا ہی رومی سحر صنم مجھے شب وصال وہ کہتے ہیں ناہ گھیسو کے وہیاں میں جو میری نگاہ گئی
---	--

لیسار ہم ہون دل کو سنبھالی تمام رات

درود شب فسراق منہ کیا بیان کروں

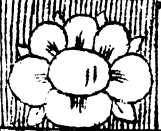


گوکب نصیب ہوتا ہے کس دن وصال یا
فرقت میں اب تو کرتے ہیں نامے تمام رات

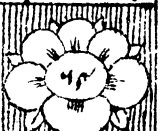


لازم ہے جسم تجھ کو مرا آشیان نہ لوٹ
ظالم ستا کے صبر دل ناتوان نہ لوٹ
بس بس بہار گل کو تو اسے باغبان نہ لوٹ
بہل کا فصل گل میں تو یوں آشیان نہ لوٹ
قاتل متلع صبر دم امتحان نہ لوٹ
بے خانان ہوں مجھ کو تو اسے آسمان نہ لوٹ
باتیں سنا کر صبر مرا بہ زبان نہ لوٹ
فصل بہار میں تو مرا آشیان نہ لوٹ
ابکی برس بہار چین اسے خزان نہ لوٹ
صیاد فصل گل میں مرا آشیان نہ لوٹ
بر باد خود ہوں مجھ کو تو اسے آسمان نہ لوٹ
صیاد آج کل تو مرا آشیان نہ لوٹ
باوخران بہار گل بوستان نہ لوٹ
اسے موت باغ زندگم نو جوان نہ لوٹ

گل تو زکریا بہار چین باغبان نہ لوٹ
شکوہ مری زبان سے نہ نکلا کہیں ترا
نالان ہے عندلیب صبا خاک اور آتی تر
صیاد تجھ کو جسم بھی آتا نہیں ذرا
ترسار ہم تو جو شہادت کے واسطے
غربت میں مبتلا ہوں تجھے رحم جاہل
نشر سے کم نہیں ہے تری گفتگو غم
صیاد تجھ کو غوت خدا بھی ضرور ہے
احسان کمال ہو گا ترا عندلیب پر
مر جائیگا جو ان کروں گا جو بد دعا
کیا ہاتھ آئیگا تجھے میرے ستا کی سر
ہے خوب نکمت گل تر زور پشور پر
وید سے گی جان صد فرقت میں عندلیب
پیدا ہو گا پہرے کی گلیا اس جہان سے



اے چرخ اسقدر تو نہ گوکب کو تو ستا
پھر سر پر خاک اور آئیگا یہ کاروان نہ لوٹ

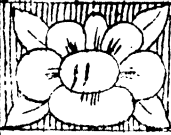


ہوا کمین کی خرابی کا یہ مکان باعث
تباہ کہ پر جیتے ہیں تیری نیچان باعث

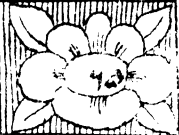
فنا سے خلق میں ہے گردش بھان
سکنا چوڑا جو قاتل تو کیا سب کا

ہوا ہر قتل کا الفیہ میں امتحان باعث
تباؤ غصہ کا جسے تو مہربان باعث
بہلا بیان تو کر پہلے بد زبان باعث
اویٹاؤں اکہی میں ٹھنڈی گرمیاں باعث
سوئی ملال کی اوسکے یہ دوستان باعث
ہمارے تنگیے دل کا ہے یہ دہان باعث
حضور کیوں مجھے دیتی ہیں گالیاں باعث
منو ما میرے مٹانے کا آسمان باعث

تمہارے کشتہ کی مرقد سے آتی ہے صدا
جڑی جو پتی ہے تیری تمہاری آٹھ پیر
تصور کیا مرادیتا ہے گالیاں جو مجھے
ربانہ جب کہ میں عاشق حضور کا پھر کیوں
مری بیان شب حیر پر فہمیں وہ
نہ مسکراتے بھی دیکھا بشکل غنچہ تہنیں
تصور کیا مرانابت کیا بیان تو کرو
سمجھ سے خوب نشانی ہوتیں مفقود کما



جلد ہیں آہ سے فرقت میں شمع سماں کو کب
ہمارے آتش دل کا ہے یہ دہوان باعث



شکوہ ہر ہے اوس دل ناساد باعث
خاک بھی بعد فنا ہے مری برباد باعث
قتل کرنے کی تجھ کو فکر ہے جلا د باعث
ہجر میں کرتا ہے نالے دل ناساد باعث
کر دیا چرخ نے اکر دل مجھ برباد باعث
فکر کرتا ہے مری قید کی صیاد باعث
ہو گیا تجھ سے خفا کیوں وہ پریرا باعث
توڑ کر بازوؤں کو کرتا ہے آزاد باعث
کیوں مٹاتا ہے مجھے اوسم ایجا د باعث
خود بخاؤں گا مری کرتا ہے صیاد باعث

نہیں سننا وہ عبت ہر مری فریاد باعث
کوئی ذرہ بھی گلی میں ترے اوڑ کر نہ گیا
میں تو خود جان و کوٹھیچا ہوں وقت میں
اوسکے دل پہ کہی تاثیر نہیں ہونے کی
کچھ خطا بھی تو نہیں ایسی ہوئی ہے مجھے
موج بوئے گل زمین تو مسلسل ہوں میں
تو نے کیا اوسکا بگاڑ اتنا بتا دی اکر دل
قید ہی میں ہمیں رہنے دی تو صیاد اپنے
دل جلانے سے مری کیا تجھے حاصل ہو گا
قید ہی میں ترے صیاد رہوں گا تا عمر



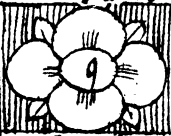
شکوہ ظلم و ستم اوس سے جو کو کب از کیا



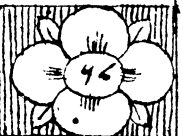


شورش پہلے مراد دل خانہ خراب آج
 مطرب شراب شیشہ وساغر کباب آج
 پہلو میں کیا نہیں دل خانہ خراب آج
 آنکھوں میں جو نہیں مری آتا ہی خواب آج
 کیا جیغہ ہے گردش جام شراب آج
 تربت پہ میرے آکر جو چکر کا گلاب آج
 کیا لیکے آئے دیکھے قاصد جواب آج
 دے ساقیا شراب اگر تکر جیاب آج
 وان چین ہو اوٹا ٹنگا جو ان غدا آج
 قدرت خدا کی ہر تہین شرم و حجاب آج
 حاصل کر نیلے ترک کر اونسے جواب آج
 کیا وجہ کیوں سوا ہر تہرا اعتبار آج
 بیطرح زلف کھاتی ہر پہر سچ و تاب آج

ساقی سنجہ کے دیکھو مجھ کو شراب آج
 ساقی شیب وصال ہے لایرے سنے
 موقوف آہ آہ کی آواز کیوں ہوئی
 انیکا انتظار ہے کس شوخ چشم کے
 پہلو میں ہر وہ ماہ نہیں خوف حشر کا
 آیا خیال کشتہ ناز و ادا و ست
 خط یا کر کو نکما ہے امید وصال میں
 مدت کے بعد آیا ہے پہلو میں شوخ چشم
 بد لا ملیکا حشر میں دنیا کا دوستو
 کل تھی چپے ہوئے مری گردن میں دست
 سنکیر پیام وصل سد اٹال دیتے ہیں
 ہوتے ہوا بات بات میں چین بر چین غم
 تدبیر ہے کسی دل عاشق کو ڈسنے کی



کو کب شب وصال ہو موجود ہوں یہ سب
 چنگے دوت و منشی و ساقی رباب آج



آتی ہے سواری بہت پردہ نشین آج
 بچے نظر آتی نہیں یہ جان خرین آج
 کیوں چین بہ چین تم ہو بہت زہر چین آج
 سوتے ہیں کفن پہنی ہو عزیر زمین آج
 یہاں کے تشریف شریف آج میں آج

ہوگا یہ مکان غیرت فردوس برین آج
 بہر ظلم و ستم پر ہے بہت زہر چین آج
 باعث تو عباد و مجھے اپنی خفگی کا
 افسوس صد افسوس جو کل تخت نشین تھر
 اوجہاں جہاں تہا لبر کی تھی جہاں کل

پہلے شبِ فرقتِ ہر شبِ پردہ نشین آج افسوسِ خبرِ تجکو نہیں عیسے دوران پہو میں ہے جا اوس بہتِ بے یقینِ حتمی	تھراٹھکا ماروں ہر مری عرشِ برین آج بیار کا تیرے ہے دم بازِ برین آج ہر ملکِ ایمان کا مرے زیرِ نگین آج
--	--

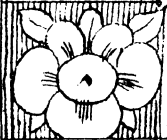
خاموش فقط اسیلے فرقت میں ہوں کوکب فریادِ گردن میں تو گرے عرشِ برین آج	۶۸
--	----

ہمراہ مرے ہو گا دلِ با وفا کا کوچ نہ مردہ ہونگے گل نہ شکوفہ کیلے گا بہر کیوں آج سر نہ پہنچے حسدِ ان دہرین دیکھ جا جو میرے خون کو قاتل کے ہاتھ پر تڑپائیگی لحد میں بھی امید و وصل کی افضلِ عدم کی سخت ہے آسان کرو خدا تو راتی ہر زمین بھی فلک بھی چو اشکبار گور و کفن بھی ہو گا میسر نہ بعدِ مرگ	دنیا سے میں کروں گا جو ملکِ بقا کا کوچ گلشن سے عندِ لب جو ہو گا صبا کا کوچ دنیا سے ہو گیا ہر یہ کس با وفا کا کوچ شرِ مندی سے ہو گیا رنگِ حنا کا کوچ فرقت میں ہو گیا جو دلِ نارسا کا کوچ درِ پیشِ وح کو ہے مری کس بلا کا کوچ دنیا سے ہو گیا ہے کس بچھا کا کوچ ہو گا جو اس جہان سے مجھ بھو کا کوچ
--	--

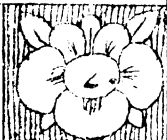
اوس دم سزا ملے گی مرے قبضِ روح کی ملکِ عدم کو ہو گا جو کوکبِ قضا کا کوچ	۶۹
--	----

ہو نہ تیرے خزان کا بونچ اودل بونچ کب ملکِ طوفان دیکھوں آہِ عشقِ مین کیوں مجھے تڑپا رہا ہے توشتا کو لیے نامحِ آوارہ ہر تو زلفِ پریشان میں مجھ ادبِ بھی طاهر ہو میری شتیاقِ دل کا حال اوسکے در پر تو فرشتوں کا گندہ ہوتا نہیں	صید ہونے کی تنہا تو ایسا بل بونچ رحمِ کھائے تے تنِ شتر تاسا حل بونچ جانِ بلب ہون شتیاقِ فوجِ حو قائل بونچ مان کوئی تبیر کرا یدل سہ منزل بونچ خط کو لیکر جلد اوسکے پاس سے حامل بونچ کس طرح اون تک میں پہنچوں ہر شکل بونچ
--	--

شیشہاں میں آنکھیں فروخت کر جلتا ہوں دام شرم و انگیر ہے کیوں کر کہوں میں فضا لی مراد آئی تجھے قابل کر گیا آج منتقل نزع میں ہی یہ تمنا ہو کہ درت و مکیدہ لون کیا عجب ہر تیرا مطلب بھی نکل آئے مگر ہے ترقی سوزش و داغ جگر کہ ہجر میں کیا عجب سہر و سلی کی ہی صورت ہو کوئی	میرے سوزِ دل ملک کی سپرد آئے محفل پہونچ بس اشارہ میری مطلب کو ای و قابل پہونچ پر رگہا کر جان دینے کے لیے ایدل پہونچ جان باقی ہو ابھی کچھ تنہا میں اتوارِ قافل پہونچ بادشاہِ حسن کو درت کے اسے سائل پہونچ ان سے حدت مل رہا ہوں کہ کان پہونچ قیس کی ہونے لگی ہر تیرا محفل پہونچ
---	--

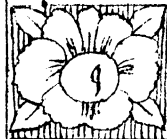


بیچھا ان خالوں نے جان لی کو کب کی آہ
 جلد او سکی داد کو اسے خالقِ عادل پہونچ

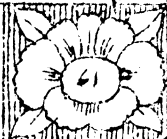


کاری لگی ہے عشق کی تلوارِ طرح
 پڑتی ہے جھپیہ اب نگہ یارِ طرح
 باندھی ہے اب تو یار نے تلوارِ طرح
 کرتے ہیں آہ و نالہ گرفتِ طرح
 یہ بھیجے مرے پڑا ہوا دل زارِ طرح
 نکلی گی دل سے آہِ شرِ بارِ طرح
 پہرے میں اینڈی ہوئے میخوارِ طرح

ہر دم تڑپ رہا ہوں دل زارِ طرح
 بھر کا نے سو قیبوں کے چتون بدل گئی
 ہوتا ہے کون کون ترنخ و کیسے
 صیاد نے اسیر نفس بیگنہ کب
 روتا ہے پھوٹ پھوٹ کر وقتِ نین
 پہلی شبِ فراق بتائے دنا ہر آج
 جامِ شرابِ ہمت میں شیشہِ بغاوت میں ہر



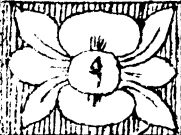
کو کب کی جان دیکھیے کیونکر بچے گی آج
 تلوارِ نفا ہے وہ غو غوارِ بے طرح



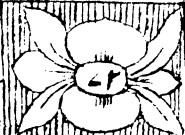
نخلین ہمارے دل کو ہی ارمان کسی طرح
 ہرگز نہ چھوٹا کوچہ جانان کسی طرح
 نکلی نہ دل کی حسرت و ارمان کسی طرح

او کیسی لودہر ہی مری جان کسی طرح
 مٹی میں اس فلک نے ملا یا مجھے مگر
 اور کوشب وصال بھی مجھے رہا حجاب

لیکن کہلانہ صدر نہ پنهان کی سی طرح لیکن تھما نہ چشم کا طوفان کی سی طرح روشن ہوئی نہ گور غریبان کی سی طرح پہلا پہلا نہ باغ ہو دیران کی سی طرح ہوئے نہ نہ سے وہ کسی عنوان کی سی طرح	خون ہو کے دل بھی اشک کی ہمراہ نہ کیا بحر فنا میں غرق کیا موج اشک نے شیع و چراغ لاکھوں ہی شہب جلا کر دشمن کو بھی بہار میں یارث داغ دے کیا کیا شب وصال میں کین میں نگر فقیر
---	---

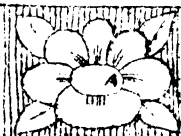


بوسہ اگر نہیں ہے تو کوکب نہیں ہی
گالی ہی کاش دے اب خندان کی سی طرح

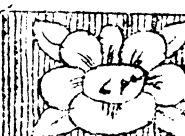


راحت نصیب دل نالان کی سی طرح
سو بنگے اگر وہ سب بخندان کی سی طرح
چوڑا نہ ایک تار گریبان کی سی طرح
پورے ہوں سیر دل کے ہی ارمان کی سی طرح
سید ہی ہوئی نہ کامل سچان کی سی طرح
لیکن نہ چپ ہوا دل نالان کی سی طرح
عاشق کے دل کا ہو گناہ زبان کی سی طرح
بجھتی نہیں یہ آتش سوزان کی سی طرح

کوکب وادہ رہی رشک سلیمان کی سی طرح
بیار جبر ہوتا ہے اچھا ابھی ابھی
منوں کس طرح سحر سے جنوں کا ہو
سرہا سے وصل یار اتنی اسو نصیب
بل اور بھی وہ کرنی ہو عاشق کو دیکھ کر
کیا کیا سبب تھیں نہ پڑیں اسے پھر چین
اچھا مریض عشق منو کا بغیر وصل
روئے سے بھی حرارت دل کم نہیں دیا



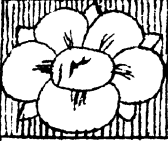
کوکب کل ہی جانیگا نالہ زبان سے
پندہاں منو کا مدد یہ سچان کی سی طرح



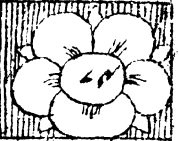
نکاح میں اشک آنکھوں ہوا کی گھڑا سن
خون سے ہوئی نہ خنجر قاتل کی دھار سن
ہوا اشک خون سے دیدہ ہوا تھا رسن
یہ بے سبب نہیں فلک کجدار سرن

غصہ سے نہ ترانہ آج بیا رسن
وہ ناتوان ہوں جنبش لبر و زحان لی
یہ حال کر دیا تری فرقت سے انور سن
ہو چو غبار تیرے شہید دن کا بیکار سن

آری نہ الیام نہ زخم جگر کبھی
اسے شوخ چشم رنگ شوق کا سبب یہ
الامان ہے مثل بلبل بیدل فراق میں
وامان دل ہے خون سے میل نہا رسخ
عاشق کے خون سے ہر فلک کجدار رسخ
ہو کس طرح ہب کمانہ مری چشم زار رسخ

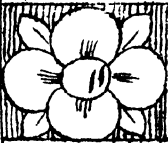


کو کب کیا ہے خون کسی بیگت کا
بیہ ہب ہے آج یہ فلک کجدار رسخ

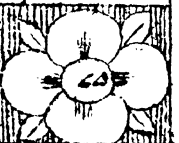


حسن بے غزت و توقیر ہوا میرے بعد
پہر نہ آئیگا کوئی آبلہ پا میرے بعد
کھٹ افسوس ملو گے کجدار میرے بعد
ہو گا پہر کون گرفتار بلا میرے بعد
رونے والہ جنازے پہ رہا میرے بعد
نقد جان بیچ کے جوئے یہ بلا میرے بعد
ریخ اسکا مرے قاتل کہوا میرے بعد
قبر پر روئیگی حسرت کجدار میرے بعد
کون دیکھوں تو اڑھاتا ہر جفا میرے بعد
دیکھو چکھو گے مری جان مرا میرے بعد
میری تربت سے اوینیں نسوا میرے بعد
کار گر ہوگی دعا پہر نہ دوا میرے بعد

سہمی کوئی محبت کا نہ تھا میرے بعد
خار صحرائے جنوں پیاس بجالین اپنی
ایتوبر باد بجھے کرتے ہو یوں ہاتھوں سے
سچ تباہے تجھے سو گند جفا کی ظالم
ہوں وہ حسرت زدہ دشت کو غربت گرا
عشق سین اور بلما در دوسری کدو
اب یہ بچھا ہے کبوں کون اڑھاتا گستم
ایسا ناشاد سفر کرتا ہوں میں دنیا سو
کوئی شیر ستم او سکا نہ کبھی روکے گا
سینیں خستہ ہو عبت کرتے ہو برباد بجھے
شکر صد بشکر سے عشق نے نا شیر کی
بے جو منظور چائنا تو خبر سے عیسے



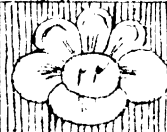
زخم پیکان ترہ کا جو کاتا کو کب
قبر میں دل سے مری خون بہا میرے بعد



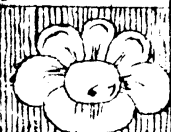
جگر سے میرے ہی اونیو نگاہوں صیاد
تیرے میں چوڑے اب جاؤ گا کمان صیاد

زیادہ رنج فاسے روک اب زبان صیاد
مجھ کو ذات سے تیری ٹی بڑھار حسرت

بہار گل میں سنا آتے محکمو اوٹا لم کہیں زبان سے شکوہ نہ تیرا کھلے گا ہمارے رہتے کا تجھ کو اگر دیتے ہیں نہ اسیر کر کے سری خوب قدر دانی کی اگر کریگا گرفتار عند لیون کو تمام عمر رانی نہ دے سے ہوگی پہنتے ہیں عالم مہنگی سے قید میں تیرے عبت عبت ہے یہ قید بندید کی تجویز	مذاکرے سے بچنے کے نام ہوتا ان صیاد نہو نامیری طوت سے تو بد گمان صیاد تو کھول باب نفس ہب لڑ خجان صیاد خدا جہان میں رکھو تر انسان صیاد بہار باغ میں ہو جائیگی خزان صیاد کہیں سحر گاہ نہ فریاد اور زغان صیاد ہمیں تو یاد نہیں کیا آشیان صیاد سے بوسے گل مرے قدموں کی بڑبان صیاد
--	--



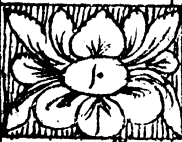
اگر لکھی ہو اسیری انیسب میں کو کب
 مذاکرے کے لئے محکومت دروان صیاد



جائے گیارہو کے سحر دو گڑھی کے بعد جانے کو ہے وہ رشک قمر دو گڑھی کے بعد شور و بکار رہا جو نہیں میری بخش بر رخصت کا وقت بار سے آیا بہت قریب سنا ہوں قتل عام یہ پاندہین اگر ہو افسوس ہے کہ ہونگے مخاطبہ سوئے دل آتب ہو کے اشک کی سمرہ بہ گیا بیتاب ہو کہ آئینہ وہ ہے مجھے یقین تجھ کو یقین کب ہے تھامے کا کام کا افسوس ہے میری سب سے نرزدہ بیاہنے گہرا نہ تو وہ آتے ہیں سامان وصل کر	ای دل جہان سحر دو گڑھی کے بعد طوفان کرینگے دیدہ تر دو گڑھی کے بعد ہو جائیگی اونہیں ہی خبر دو گڑھی کے بعد افسوس ہے کہ ہوگی سحر دو گڑھی کے بعد ہو گا زمانہ زیر و زبر دو گڑھی کے بعد دل پر پڑینگے تیرے نظر دو گڑھی کے بعد روئیگی چشم خون جگر دو گڑھی کے بعد دکھائیگی یہ آہ و زور دو گڑھی کے بعد ہرگز نہ یہ رہیگی نظر دو گڑھی کے بعد آئینہ دیکھنے وہ اگر دو گڑھی کے بعد ہو گا دلچسپان ہی گزردو گڑھی کے بعد
--	---

سینہ تو پکڑ کر کیجیے تیغ نکال دے
 بے سنجہ بھگوانز عین آؤ وہ دیکھتے
 پہلو سے میرے اوٹھ کر وہ جانینگے اپنی گھر
 اگر خزان کر گئی لگستان کا بندوبست
 خوش خوش ہمارے قتل سے پھر تو ہو گدگد
 کس کو خیال تیغ عین تاج و کلاہ کا
 دیتو عین میرے قتل کا جلاؤ کو وہ حکم
 عشق قتل ہو چکے قصہ سوا تمام
 پہلو سے اٹھ کر جاتا ہر وہ شب کی تمام
 کس کو ہمارے وعدہ وفائی کا پڑا تین

حاضر ہر دل بھی ہو گا سپرد و گھڑی کی بعد
 ہوتی اگر نہ اذکو خیر دو گھڑی کی بعد
 اب ہوگی آنکھ جانب در دو گھڑی کی بعد
 بلبل تو کیا ملین کر نہ پر دو گھڑی کی بعد
 مائتوں سے تمام ہو گئے جگر دو گھڑی کی بعد
 اب ہو گا خاک پر اسر دو گھڑی کی بعد
 دکھلائی بھی نہ دیکھا سپرد و گھڑی کی بعد
 کہنتی ہے اونکی تیغ کمر دو گھڑی کی بعد
 سہنا ہر دل کو دروغ جگر دو گھڑی کے بعد
 دو سال ہوں کہنت اگر دو گھڑی کی بعد

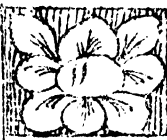


کو کب کا دل فراق میں بیٹھ کا کس طرح
 بسمل کرے گا در و جگر دو گھڑی کے بعد

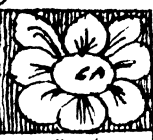


کا فر کو بھی ہر شے زنا پر گھمنڈ
 عشق کو بھی ہر گل رخسار پر گھمنڈ
 کیونکر مجھے نمودل بیمار پر گھمنڈ
 بیکار غنڈیب ہے گلزار پر گھمنڈ
 ناقہ متین ہے مجمع اغیار پر گھمنڈ
 کیا خاک ہم کرین دل ہمار پر گھمنڈ
 بلبل غبت ہر رونق گلزار پر گھمنڈ
 پھر کیا کرینگے ہم دل ہمار پر گھمنڈ
 کرستہ ہر بار بار جو تھار پر گھمنڈ

گر شمع کو ہر سوجہ دوستار پر گھمنڈ
 جو بکجو غنڈیب جو گلزار پر گھمنڈ
 روتا ہے یہ بھی ساتھ جو روتا ہوں ہجرین
 سو جا نیگی ہمار ہوا آئی جب خزان
 کہا کیا کیا یہ حال بھی جب ہو گا اتنی
 رسو کیا خراب کیا کو سے یارین
 جاتی عین بوسے گل کی طرح دن بیا کے
 لب تک بھی صدف سر ہنن آتی بعد
 دیکھیں تو کیا کاش ہر اک نامہ تو گدگد

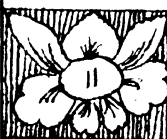


کوکب بجا ہے منہ جو گاتے نہیں ہیں وہ
کرتے ہیں سب مدام خریدار پر گھنٹ



یہ جو وہ رنگ ہوا ہر جو ہر ہاں سے خند
کیا ہے بلبل نالان نے جان تیار سے خند
کیا ہے طرز یہ عشاق بفرار سے خند
مگر کیا ہے یہ انداز جان نثار سے خند
کر گیا رنگ چمن تازگی ہاں سے خند
قرنے داغ کیا تیرے دل نگار سے خند
فلک فزکی ہر یہ گردش مرو غبار سے خند
کیا ہر رنگ یہ تار کیے فرار سے خند
کیا ہر طرز ترہ نے یہ نوک خار سے خند
ہوئی یہ بات مجھے فرط انتظار سے خند

گلون کئی گئی خوشی مرے نگار سے خند
خدا گواہ کہ اے گل یہ نالو فریاد
منین قرار جو سیما کو سبب یہ ہے
ہوا ہے خاک جو پروانہ شمع پر جلاک
شب فراق لب ہوگی وصل بھی ہوگا
ہر عکس عارض عاشق سے ہر کویران
تلاش میں ترے سر گرم ہر چشم و سحر
شب فراق کی ظلمت ہو کھل گیا مجھ پر
خاموش ہوئی مرے دل میں تو ہو گیا غار
نہ بعد مرگ ہوے بند دیدہ عاشق



لحد میں چمیں سے سوئے ہیں آگ کو کوکب
مزا وصال صنم کا ہوا فشار سے خند



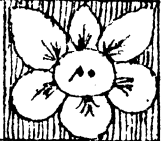
مجلو بھی ہے فریاد میں بلبل سے تلمذ
دل کو مرے اوچن میں ہر سنبھل سے تلمذ
یہ طرز کیا میرے محل سے تلمذ
ہچکی کو مرا جی کی ہے قلعہ سے تلمذ
ہے چشم سخن کو تری گل سے تلمذ
کہ علم عشق میں دلا گل سے تلمذ
ہے بلبل شہید کو مرے غل سے تلمذ

خاموشی میں غنچوں کو ہوا و گل سے تلمذ
رہ کے اس پر بیچ نہو کیے اے گل
ہرگز نہ جواب اس پر دیا چپ کے سوا کچھ
کسو اسے رور و سکے نہ دون باغیچے پر
بیہوش صفین ہو گئیں جس سے تلمذ
شاگرد و استاد ہے استاد ہر شاگرد
نالوں سے اور ادبی ہے جو نیند کو نگی

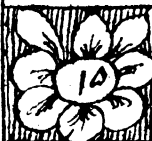
سناخ گل ترین جو لپٹ جاتا ہے بڑھکر
 بزرگ پر شوخی انہیں مائل چھو بیٹیل
 ہر سو جہ زنجیر سے آتی ہے یہ آواز
 سنبھل کو ہے شاید تو کے کاکل سے تلمذ
 ہر طفل دبستان کو ہوا اس گل سے تلمذ
 سہک جی ہے اشکون کو تسلسل سے تلمذ



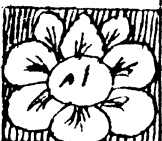
سودے میں جو اوس زلف کے بہوش ہو کو کب
 رہتا ہے سدا اہل تغافل سے تلمذ



اگر نازان ہو تم پیار سے جفا پر
 غور حسن بجا ہے یہ اسے گل
 سزا دے شوق سے اے رشک سیف
 نہنیں پر دوا جو چوٹا قاف سے
 مری جانب نہنیں خود دیکھتے ہو
 کسی سے التجا ہرگز نہنیں کی
 تو غرہ ہے مجھے اپنی وفا پر
 رہے گا تب تک گلشن ہوا پر
 اگر نادم نہنوں اپنی خطا پر
 چلا جاؤنگا آوازِ دریا پر
 بہانہ رکھتے ہو شرم دیا پر
 فقیر دن کو رہا تکیہ خدا پر



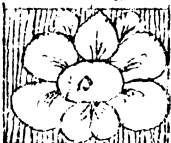
تتا دل میں کو کب کے یہی ہے
 نقد ہو شہید کر بلا پر



بوسہ دیارِ خ کا مجھے بیار سمجھ کر
 اگر مرے بالین پر سچا عریزان
 فرقت سے سچا کمری جان خریدنے
 عاؤس کے مانند جگر ہے مرا بڑا غ
 مجرم جو میں ٹھہرا تو رہی شان کری
 بد خواب کہیں گل نہنوں کشکا پر بچو
 صیاد سننے کا تو قیامت ہی کر گیا
 بخشش کا نہ سائل ہوا عصیان ہی جو
 رحم آیا اوسے طالب دیدار سمجھ کر
 دیکھا نگہ جسم سے بیار سمجھ کر
 چوڑا تن لاغر کو بھی ہمیں سمجھ کر
 آؤ تو کبھی سیر کو گلزار سمجھ کر
 رحم آگیا خان کو گنہگار سمجھ کر
 فریاد کر اے بلبل گلزار سمجھ کر
 فریاد کر اے مرغ گرفتار سمجھ کر
 چپ ہو رہا دل میں یہ گنہگار سمجھ کر

شکوہ نہیں عاشق سے اگر کڑھیں پڑے
صیاد کو آباد غدار کے جان میں
کیا حال کون اپنی میں شوریدہ سری کا
مشہور جان میں ہے دغا باز وہ گلو
اپنا ہوا قضا ہو کہین راز محبت
یہ نکو جنون تھا جو گیا سوے گلستا

قیمت وہ بڑھانے ہیں خسیرا سمجھ کر
آرزو کیا مجھ کو گرفت سمجھ کر
کعبہ میں رہا کو چہ دلدار سمجھ کر
دل دے کوئی اور کو تو خریدار سمجھ کر
ہاں روئیا اے چشم گہ بار سمجھ کر
بوسہ لیا ہر گل کا رخ یار سمجھ کر



یہ کو چہ الفت میں ہے کو کب کی نصیت
رکھو تو قدم اسے دل شہید سمجھ کر



تھے پوچھی نہ خبر یار سچا ہو کر
رنگیا میں بخدا حیرت میں مرد ہو کر
صحبت ایسی تونہ خیر و ن کو میسر ہوگی
خاک ہوگی بھی گوارا نہوا ہر جھے
نہ چھڑانے سے چٹا داغ ہمارے خون کا
اتنا پردہ نہیں لازم ہو نہیں عاشق سے
رکھتا ہی نہیں بیمار تب فرقت کو
کیا کون حال دل زار سچا تجھے
ہیں جو پاکیزہ کدورت سے بری ہو نہیں
لاکھ جابا کہ نہو مجھ کو محبت لیکن
رکھیا آئینہ جو اس گل نے تو حیرت میں
گر و شش چشم منون ساز کا ہوئی یوانہ
مجھ کو پردہ نہیں عافہ ہر جناب باری

زخم دل بچھڑا تازہ مرزا چھا ہو کر
جان لی اور اس بیت کا فرسے میں چھا ہو کر
بہنے خلوت میں ہے تو نہیں تنہا ہو کر
کہر کیا آنکھ میں اس شوخ کے سر ہا ہو کر
رنگیا خنجر سفاک پہ چسلا لا ہو کر
منہ چھپاتی ہو مری جان سچا ہو کر
چشم پوشی تو نہ کیا سچا ہو کر
پھر گرفتار مصیبت ہوا چھا ہو کر
عامہ ہستی کا نہ اثر کبھی میں لا ہو کر
افت زلف رہی دل میں سودا ہو کر
خود فراموش ہوا محو تماشا ہو کر
کیا کرے گی مراد دنیا تہ رہا لا ہو کر
کیا کرے گا فلک سپر کشید ہو کر

روح نے بھی مجھے چھوڑا دم آخر تکین
قبر تک دلمین رہا داغ سودا سو کر



حیف کی جاسے وہ کوکب سیہ فزا زہین
خوب بدنام کیا مجھ کو بھی رسوا ہو کر



رحم آیا او نہیں شکر ہے برباد سمجھ کر
کیون قید مجھے کرتا ہو آزاد سمجھ کر
کمر بند نہ جانو مجھے برباد سمجھ کر
گر کچھو آزاد تو صبا د سمجھ کر
برباد مجھے کرتا ہے برباد سمجھ کر
نالہ نہیں کرتا تری فرباد سمجھ کر
برباد مجھے کرستم ایجاد سمجھ کر
دیوانہ ہوا تھا میں پر نیراد سمجھ کر
عاشق کو جو کچھ کچھو ارشاد سمجھ کر
کرتا ہے اگر قتل تو جلا د سمجھ کر
ششاد سے لپٹا قد آزاد سمجھ کر
اک بوسہ جو دے تو مجھے فرم د سمجھ کر
زنجیر کی ہونک تو خدا د سمجھ کر

شادان وہ مجھے کرتے ہیں ناشاد سمجھ کر
خود خواہش گل باؤں کی زنجیر سے صبا
کرتا ہے وہ خاک نشین تخت نشین کو
پہرہ نہ نہ آئے گا کوئی دوسرا جسا
افسوس ہوا حیرت کن ظلم یہ پتیر
کیا پاس سے عاشق کو ترا ایبت پر
بچتا لگا روئیکا بہت یاد کرے گا
الفت نہ کبھی کرتا جو ایسا میں جھتا
جان اپنی یہ دیگا جو اسے روکو گا کوئی
مرنے کا الم ہونے تجھے غم ہے مجھ کو
کل سوئے گلستان جو گیا جوش ضیق
بندہ بھی مقہور تری شیریں ہنی کا
ہے اب اگر برس جوش جنون کا زیادہ



ہے پند یہ کوکب کی رہ مہر و فامین
رکھنا تو قدم اسے دل ناشاد سمجھ کر



پیر بھی دے جو کہیں پیر نا ہو کچھ
زخم دل پر مرے اک اور لگا یا کچھ
شب فرقت میں کیا کرتا ہوں نالاکثر

دل پہ کیوں یاد لگا تا ہو بہلا تو نشتر
نہ کرہ بزم گندہ شستہ کا جو یار دن لڑ کیا
کچھ نہ ہو چھو دل بتیاب کی کیفیت کو

کس غمخی ہو مری جان تلخی تن سزا دسم دیر بھی ہو سکو سمجھتا ہوں میں کہہ بھی اسے میں نے پالا تھا بڑے ناز و نعم ہو سکو مرغ جان کردی تکر نفس تن سزا دسم شبِ فرقت میں یہی مثل سزا دسم جان مجھ باغبان سے یہی دلیل نے وصیت کی تھی	جب بچے کا مری گردن پر تمہارا خنجر کس طرح کو چھ جاناں سے اوسٹاؤں بستر اتنا بھی ظلم و ستم کرنے ستمگر دل پر پہر بھی دی مری گردن پر مری جان خنجر تو دیکھ کر تا ہوں میں دل میں تمہارا کثر باغ سے کیچھو برباد نہ تو میرے پر
---	--

ایں فلک تو نے یہ کو کب پر غضب ڈالیا کر کے آوارہ وطن آہ بھیہر ایا در در	۱۵	۸۵
---	----	----

یاد گیسو شبِ فرقت میں بہلائے کیونکر دل مرا تاب تری سحر کی لائے کیونکر شعلِ فریاد نہ رکھے دل ناشاد اگر رازِ الفت کہیں افشا نہوا سکا ہے غلط گلستہ شرم آتی ہے اظہارِ محبت کرتے جان جائے گی تب غم سحر تری عاشق کی جانکر غیر ہے تو کرتا ہے ظلم و ستم دائے خال سے ہوتا ہے گرفتارِ نقص نہیں آتا انہیں عشاق کی باتوں کا یہ اتشِ حیر نے سینہ کو بنایا بحر یا بزر بخیر ہو بین الفت گیسو میں صنم دل مرا دیکھ کے اوس شمع تجلی نے کہا خون ہے باز محبت نہ کہیں افشا ہو	صد مہ سحر دل زار اوٹھائے کیونکر سوزِ داغِ غمِ فرقت کو مٹاؤں کیونکر جان اپنی شبِ فرقت میں بجائے کیونکر اشک آنکھوں سے یہ جان باز ہاؤں کیونکر رازِ دلِ دلیلِ جانبِ زشتاں سے کیونکر داغِ فرقت یہ کلچرچہ اوٹھائے کیونکر اپنا سا دل جو وہ سمجھے تو دکھائی کیونکر مرغِ دل ام میں گیسو کے بنائے کیونکر داغِ دل کوئی حسنیوں کو دکھائی کیونکر سوزِ فرقت کو دل زار چھپائے کیونکر سر میں سودا جو سما ہے یہ جان کیونکر ہو جلاسنے کے جو قابلِ نہ جلاؤں کیونکر نہیں آنکھوں سے دلِ ناز بہائے کیونکر
--	---

تو ہی انصاف سے اس کا اور دل کہہ کر
آتشِ محرومی آہ بجھا سنے کیونکر



کل تو کیا ہو کو بھی کچھ دخل نہیں اور کو کب
قید صیاد سے بسمل کو بجائے کیونکر

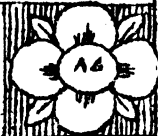


قافل کے ہر شہس اور گئے بسمل کو دیکھ کر
وہ خود بھی رو دیے ہیں سرِ بدل کو دیکھ کر
جنون کے ہوش اور گئے نعل کو دیکھ کر
رویا ہوں خوب حالِ عناد کو دیکھ کر
انصاف کیجیے حق و باطل کو دیکھ کر
کیونکر نہ رحم آئیگا قافل کو دیکھ کر
شکر ہوا نہ خون سے عادل کو دیکھ کر
صیاد روئے شکلِ عناد کو دیکھ کر
شرم آ ہی جاگیکی اونٹین مل کو دیکھ کر
کیسی خوشی ہوئی مجھے قافل کو دیکھ کر
نادانِ دہل کے رہ گیا بسمل کو دیکھ کر
اکشتِ عشق تیرے محاصل کو دیکھ کر
امید زیت تھی مجھو ساحل کو دیکھ کر
جی چھوٹا ہے قبر کی منزل کو دیکھ کر
کیون آپ روئے عاشق بیدل کو دیکھ کر
روتی ہے چشمِ یاس سو محفل کو دیکھ کر

بسمل ہی ہو کے ٹر پانہ قافل کو دیکھ کر
دشمن کو رحم آ گیا بس انتہا یہ ہے
لیلی سے کچھ نہ حال پریشان بیان کیا
ہندو اپنا پاس کے ہوا اونکا میں شریک
بہت دہر می سقد رنیں لازم ہر آپ کو
ٹر پے گا بعد قتل جو یہ جسم خاک پر
محشر میں جو کہ حق تھا وہ چاہے نہ کھدیا
ناشر اسکو کہتے ہیں نالوں کی آگ لگو
اسے دل سوال بوسہ کرینگے نہ روکھی
دل میں جو تھا خیال شہادت حصول ہو
قافل نے خون بہتے جو دیکھا نہ تھا کبھی
داغون سے دل بہا رہی مرا کیوں عجیب ہو
نزدیک آ کے ہر گئی کشتی مری تباہ
کیونکر کہنے گی راہِ عدم کی بہت سخت
دل کو حضور کی جو تعلق نہیں تو پھر
افسوس غیر تو ہوں تری یاس ہم نہ ہوں

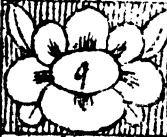


کو کب شبِ فراق میں رویا ہوں ہندو
حیران ہو گئے وہ مرے دل کو دیکھ کر

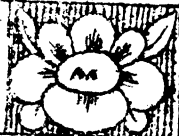


لباس حقین ہوا الفت تری کار نایان پر
دل و حسی جو پروانہ تماشع رود تابان پر
عجب کیا ہر جو گلہ شدہ کاشک سو میری دیوان پر
اوسی نے تو بنایا اشرف المخلوق دنیا میں
بہار گل میں بھی جنتوں کی سبزی نہیں پاتے
یہ ہر موسم میں موتی ہیں وہ اپنی فصل پر
جلایا دل مرا پروانہ انسان خسار روشن سے
کشیدہ اسقدر ہیں وہ گنگار ان اہست سے
جلد کر خاک کر ڈالا ہر مین زخروں لک کو
مقابل میں تری رخ کرنے ٹھہرا کسی موت
کھلا روح کو جبر آفرختون فرمایا مست کر
کیسے سامنے قاتل نہ تو گہرا کے یوں جانا
لب سونہار کی صورت لب کی کبھی شاد ہیں
کبیں پر دل نہیں لگتا جہان جاہیں و تیر
نہیں کی خوف محشر کی کہ تیر پر وہ بت ہوگا

مکین عشق رکھا خاتم فکر سلیمان پر
چراغان کا مجھے دھوکا ہوا غل میان پر
نظر تھی وقت فکر شرار کے رد و خندان پر
خدا کی بندگی کیونکر نہیں ہر فرض انسان پر
خزان ک خوف سرونی نہیں دو گلستان پر
مری اشکوں کو ہر طرح اس آئینہ پر
گمان برق سوزان ہر جمال شمع رویان پر
نہ بہر فاختہ آئے کبھی گور غریبان پر
نہ کی سبقت کبھی بجلی کی میری آہ سوزان پر
اسی داغ حسرت کا ہر قلب لہ تابان پر
نئی آفت پڑی اس خانہ خاکی کے مہمان پر
ہمارے خون کی جھپٹیں پڑی ہیں جیت و ایمان پر
تبسم کا گمان جہان میں ہر زخم خندان پر
ہمیں جنت کا شک کیونکر نہ گذرے جو جہان پر
مری اعمال رکھو جائینگے جو وقت میران پر



خوش قسمت مری ایسا لدا اتفاق کو میب



مصدق جان و دل دنوں مری شاہ خیرسان پر

یہ قاعدہ ہے بڑھاپا کی تکرار سے بگاڑ
اسے برہمن نہ چاہیے نہ تار سے بگاڑ
کرتا ہے کوئی طالب دیدار سے بگاڑ
تدبیر کیا کروں کہ نہویار سے بگاڑ

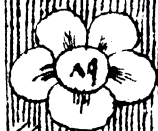
خاموش رہ دلا کر نہویار سے بگاڑ
یہ سلسلہ نہ ٹوٹ سکے ہوگا دوست پھر
ہر جہم نہ آپ ہوں مجھ صورت دکھائی
از خود وہ مجھے رہتا ہے آمادہ فساد

ساتی ہمارے دم سے جو آباد سیکدہ بل کیوں نہ کھائے مار صفت پیچ و تاب سے سٹ جائیگا جہان سے چلن آشنائی کا ہوتا نہیں جو وصل مجھے اوس سچ کا	جھکو بھی چاہیے نہیں غوار سے بگاڑ دل کو ہوا ہے گیسو سے خمدار سے بگاڑ یوسف کیا جو تو نے خریدار سے بگاڑ رہتا ہے اسیلے دل ہمارے بگاڑ
--	--



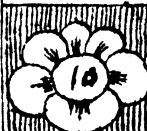
واقعہ ہوا نہ وصل کی لذت سے ایک شب

کو کب سے صفت ہو گیا اوس یار سے بگاڑ



تسے تو جان بھی نہیں اچھا جان غریز
 بلبل عجب تو رکھتی ہے یہ بوستان غریز
 ہوتا ہے میراں کو بہت میہمان غریز
 کیونکر مجھے نہ ہو یہ دل ناتوان غریز
 لیکن وہ کون ہے کہ نہیں جھکو جان غریز
 پہر کس طرح نہو مجھے حسین تہاں غریز
 ان کو پہر نہ کیوں ہو یہ عمر روان غریز
 ہوتا ہے ہر کہین کو اپنا مکان غریز
 اوس ترک سے نہیں مجھ کو مرغ جان غریز
 جھکو بھی میری خاک نہیں آسمان غریز
 کیونکر نہ رکھے باغ کو یہ باغبان غریز

کیا مال و زر کر نیک سبلا مہربان غریز
 رنگ خزان سے ہوگی سبدل بہار گل
 کیونکر فراق جان کا جو جسم پریشاق
 دنیا ہے ساتھ میرا شب ہجر بار سین
 کہتے کو سب یہ کہتے ہیں جہت ہجرت
 روز ازل سے عشق مروا ہے گل سین
 پیدا ہوئے ہیں خاک سے جانا ہر خاک میں
 کیونکر فراق جسم گوارا ہو روح کو
 تیرنگاہ شوق سے گھائل کر دے
 اہل زمین نے تو مجھے برباد کر دیا
 کیا کیا ریا من کرتا ہے ہر غفل کے لیے



کو کب وہ خوش بیان ہو نہیں بلبل کہ عمر بہر

صیاو کے بھی دل کو رہا ہر زمان غم نہر

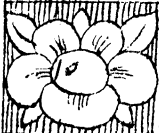


نہ بہو دل کا کہی دل سے ترا لطف و کم ہرگز
 نہ دیکھی پہر وہ محبت ایکجا ہے ہم ہرگز

محبت کم سوگی تا قیامت اے صنم ہرگز
 فلک نے داغ اوجہاں طعن جھپو دیا دیکھو

کبھی خون ہجر میں روا کہ بھی لڑا کبھی سینے
 جہان تک ہجر میں روا تھا روا اپنے رونکا
 نہ کوئی کرا میہ غم تو قہیرا و سکی رحمت سے
 ہزار رفت میں کردی یہ زمانہ مبتلا کیکن
 ہم اپنی جان دینے کیا کرین مجبور ہیں آخر
 نہ ہو خون گاہ ہو خون عشق کی نزل ملکات
 محبت ترک ہو آہستہ آہستہ حسین
 ہمیشہ نزع میں تڑپا کیے ہم صورت سہل
 ہزار دن عاشقان جیلا کا خون ہوتا ہے
 تصور سے کوئی شے ان نگاہ جان نہیں سکتی
 غلام اوسکا ہون سکد قدرت میں عالم
 پس ہر دن ہماری خاک کس بھی کی وفاداری

نہ اب اوٹھیں گردل سے تیر جو ہر دم سرگز
 خفا کیوں ہو نہ آنکھیں ہو گئی اشک فہم سرگز
 گناہوں پر نظر کیے نہیں اہل کرم ہرگز
 ہمارے دل سے ہو لین کہ نہ وہ ناز و نعم ہرگز
 نہ اوٹھیں کہ کسی صورت یہ اندوہ عالم ہرگز
 ہٹاؤں گاہ میں راہ محبت سے قدم ہرگز
 نہ موقوف نام عشق ایدل یک قلم ہرگز
 ہمارا اشتیاق وصل میں نکلا نہ دم ہرگز
 اگر تیغ نگاہ یار سے نکلا نہ خیم ہرگز
 یہ تامل شدہ دل کے نہ ٹھہرا جام جم ہرگز
 سر تو قبضہ ہی با سکتا نہیں باغ ارم ہرگز
 گلی سے یار کے مرنے سے ہی اونچو نہ ہم ہرگز



مجھ جوری سفر کرتے ہیں کوکب دار فانی سے
 وگرنہ خوش نہیں آتی مجھ راہ عدم ہرگز

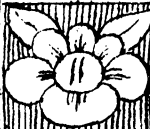


کیسوی مجھ بجا میں گے زنجیر کسی روز
 وانشہ رسا ہوگی جو تقدیر کسی روز
 اس خاک سے بجا نیگی کسی کسیر کسی روز
 برو کو کرین آئے تقدیر کسی روز
 چہرہ نظر آتا ہے جو تغیر کسی روز
 ہاتھ آئے جو ار سکی مجھے تصویر کسی روز
 ہوگی جو نصیب یار کا گیر کسی روز

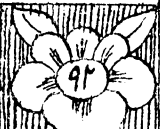
اس عشق کی پاؤں گامین تخریر کسی روز
 بوسہ مجھ دیگا بت بے پیر کسی روز
 کشتہ میں ہو عشق میں ان ہتھوڑوں
 قائل وہ مجھے کرتے ہیں کھلے سے دیکھوں
 مددش کر کہ وہ پوچھتے ہیں حال ہمارا
 رکھو نگا حفاظت سے اوسخانہ دل
 خود جان میں دیدن کا تیرے سامنے اگر

نہایت تو گرین دہ مری تقصیر کسی روز
چل جائے گی گردن پہ ہی شمشیر کسی روز
ناون کی بھی ہو جائیگی تاثیر کسی روز
لیکن نہ ہوئی وصل کی تدبیر کسی روز
چوڑی کی مری باؤں نہ درخیز کسی روز
ظاہر نہ ہوئی خواب کی تعبیر کسی روز
اوسکے مرے ہوئیگی جو تقریر کسی روز

کہنے کو بہت کچھ مجھ کہتے ہیں زبانی
اس درجہ تو ای دل نہ تڑپ بہر شہادت
آباد کرینگے وہ مرے غائے دل کو
لاکھوں ہی طرح چاہا ملوں یا رسوا دل
سودا تری زلفوں کا سما یا ہے جو سر میں
بہو میں تو سوتے ہوئے دیکھا اوسے لیکن
غما زون کی یہ کوئی کاجب حال کھلے گا



بس جان ہی دیدون گامین کو کب نہ بخونگا
آزردہ ہوا اب جو وہ بے پیر کسی روز



چہرہ یہ بے سبب نہیں رجا جان اوداس
آنے سے ہر خزان کو دل باغبان اوداس
کسو واسطے ہر جسے دل نیچان اوداس
رہتا ہے کیلے یہ دل ناتوان اوداس
بلبل خزان میں رہتی ہر خود ہر زبان اوداس
رہتا ہے مجھے کیوں یہ دل بربان اوداس
دکھائی دیتا ہے مجھے باغ جہان اوداس
غیرت پہ میری رہتا ہے خود آسمان اوداس
لیکن نہویراے خدا بد زبان اوداس
یہ میکدہ کبھی نہویر معان اوداس

کیا وہی جو بھیجے خوشم بہر بان اوداس
گل کہاتے ہیں نہ مرغ خوش الحان جھکتی ہیں
کہلاتا نہیں ہے بد مزدگی کا کوئی سبب
سدم کی ہنیں مجھے ہوتا ہے کیا کروں
بیکار تجکو فکر اسیری ہے باغبان
ہرگز شب فراق میں نالہ نہ آہ ہے
بلبل روشن ہوا ہے کسی رشک گل کا عشق
دست جنون ہوا یا ہوں آوارہ وطن
جو دل میں ہو وہ شوق سے کہہ نہ جھپٹتو
آباد بادہ خواروں سکدم سرور مدام

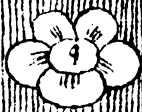


کو کب کسی پری سے تعلق ضرور ہے
اچھا نہیں ہے جو دل ناتوان اوداس



سوخت کو دیکھا جو مین آئی ہو گئی کھل کر پاس
 تاکجا سحر ابھی کھلا کھلا ڈھانڈاؤن جبرین
 اوسکے دامن مین لگا ہوا داغ میری خوشکا
 دیکھ کر میرے تڑپنے کو دہل جائیگا تو
 رات بھر چکا گیا بیٹا گیا ہوڑی کی طرح
 دوسرے قسمت طاعت پاکس جگہ نازل ہوئی
 سکے داغ جگر سے سینہ عاشق ہر پر
 ناخدا کی دل کی جوڑا کس جگہ لا کر مجھے
 دل دیدہ کس طرح سیلی سنوتی دیکھ کر
 اے دل مالان بہت عاجز ہوا ہون تجھ مین

رو دیا قاتل بھی آخر بھیج کر سبیل کر پاس
 قیس کا اٹھارہ سبیل سیلی ہو یہ محل کو پاس
 بس میری یہ انٹنی ہر سرو قاتل کے پاس
 کام کیا تھا کو کڑے سب سے سبیل کر پاس
 زخم تازہ پر دیا قاتل ز شاید دل کو پاس
 رفتہ رفتہ جبکہ آہو پھر تو ہم منزل کر پاس
 مال دنیا سو نہیں ہر کچھ تو رسائل کو پاس
 پیر گئی کشتی تباہی مین ہری ساحل کر پاس
 قیس نے پہاڑ اگر سیاں پردہ محل کے پاس
 سکھ سکھ کر سوز گئی تیرے محل تو اس قاتل کو پاس



نقد دل نوٹ گیا کو کب گون کر عشق مین
 شور و شیون رگیا ہے بلبل بیدل کر پاس



بہر گیا گردن پر میری خنجر بیدا بس
 تاکجا جو روح جاسیر و ادھانڈاؤن احوالک
 دیکھ کر دیکھا تو اگر سر و قد دلدار کو
 قتل کر کے حکم دیتا ہے اسے شہر کا
 تاکجا مالان رسیکا جبر مین اوس گل کو
 جان ہی جائی اگر فرقت مین اوس گل کو تری
 ایک شب تو وصل سے دل شاکر بہر خدا
 حیث ہو اس چرخ دون بہت کو ظلم و جور

ہو چکا ظلم و ستم بس استم ایجا بس
 کر چکا مجھے خانماں برباد کو برباد بس
 ہوں جائیگا اگر ناباغ مین شمشاد بس
 ہو چکا ظلم و ستم عاشق پر احوالاد بس
 ہو چکی فریاد و زاری ایدل ناشاد بس
 لیکن ایدل اب مکرنا جبر مین فریاد بس
 ہو چکا عاشق ترا اسے ماہ رہبر باد بس
 کر دیا مجھے خانماں آباد کو برباد بس

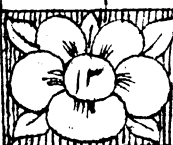


یہ دعا عاشق سے ہے کو کب کی یارب

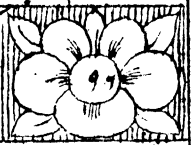


درد پر ایسی گئی قد آزاد کی تلاش
بیجا کہی ہوئی نہیں صیاد کی تلاش
لازم ابھی سے ہے مجھے مدد کی تلاش
بیکار ہی گئی دل ناشاد کی تلاش
محبو فقط ہے اسلئے جفا کی تلاش
جانے نہ رایگان دل ناشاد کی تلاش
بیجا نہیں ہے اس ستم ایجا کی تلاش

تیری طرح ہے مجھو شمشاد کی تلاش
کہتے ہیں بگینا ہزاروں ہی دام میں
فصل بہار آئی تو ہوگا جنون سوا
اک دم ہوانہ وصل میسر تمام عمر
تن سے جو سہ جدا ہو تو صدیوں سے جان چٹ
اب ہو نصیب جلد فدا یا دصال یار
کیا تازہ غلم مجھ پر وہ کرتا ہے دیکھیے



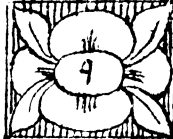
کو کب یہی سمجھنا کہ آئی ہے بس قضا
دل کو اگر ہوئی تہ آزاد کی تلاش



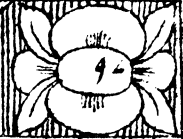
کس کی یہ جان ہے کہ جو یار سے قصا
کس بات کا چہ دل بیا رہے قصا
سحر امین چاہیے مجھے ہر غار سے قصا
نونگامین ایک دن دل بیا رہے قصا
لے رہیں تو رشتہ زار سے قصا
اک روز میں بھی لونگاسگ یار سے قصا
اے یار تو نہ لے دل بیا رہے قصا
ساقی نہ چاہیے ابھی شہر سے قصا
بیل نہ لے سکا کہی گلزار سے قصا
لینا ہے محبو ایک توار سے قصا
پروردگار بچو اس نار سے قصا

اچھا کیا لیا جو دل زار سے قصا
تقصیر کیا ہوئی ہے جو تڑپا رہا ہے تو
جیبہ چمپکے میر پاؤں میں ایذا سا ہو
جس طرح اسخو محبو ستا یا ہے روز
تجھ کو نظر سے اپنی بتوں نے گرا دیا
بعد قصا نہ کھائے مرے استخوان کو
خود جان باب کو حیرین بچنا محال ہے
جب ہوش آئیگا تو سزا اسکو دیجو
کیا کیا جلایا آتش گل نے اسے مگر
دم خم نکالتا ہوں میں کس طرح دیکھنا
تیرے گنہگار کو ہے یہ جلا رہی

نزد دل جو کہو کنی میں ہی جان دی شیریں کو بھی مزدور کسار سے قصص

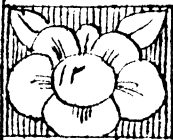


کو کس اسی نزان میں تڑپا تو اور بھی
اچھی طرح سے لے دل ہمارے قصص



ملک عدم کو جاسے ہیں سامان ہو کیا غرض
وحشی ہوں سکنان گلستان سو کیا غرض
عاشق ہیں بھگو گشتی بیابان سو کیا غرض
کیا لگو سے کام سپر گلستان سو کیا غرض
بان بچہ چنگو گور غریبان سے کیا غرض
وحشی ہوں بھگو محبت انسان سو کیا غرض
پہر او کو تھمہ رواج سلیمان سے کیا غرض
محل کو ملال بلبلی نالان سے کیا غرض

مہر اہر جیب و غریزان سے کیا غرض
ویرانہ دل کو بہتا ہے اندھیر شمع
سکن بنا کے بیٹھے ہیں کوچرین یار کے
عاشق ہو جو غنچہ دہن کا تو ہر آد سے
کیون چڑھتے فاقہ کسی عاشق کی قبر پر
دل دھونڈتا ہے دشت کو جوش جنون پیرا
جیسے گردائی کی درج بان کی اختیاریہ
سزور اپنے حسن پر رہتا ہے خود دام



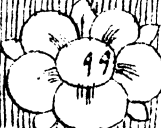
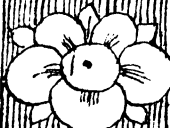
یوسف سے کام کیا مجھے کو کب بقول رند
دیوانہ پری ہوں سلیمان سے کیا غرض



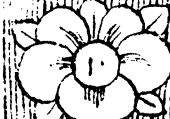
جان کیون لیتا ہے کوئی کرو جلا دے عرض
بقصور کی کو جو میں نے کیا صیاد عرض
بائے کس طرح کروں یہ ستم ایجا دے عرض
ہر شب ہجر میں یہ نالہ و فغاں دے عرض
کوئی کر سکتا نہیں یہ ستم ایجا دے عرض
مر بھی جاؤں تو کروں گانہ یہ عدا دے عرض
ایک مدت ہو یہ ہراسن ل نا شاد دے عرض
بقصور کی کو نکرنا مرے جلا دے عرض

میں تو ہرگز نہ کروں گاسم ایجا دے عرض
مہربان مجھ پہ ہوا قید سے آزاد کیا
کبتک مجھ کو گرفتار بلا رسکھے گکا
عیش کو کر می تہ و بالانہ خد ار اکرنا
بے خطا قتل یہ باندھو نہ کر عاشق کے
بیڑیان فصل جنون میں نہ پنچائیں مجھ کو
کام وہ کر کہ رہے نام حنین میں
قتل کرنے میں پشیمان بہت سا ہو گا

جان جاتی ہے مگر یہ نہیں سنتا ہرگز کینچ تو دین مجھے تصویر بھلا اوس بت کی اسنے آزاد ہونے سے یہ ہوگا مایوس	ہاے کس طرح کروں میں کی ناشاد سحر من سیری جانب سحر کردانی و ہزار سحر من نہ یہ احوال کرو صاحب میدا سے عرض
---	---

جان جاتی ہے جو فرقت میں تو جانے کو گیب نہ کرونگا کبھی اوس بانی بیدا سے عرض		
---	---	---

لاکون ستم اٹھائے کیا ہشیار ضبط بے اختیار ہو کے میں رویا ہوں کیا کروں صحبت میں اوسکا غیر بھی رہتا ہوں کچھ برگشتہ ہو کے خاک بھی برباد کی مری ایسا جدا یا سہ تری فرقت نے اوسین کیا جلد بٹھا ہے جدائی کیا مجھے یہ تو بتائیے مجھے صد ہر فراق کا چہین بر حسین بھی ہوتے ہو غم بھی کرتی کت تک فراق یار میں ناہوں کو رو سیکے	لیکن کرے گا اب نہ دل بقرار ضبط دل سے ہوانہ درد شب بچہ بقرار ضبط اب تجکو چاہیہ ہے دل داغدار ضبط تجھے نہ ہو سکا فلک کجدار ضبط مگر کبھی نا ہو گا نہ زیر مزار ضبط کچھ دن ہو سکا فلک کجدار ضبط کس طرح سے کرے گا دل بقرار ضبط کت تک تباہ تو میں کروں بقرار ضبط ہرگز نہ اب کرے گا دل بقرار ضبط
---	---

کت تک فراق یار کی ایذا اٹھائے گا کو کب سے ہو سکیگا نہ اب زمینا ضبط		
---	---	---

باقی رہا وصال میں بھی یار کو لحاظ یہ بات مجھ کو عشق کے سودی سے ہو نصیب کیا حال اپنی قسمت بد کا بیان کروں ساتون نلک ہلائیگی فرقت میں یکہنا سبھل وہ ہے کہ تر پانہ یہ بعد نقل بھی	آیا مگر نہ اوس دل بیمار کو لحاظ ہر آہ سے دشت میں ہر خار کو لحاظ مجھ سے رہا وصال میں بھی یار کو لحاظ ہرگز نہ ہو گا وہ شرر بار کو لحاظ قاتل سے تھا یہ اس دل بیمار کو لحاظ
--	---

سوائی کے خیال سے نالہ نہیں کیا جان کندنی سین تروبانہ قاتل کے خوف سے مدت کے بعد وصل کی شہجائی آئی ہے ہرگز جلی نہ خلق یہ مجھ بیگناہ کے	فرقت میں بھی رہا دل بیمار کو لحاظ تھا وقت قتل بھی یہ دل زار کو لحاظ پہر کسطح رہے دل بیمار کو لحاظ تھا وقت قتل بھی تری تلوار کو لحاظ
---	--

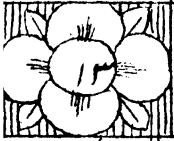
کو کب ازل کے دن سے ہے اسیدین لطیف	کو کب ازل کے دن سے ہے اسیدین لطیف
کیونکہ ہر گل سے بیل گلزار کو لحاظ	کیونکہ ہر گل سے بیل گلزار کو لحاظ

تو نے پر ظلم و ستم مجھ پر کیا قاتل شروع دام الفت میں بھنسا نیکے تجھی بوڑھن رو دیا سیلی زہی ہاتھوں سے دلوں کو تمام کر منہ کیوں کرتا جو لبھل کو ترخ کے لیے بھنسیاں تر پھینکی پانی سے گلزار گیتین بل ہی میوڑ پر نہ آئے عشق کا نہ بیستہ درو زخون کا ہلکا جاتا رہ گیا آہ سے قبر کیا کم ہو تجھ کو حشر سونے کو بیٹے	نالہ و شہون کر گیا ابل لبھل شروع آہ وزاری تو نے پہر کی بیل بیل شروع قیس نے فریاد جسم کی پس محل شروع یہ نیا ظلم و ستم تو نے کیا قاتل شروع جب کہی روزنا کر زنجار میں سر سائل شروع سب اٹھا ایدل ستم جو کچھ کر قاتل شروع تو نے یہ فریاد وزاری کی جو لبھل شروع کیوں یں بنیا دعوات کی ہو غافل شروع
---	---

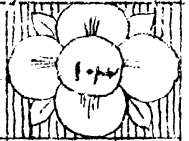
کا روانے کو ح تجھے پیشتر کو کب کیا	کا روانے کو ح تجھے پیشتر کو کب کیا
چاہیے تجھ کو بھی کر قطع رہ منزل شروع	چاہیے تجھ کو بھی کر قطع رہ منزل شروع

برس کیا دھن کا اگر جان جان درین اچھا کیا جو لبھل تیر نگہ کیا ہوگی نہ زندگی مری ہرگز کسی طرح تیرا فکری کے وقت میں سینہ سپر ہوا صیاد قید کر کے نہ تو نے ستم کیا	دشنام تو نجاسیے ای مہربان درین اوس ترک سے مجھے ہی نہ تنازع جان درین سیر چین جو مجھے ہے ای باغبان درین تجھے کہی کیا ہے دل نیم جان درین بیل سے ہو گل بھی رکھی ہر زمان درین
---	--

نکند و سہ سیر رخ ہون اور ان شہر
لیا بات اسکے سامنے ظالم و ستم کی ہے
خنجر دہننے کمینیا کلا سینہ رکھ دیا
ہم سے تو اپنا لطف نکراغبان دریغ
جان بھی کرے گانیدل نا تو ان دریغ
کس روز کی حضور سے بندہ جان دریغ

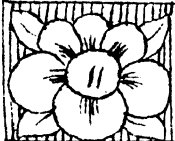


کوکب کو خوب ہو گیا ثابت نگاہ سے
کرتے ہو چشم لطف ہی ای جان جان دریغ

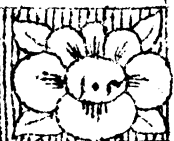


عشوق تباہ میں ہول نہ ای دل خدا کا خوف
وہ تر کا شب فراغ کا ہو زرد وصل میں
دل کو نہیں میں کہتا ہوں نہیں اسلو
ظاہر میں حق کو کرتے ہو باطل اگر صنم
فرقت میں جان زار کا بچتا حال ہے
ہون میں تصور وار نہ تہر اوں کی طرح
شکوہ نہیں جو ہوسنی دل کر دیا متباد
لائی ہے جگینا ہنر اردن کو چچ میں
منکر نہیں ہے کوئی حساب و کتاب کا
فصل خزان فرما ہم کہیں میں کاناگ
دین میں جان تاکت نہ کرتا کہی عزیز
لذت کی ہو گناہ کے آگہ نہ عسیر ہر

انسان کو چاہیے کہ ہو در جزا کا خوف
دل میں سما گیا ہے مری اس بلا کا خوف
چوری بجا ہی ہر تری در جزا کا خوف
باطن سے تو بدلاؤ نہ روز جزا کا خوف
کیونکر نوبت مجھے مرض لا دوا کا خوف
ہوتا ہے سب کو بار خطا سے نرا کا خوف
نا آشنا کو ہو گیا کیا آشنا کا خوف
کیونکر ہو نہ صنم تری زلف رسا کا خوف
ہے کون وہ دل نہیں جمیں خدا کا خوف
کیون ہو نہ غنڈیپ کو باد فنا کا خوف
اسے دل اگر بتوں سے نہوتا دعا کا خوف
ایساں رہی جو بندے کے دل میں کا خوف

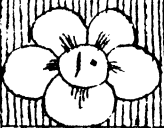


اک فردا قہر شدنی ہے یہ ہونی گا
سکار دل میں ہے تری کوکب قضا کا خوف



تو ہو جیو نہ مجھ سے کہی جان جان خلافت
احباب بھی بصورت اختیار چلے دینے
ہو جاؤ اک جہان ہی جو امیر بان خلافت
ایسا میرا ہون مجھ سے ہوا اک جہان خلافت

یہ یاد ہی رہے تجھے اسے بلبلِ چین سستا نہیں ہر بات مری فرطِ عشق کسطح ہوتی سیرِ گلستانِ مجھ نصیب امیدوار ہوں تری سیدیٰ ہی نظر ہے رسوا تو خوب کر چکا اب نکر جان بھی میرے لگانے جوتے وہ بیگانہ ہو گئے ہر تختِ جلی جا کر نشست او کو پوریا آخر کو جان لی شبِ فرقت میں اکہ دن	تقدیر پہر گئی جو ہوا باغبانِ خلافت افسوس مجھے ہے یہ دلِ پنجانِ خلافت صیاد بھی تو مجھے رہا ہر زبانِ خلافت کیا کر لیا مرا جو ہوا اک جہانِ خلافت اتنا ہی مجھے ہونے دلِ ناتوانِ خلافت اس عشق کے سبب ہیں پریشانِ خلافت اتنا ہی مجھے تو نہ ہوا سے آسمانِ خلافت ایسا ہوا یہ مجھے دلِ ناتوانِ خلافت
--	---



کرتی ہے چچ اب دل کو کوب سے زلف یار
سہان رہیگا کیون جو ہوا میزبانِ خلافت



رہتا ہے مجھ کو اس لہجہ کا قلق
ہوتا ہے سکویار و فادار کا قلق
کسطح دیکھتا ہے گرفتار کا قلق
کتھن ہیں وہ کہہ کر مجھے تلوار کا قلق
سے آپ کو جو وصل کی تکرار کا قلق
ساتی کہی نہ دیکھو گا میخوار کا قلق
کسطح جائیگا دلِ بیمار کا قلق
رہتا ہے مجھ کو صحبتِ اغیار کا قلق
یارِ بختا یگا دلِ بیمار کا قلق

دل کو تو ہی جدائی دلا رکھا قلق
کیونکر نہ ہو مجھ کو دلِ بیمار کا قلق
صیاد تیرے دل میں نہیں رحم کرا
مجھ سخت جان کو قتل سودا کی پڑ گئی
میں ہاتھ جوڑتا ہوں خطا کی جگہ معاف
وقتِ خار جامِ عنایت کر لیا تیرا
ہر دمِ فراقِ یار میں نالانِ ہر روز و شب
باعثِ جو بوجھتے ہوا وہ اسی کا تو یہ ہے
کیا جان یونہی جا بیگی امیدِ وصل میں

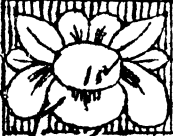


کو کوبِ بغیرِ شربت دیدارِ یاد کے
ہرگز نہ دور ہو گا دلِ زار کا قلق

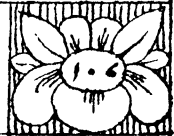


بر باد ہے صبا سے ہمارا غبار تک
دست جنوں کی بوجہ توجہ ہے ہقدر
بعد نسا ہی مجھے یہ کاوش ہر دیکھے
صیاد عمر ہر تر امنون رموننگا میں
بر باد ہی کرے جو ہمارا غبار چرخ
صبر اور کوئی نہیں مجھ سے دوسرا
دی جان میں جب کہ سنا وہ آئین گ
گلچین و باغبان کا تو کیا ذکر ہے ہلا
بیکار غنڈ لپ تجھے یہ غرور ہے
ہر گز رہائی کو نہ کون میں تمام عمر
کل سیر باغ کو جو گیا گلبدن مرا
رکتے نہیں عزیز جلاشے اوٹا نیکا

افسوس ہر ہی نہ گھر کو میرا تک
باقی رہا نہ ایک گریبان میں تار تک
سٹی میں اس فلک نے ملایا غبار تک
آزاد رہنے دے مجھے فصل ہار تک
مرکب کی جا ہی ہو چین گے انہی مزار تک
رہ رہ گھر میں ٹوٹ کے تلو و نہیں خار تک
گو یا کہ زندگی تھی مری انتظار تک
دشمن ہوئے ہیں میرے گلستان میں خار تک
جو بن فقط گلوں کا ہر فصل ہار تک
صیاد لیچا جو مجھے مرغزار تک
شہر زندگی سے زرد ہوا لالہ زار تک
ہم کس طرح سے ہو چین گے انہی مزار تک



کو کب غم فراق میں جاتی ہر جان زار
تدبیر کیا کریں جو پہنچ جائیں یا تار تک

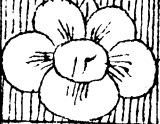


بر باد خزان سے ہے وہ شکم چن
سیلانین ہونے دیا ناکھن ایتک
رکھا ہر مری باس پھٹا پیر ہن ایتک
ہو لی نہیں دل ہو مری وہ انجن ایتک
ہے درپے اندہ افلاک بد چلن ایتک
تازہ ہے مرا داغ دل پر چن ایتک
زندہ ہے مری جان یہ جو چن ایتک

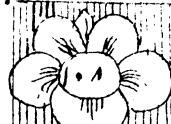
آباد ہوا آہ نہ او جڑا وطن ایتک
رکھا ہر امانت مجھے اس طرح زمین نے
فریاد کرونگا تری اسے پنچہ دشت
بر باد کیا لاکھ مجھے چن نے لیکن
کافی نہ مری دربدی او سکو ہو لی آہ
تبدیل ہوا رنگ چن بھی مگر افسوس
اک بات اسے اور لگا دیجئے شہر

دل عاشق گیسو کا ہوا خون مگر آہ
 ہر خند کہ مایوس ہون میں میل تباہ سے
 اس رخ سے میں کرو ٹکٹا ہوا قفس میں
 نہنگانہ محشر ہی بیاہو گیا لیکن
 اب حوصلہ عشق نہیں دل میں تھکا
 دل صید کیا اور سپہی تھنڈا انہو جی

ماتے سونہ اونکے ہوئی زراٹا شکن اتناک
 چرخیم تنہا سو سے برہمن اتناک
 لائی نہ خبر گل کی نسیم چین اتناک
 عاشق کو ملا آہ نہ گور و کفن اتناک
 ہوئی نہیں فرقت کی وہ رخ و محن اتناک
 ہر فکر میں عاشق کردہ ناک فلک تہک

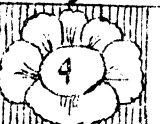


کیا وجہ ہے کوکب نہیں کہتا اور مجھ پر
 کیوں آئے نہ امداد کو شاہ زمین اتناک

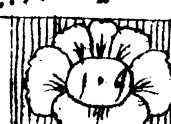


فریاد شب ہجر میں کرتا ہوں ہجر تک
 اے جانِ جان حال جدائی کو نہ پوچھو
 آئی نہیں تم ہی جو نہیں کرتا ہوں فریاد
 دل کا ٹوٹاں ہی نہیں پہلو میں تھکا
 کیا تاب سیکھی کہ جو ہوتیرے مقابل
 کیا پوچھتے ہو درشت نور دیکھا حال
 اگر میں وہ سرور آئی گمان ہے یہ تقدیر
 امید مجھے زینت کی سرگزشتیں بجان
 پیغام رسائی تو بھلا امر و کرہ ہے
 غیر دن سے ہر طفت و کرم و خلق شب روز
 نکلے ہیں شب ہجر میں شعاعِ دلہا

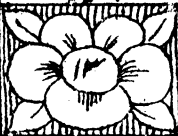
لیکن نہیں ہوتا مری نالوں میں اثر تک
 اے اتنا سب تنہائی میں کرتا ہوں ہجر
 ہے دیباچہ میں بھی مری نالوں کی اثر تک
 خون ہو کہ با لشکون کی تہراد جگر تک
 نادم رخ پر نور سے ہے وہی قمر تک
 چھوٹی نہیں قدموں کی راہی گرد سفر تک
 ہوتا نہیں اس راہ سے اس بات کا گذر
 بیمار شب ہجر سچے گانہ سخن تر تک
 اوسے نہیں کہتا کوئی میری خبر تک
 رکھتا نہیں ہم پردہ عنایت کی نظر تک
 وہ کہتے ہیں دیکھا نہیں منہ تو شہر تک



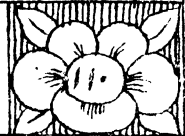
خزانہ پستان تخت جگر کا نہیں کوکب
 اس نخل میں دیکھا نہ کہی ہے شہر تک



شرم و حیا سے ہوگا مبدل چین کا رنگ یار ب نہ اسطر سے ہی برباد ہو کوئی جائین گئے کیا چین کے قیامت میں اتریں کیا ایسا جرم مجھ سے ہوا تھا بتا تو دے غنی ہے اب رنگ نہ شکوہ نہ وہ فضا دیتا ہو کون سی مجھے تکلیف دیکھیے تاثر سے بھری ہے ہر اک لفظ شعر کی خاکم کیا ہے قتل کی کس بگیاہ کو	دیکھو اگر کبھی مرے غنچہ دہن کا رنگ بدلا ہے جس طرح ہے ہمارے وطن کا رنگ مٹی میں، دکھایا ہے ہمارے کفن کا رنگ کیون، اس نے فلک مٹا یا مری انجمن کا رنگ تبدیل ہو گیا ہے خزان سے چین کا رنگ بدلا ہے اس سے داغ دل پر محن کا رنگ منفعت جو ہو تو دیکھ ہمارے سخن کا رنگ کیا وجہ سخن ہے جو تری یہ سن کا رنگ
--	--

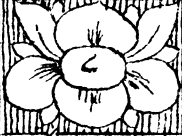


کو کبھی یہ بول چال نہیں ہی پسند ہے
سب سے علیحدہ ہے ہمارے سخن کا رنگ

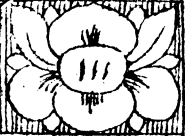


پر تہا ہے اب جو وہ بت پر فن الگ الگ تاقی نے پرزے پرزے کیا تھا جوتن قاوی میں نہیں مری آتا ہزار چین دو دن میرے دل میں ہیں ثابت یہ اوس سے اک روز جان لینے مری ترک چشم مست لازم ہے تو بھی یاد کر اوس کو غنچہ لب دل ہی مرا خلا ہے مجھ سے وہ یار بھی ابر کی تیغ سے جو مرادل رو نیم تھا آگہو نہیں ہی خیال ہر دل میں ہی ہر مقام نہ سوز دل میں ہو تو جگہ میں ہی ہر اثر زندہ کرے گی دور کبھی مر وہ نہا نیکی	رہتا ہے مجھ سے ہی دل دشمن الگ الگ اسو اسطے بناتے ہیں مدفن الگ الگ پلو سے ہی ہے ابے ل دشمن الگ الگ دو شمعین قبر پر جو ہیں روشن، الگ الگ رہتی ہیں کہات میں جو یہ رہن الگ الگ رہتی ہیں تجھ سے یہ گل گلشن الگ الگ بیدار ہوئے ہیں جانکے دشمن الگ الگ دو تربتین ہیں یہ مردن الگ الگ ہے واسطے حضور کے مسکن الگ الگ دکھلائے تیرا یہ نے روزن الگ الگ دکھلائے گی اثر تری جیون الگ الگ
--	--

کعبہ سے شیخ کا سپہ مجھے حکم دو درود
کہتے ہیں بنگدہ سے بہمن الگ الگ

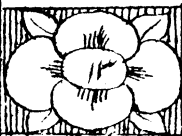


کو کعبہ میں نشان نہ مہیا کو مرا
اسوا سے نبائے ہیں مسکن الگ الگ

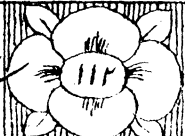


چہرے شراب سے مرا جانہ آج کل
رشتہ مہر ہوا مرا کاشانہ آج کل
پڑتی ہے آنکھ مجھ پر حسد یفانہ آج کل
جانے دو مجھ کو جانب ویرانہ آج کل
خالی پڑا ہے شیشہ و پمانہ آج کل
سر روز مجھ سے کہتا ہے جانانہ آج کل

کو کعبہ فرج نہ شایانہ آج کل
آئے وہ میرے کعبہ احزان میں دستو
دانشہ خوب عزیز نے بھر کا با آپ کو
نفرت ہے مجھ کو محبت انسان سے دستو
ساتی نہ کس طرح دل غمگین کباب ہو
کرتا ہوں جب میں آرزوی وصل کو بیاں



جتنا جلایا جا سے جلا کچھ الم نہنیں
کو کعبہ ہے شمع و ترا پروانہ آج کل

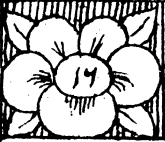


تین اس طرح جو کی تو نے قائل قائل
تیری جہوں سے دہر کتا ہے سرا قائل
نہیں سننا کبھی آواز عناد قائل قائل
عشق کا راز نہیں کہنے کی قائل قائل
میرے لئے تو اس رخ میں شامل قائل قائل
فصلہ ہو گیا غافل کے مقابل قائل قائل
قبر سے میرے صدا آگے قائل قائل قائل
تیرے جان باز کو یہ سب ہیں قائل قائل قائل
کہتے لایا ہے مرا جذبہ کا قائل قائل قائل
غلق بے تیغ ہوئی جاتی ہے سبل قائل قائل

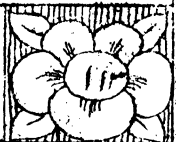
آج بے شبہ کوئی ہو گیا گاہل قائل قائل
کہیں توار نہ پہر جاے مری پہلو پر
اس قدر شور سے خشت کی نفرت ہوا
گر محبت ہے تو ہو جاؤ گی تاثیر اکرن
میرے دے اور کیو وہ کرے قتل مجھے
خیر صبر سے جی جاہر ستا تو مجھے
سنت کرتا ہے مجھے نام مٹانے کو بلے
حق و دیوانگی و رفتہ مزاجی کا فہرہ
نہیں کرنے کو مرے آپ سے آیا نہیں تو
نہیں ہر بات سے اک باکینا ثابت ہے

کاشنا سرکار سے ہو گیا مشکل قاتل
میری قسمت سے ہے مجھ عادل قاتل

سخت جانی سے مجھے غم بھین ہو اسکا
قتل کے بعد مرے غم سا دیا ظالم

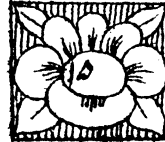


سچ تو ہے روز کے ظلم و جور و جفا
کس طرح ہو گیا کوکب متمم قاتل



ہو واسطہ جو کوئی کیا ستاے دل
خون ہو کے بھگیا یہ ہوئی انتہاے دل
کہتا ہوں بار جو میں با سے ہائے دل
جو کچھ کرو بجا ہے یہی ہے سزاے دل
اند جان انجی کسید گنواے دل
سنا کر کون کس سے کہوں ہمارے دل
کیونکر اثر کرے گی نہ آہ رسائے دل
قدہ شب فراق کا کیونکر سنائے دل
تیر نگاہ یار تھا بیک قضاے دل
عاشق کا ایک در جو وہ آزماے دل
آئے مسیح بھی تو نہو کچھ دواے دل
پہر خاک ہو فامین دکھاؤں وفاے دل
ہلو میں ایک درد ہو اتو بجاے دل
توفیق دے خدا کہ یہ اپنا بچائے دل
باقی رہی ہے تیس فقط اک بجائے دل

پیر جاے ارسل جان پہ یونین ہمارے دل
کیا خاک میں سناؤں تھیں ماجراے دل
کیا زخم پہ رنگا کسی تیر نگاہ کا
رسوا کر و خراب کر و قتل بھی کرو
قدہ چلے بکھیرا کٹے تجھ بیاہین
ورد مگر کا حال بیان کس طرح کروں
نار کروں جو سوز جاگر سے فراق میں
سکتہ سا اور سکو دیکھ کے ہو جاتا ہر جگہ
کس اک نظر میں کام ہمارا ہوا تمام
ظاہر ہوا اپنے چاہنے والی کا اور کوال
ہمارا عشق ہوں مرا اب کام ہے تمام
خود مبتلا سے رنج و غم ہوں فراق میں
مجھ پر کھلا نہ حال دل زار کیا ہوا
جوا دیکھتا ہے رہتا ہے اور کہتا ہے تجھے
ہلو میں اور تو کوئی نام و نشان نہیں

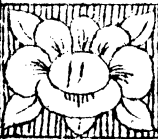


کوکب یہ میرے پند لکھو لوح دل پہ تم
وینا سے وہ گیا جو ہوا مبتلا سے دل

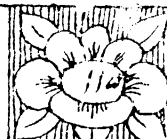


آفتِ ہجر میں اشد نہ ڈا سے لبیل
 آتشیانِ باغ سے بہتر سے اوٹھا لڑ بیل
 کس طرحِ حسرتِ دل آہ نکالے لبیل
 دامِ صیاد سے حقِ مجھ کو بچا لے لبیل
 تیرے بہن عشق کے لکڑیوں سے لبیل
 سوزِ فرقت سے کھینچ میں ہوں چھالے لبیل
 سر پر آفتِ محبت کی بلا لے لبیل
 اس طرحِ ہجر میں لیتا ہوں جھٹالے لبیل
 اور دو چار گھڑی شور مچا لے لبیل
 وہاں فرقت میں خزاں تیری بچا لے لبیل
 امید سے اس کے خدا تجھ کو بچا لے لبیل
 سوزِ فرقت سے کیا کرتی ہو نا لے لبیل
 بارِ فرقت بھی غم ہی ہو تو اوٹھائے لبیل
 قیدِ صیاد سے اشد نکالے لبیل

سچ تو ہے جان کے پڑ جائیں گے لبیل
 ظلمِ صیاد سے رہنا سچے مشکل ہو گا
 گلِ سوا سنو کے کچھ بھی نہیں تیر ہیں آواز
 روزِ شب فکرِ سیری ہو اسی کا غضب
 بلغِ عالم میں اگر نام رس ہے گئی گئی کا
 نہ رہو یوں کے بیان کیا کروں بیدار کو
 ان گلوں سے کبھی عشق کو رنگا ہرگز
 جان کے پڑ گئے لارے مر تو احباب کو بھی
 عشق کی نکل دام میں صیاد کے لایک فرو
 رحم آئیگا گلوں کو نہ کہی صورت سے
 کس طرحِ ظلم یہ صیاد نے باندھی ہو کر
 بجز ہجر میں نگزار کی یہ صورت ہے
 ہجر کل میں کبھی فرسہ یاد نہ کرنا ہرگز
 عمر بھر تو نہیں دیکھی ہے رانی ہوئے



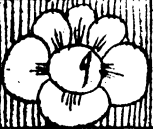
حالِ فرقت جو بیان ہو نہیں سکتا کو لب
 داغِ دل تو گلِ خندان کو دکھا لے لبیل



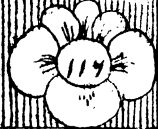
صد کہ خبر سے اشد نکالے اسے دل
 دامِ گیسو سے خدا تجھ کو بچا لے دل
 داغِ فرقت تو کلیجے کے دکھائے دل
 اس کے ہی آج تلک نے خم ہیں آئے دل
 غم ہی بہر کے تجھے یا رستا دل

نہیں اتنا کوئی جو مجھ کو بچا لے دل
 جان ہی جا لگی ہو گی نہ رانی ہرگز
 حالِ اوس سے نہ بیان کر شبِ ہجران کا اگر
 اب مجھے حوصلہ عشق نہو گا بخدا
 خونِ رولائے غم ہجر سے رسوا بھی کرے

روز کے رنج و الم سے تو یہی بہتر ہے پر تو اس دار فنا سے تراہو گیکاسفر بہر خدا جانے تجھے وصل صنم ہو کہ نہو حرف مطلب کو زبان تک نہیں لائو دیتا تشنہ لب نشہ میں رہیائے گئے خار صحر	دار فانی سے خدا جھکو اوٹھالے اسے دل خوب فرقت میں نوابے ہوم مچالے اٹول خوب جی بہر کے مزے آج اوٹھالے اٹول ایسی نافذ رکے تو پڑ گیا پالے اسے دل کس طرح تو رٹوں میں نمودن کرتے چلا اٹول
--	--



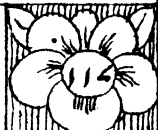
دستور کو گلب کی یہ صورت ہے تپ فرقت میں
ایک مدت سے کیا کرتا ہے نالے اسے دل



عاشق کو تجھے جی رہی اسے بذربان حصول مر جائے مگر نہ کہی سنہ کو موڑیے بلبل کو کچھ جواب نہ تجھے کہی ملا مر جا مگر نہ ہجر میں فریاد کر کہی ہر روز تازہ رنج دکھاتا ہے یہ مجھے جو بات اس نے دیکھی نہوئی کہی صنم آتا نہیں کہیو مگر ڈھنگ چال کا یوسف کو یہی سمجھتی نہیں اپنے روبرو	بوسہ طلب کیا تو ہو میں گالیاں حصول زل کو ہوئی بیات دم امتحان حصول کس سے کیا سکوت گل پرستان حصول کیا ہو گا اس سے شجکو دل پنجاب حصول کرتا ہو کس سے غم و ستم آسمان حصول کیونکر کرے اسے نہ دل تو ان حصول کرتا ہے اس سے طرز شوخ مہاجر حصول خود بینیاں یہ اپنے کی مہین کمال حصول
---	---

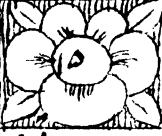


بلے گالی بات ہی نہیں کو گلب سے واہ واہ
ہوتا ہو اس سے کیا تجھے ای بذربان حصول

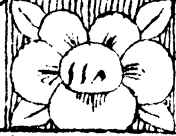


اک روز جان آپ پر دینگے نگار ہم گو آج مثل سرو اکڑتا ہے تو مگر رسوا کرو تباہ کر دشوق سے چین اجیا نہیں جو ترک ملاقات کرتے ہو	اسو اسے او بھتے ہیں یوں بابا رہم لو میں گے حسن کی تری اکدن بہار ہم سب کو ہے اختیار کہ ہیں جان نہار ہم یہ جائیں اب کہاں یہ دل انداز ہم
--	--

اگر اگر غنایت دست جنون ہوئی اسے رشک ہو رہا دیکھنا مرزا کو بعد بھی دسبازو ہوئے خاستم ایجاد ہیں جو لوگ تربت میں کل نہ تھی کسی کو تھیں طرح	چوٹنگے ایک بھی نہ گریبان میں تار ہم بنوائیں گے تمہارے گلے میں مزار ہم ملزومین اونسے کہتے ہیں خودنگے عار ہم ارمان وصل لکھو گئے تے جو یار ہم
--	---



کو کب فراق یار میں گرجاں جائے گی
لین کے نہ زیر قبر ہی ہرگز قرار ہم



منعت ارٹہ نہیں سکتے مرزا نہار قدم خوش روش باغ جہان میں ہے وہ گلزار پا بہ زنجیر ہیں ہوں تو سرا ہے بجا کس طرح جاؤں گلستان کی طوط اور بلبل آستان در دولت ہے وہ آیا کیوں نہ کر جان دے دوں گا جو دیکھو گا خدا شاہد اس قدر باد یہ پیا سے رہ دشت ہوں اس قدر صبح عشاق سے ملتی نہیں اہ میں گرفتار ہوا تھی جو گلزار میں تفسا دشت دشت ہو میں کس طرح طوطی پانا ناقدانی نے کیا ہے یہ مجھے زار و خیف دیدہ توستہ کر کے سر دہنم بخدا گرد رہ سہیہ چشم دل عاشق پر صدم دشت گردی سے ہی حذر ہو یا کو نصیب	غش پر غش آتے ہیں چلتا ہوں جو دو چار کبک نے جو ہے ہیں آ کر دم زنتار قدم تیرے کے کوچے میں ہیں آنے کے گنگنا قدم دشت ہوا دشت نہیں سکتو مرے زنتار قدم منعت سے ہیں ترے ہمارے کبک بکار قدم تیری محبت میں نہ رکھیں کہی اغیار قدم آ بلوں سے ہیں میری صورت گلزار قدم کوچہ یار میں باقی ہی نہیں بار قدم کو سے قاتل سے اوشا ناہری و شوار قدم آہ زنجیر جنون میں ہیں گرفتار قدم منزل سخت ہے چلتا ہوں دو چار قدم کبھی روزخ میں جو رکھو یہ گنگنا قدم جوڑے کس طرح سے بہر طالع بیدار قدم کے زنجیر میں دشت نے گرفتار قدم
---	--



یاد رکھہ خوب یہ کو کب کی نصبت ازل



تنگ لڑہیں بہت تری ظلم و ستم سے ہم
 اندول جو تو کے تو یہ پوچھیں صنم سے ہم
 ممنون ہوں گے فخر علیہ السلام کے
 اوس کے سوا بقا تو کسیک نہ نہیں دلا
 ہرگز نہ ہونگے ہم تھمسل فراق کے
 طوفان سیل اشک میں جو زور قیامت
 فرزدگناہ یزدت غم کو کھینچے
 شرمندہ ہو گے دیکھ کے داغوں کو رنگت
 کیا شوق ہے کہ حسرت دیدار باہین
 بہتر سوا نیا جام سفالین یقین ہے
 جوڑا جو کاروان سے تو پرانہ نہیں ذرا
 دیدنیگر جان جب تری تر چھی نظر ہوئی
 او دل کشیدہ دیکھ کے اوس پر خفا کوئی
 باہر ہر سے جب آپ نے کی بندہ پروری
 داغ شب فراق نہ جائیگا دل سے آہ
 اندول سوال وصل کروں اوں کے کس طرح
 فکر کر ہی اب نہ چھوڑیں گے دہریہ سطح
 جو کچھ کہو وہ کو چڑھانا ہے عشق میں
 جہان اپنی ہم نہ دی تھی جو گیت کر عشق میں
 کیا خیال وعدہ وفائی نہ آج سے روز

مر جائیں کاش روز کر بخ و الم سے ہم
 چوٹیں گے یا نہیں تری قید ستم سے ہم
 تاکاروان جو پہنچیں گے نقش قدم سے ہم
 ہرنگے عدم جو آتے ہیں ملک عدم سے ہم
 دیدہ بین گے جان آب کے جو رستم سے ہم
 عاجز ہوں کس طرح نہ اس چشم غم سے ہم
 امید دار بین یہی شان کرم سے ہم
 دل کا نہیں ملائیں جو باغ ارم سے ہم
 بننا نہ کو بد آئے ہیں اوس کے حرم سے ہم
 اسے دل مقابلہ جو کرین جام جم سے ہم
 منزل کی راہ بائیں گے نقش قدم سے ہم
 جیتے ہیں آج کل تو صنم تیرے دم سے ہم
 بسمل ہوئے ہیں خنجر ابرو کے خم سے ہم
 واقف نہ تھے حضور کے لطف و کرم سے ہم
 تا عمر اب نہوں گے رہا درد و غم سے ہم
 کہتے ہیں وہ کہ آئے ہیں تیرے قدم سے ہم
 لپٹے ہیں نکل کر دھماکے قدم سے ہم
 دوزخ سے کام رکھیں نہ باغ ارم سے ہم
 نکل نہ روز حشر بھی بیت الصنم سے ہم
 ہمارے حضور آپ کے جوئے قسم سے ہم

کوکب سہارا حق ہمیں بھیجے گا مسرور
برہن گے دار خواہ جو شاہ احم سے تم

۱۹

۱۲۰

اوس بت کو مرزا نہ فریاد سے کیا کام
کیتا جو ہو پیدا اوسے ہزار دہی کیا کام
پھر مجھ کو ترے حسن خدا داد سے کیا کام
ہر پرستش مال ل ناشاد سے کیا کام
جان باز کو بی رحمی جلا دے کیا کام
اے دل تجھے پہراؤس تم بجا کر کیا کام
سودا قد موزوں کا ہر شمشاد سے کیا کام
اے جان جان نکو مری یاد سے کیا کام
شیرین کو بہلا سخی فریاد سے کیا کام
عاشق کو سبلا شکوہ بیدار سے کیا کام
دیوانہ ہوں تیرا مجھے خدا سے کیا کام
تھا ورنہ ہمیں عالم ایجاد سے کیا کام
سہیل دل کو مرے صیاد سے کیا کام
مجنون سے غرض کیا مجھے فریاد سے کیا کام
وحشی ہوں تیرا یا رب نیراد سے کیا کام
ایو طائر دل بچہ صیاد سے کیا کام
بندہ ہوں بتوں کا تری ارشاد سے کیا کام
پراس دل دیوانہ کو خدا سے کیا کام

معتوق کو ہر عاشق براد سے کیا کام
سائے کو قد غیرت شمشاد سے کیا کام
جب قلع کیا سلسلہ عشق و محبت
کیا بوجہ تیرے شب فرقت کی حقیقت
شکوہ نہیں کرتا میں تری سنگدلی کا
فرقت میں جو منظور کیا جان کا دنیا
کیون باغ میں نالان ہوں میں کیلی بیکر
سچ تو ہے کہ معشوق کا جو ہر ترغافل
رہتا نہیں معشوق کا عاشق بہ کبھی دل
ہم تاج مرضی ہیں ستم ہو کہ کرم ہو
ہے قید مرے حلقہ گیسو کا تعلق
آئے ہیں محبت میں تری ملک عدم سے
رہتا ہوں سدا میں چین کو کو صدم میں
کسار و بیابان سے ہے نفرت مرے دلو
حاشا ترے غالب کو نہیں حور سی طلب
بیل میں نہیں ہوں کہ جو ہو خون پیری
را عطر ترے کہی کو نہ مانوں گا میں ہرگز
نشر سے فزون ہیں تری بلکین رگ جان کو

تا عمر را می نہیں منظور ہے کوکب

ہر تیدی الفت تجھ سے کیا کام

۱۹
ان جان ہر جو کینے تو اے خوشحال دین
ہر کیا ہم اونکو مطلب دل کا سوال دین
گزر سے جو ہم میں بھی کہ نکو مال دین
پہلو سے چیر کر ابھی دل کو نکال دین
کیے تو جان اپنی ابھی خوشحال دین
ہم چشم مست سے تری کوشال دین
گو لا کھ بار سنکے وہ دانستہ مال دین
کس طرح منہ سے اونکو پیام حال دین

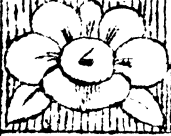
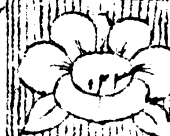
۱۲
خیز نقد دل نہیں ہر جو ہم نکو مال دین
ہو تو ہم یہ وہ تو ہمیں بھین بات بات میں
اسد بکور سکھ نہ اور سدا کے واسطے
جمو ٹون ہی تم گوارا اپنی زبان سے
سرفروغ امتحان یہ یہ بات کہ نہیں
اُس کو مرتبہ نہیں نرگس حقیر ہے
دیشکے ضرور بوسہ رخ اک نہ ایک روز
حیران مثل آئینہ ہوتے ہیں رو برو

۱۴
کو کب شکایت غم و اندانہیں ہے کچھ
راحت سے لاکھ بکھو اگر وہ لال دین

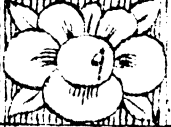
۱۵
اوسپر ہی بخیر ترے دل کو اثر نہیں
میں یہ بد بلا ہے کہ جس سے سفر نہیں
پہر کہتے ہو مزاج میں کچھ اپنے شہ نہیں
ہم جانتے ہیں بوجہ ہے گردن پر نہیں
میرا خیال دل میں تمہارے اگر نہیں
کیا داغ دل نہیں ہیں کہ داغ جگر نہیں
پہلو سے کون لگی کیا دل کو نہیں
کس طرح لکھوں بار کو خط نامہ نہیں
تہا میں جان کا توخت میں نہیں
راہ عدم میں کون شہ یک سفر نہیں

۱۳
کس روز تیری یاد میں یہ چشم نہیں
مانند حشر ہجر کی پیدا سحر نہیں
ٹھوکر لگاتے جاتی ہو عاشق کی قبر
جس دن سے اونکو تیغ زنی کا ہوا ہر شوق
میں کیوں تھا مری عشق میں دن جان اصرم
کیا وجہ اپنے خون کا جو محضر بناؤں میں
غفلت تھی اس قدر تری وحشی مزاج کو
کہ تباہوں گھونٹ گھونٹ کہ میں لاشیں تو
مانوس کرتے ہیں جو مجھے ترک چشم یار
کس طرح میں ہو چکا ہوں منزل پہ دیکھیے

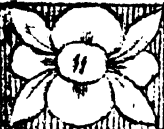
میں شب سسراق بیان آہ کیا کرین کیا کیا میں نے کرنا ہوں فرقت میں لڑن انسو سوس جان جاتی ہے اور محبتی زبان	یہ رات وہ ہے تابہ قیامت سحر نہیں اوسیر ہی سنگے ل تر و لکو اثر نہیں انہر مرین عشق کی تھجکو خستہ نہیں
--	---

کو کب گلگون کے عشق کا فخرہ محال ہے جو نے پہلے جہان میں یہ وہ خستہ نہیں		
---	---	---

داع موسم گل سے خزان آتی ہر گلشن میں نہیں کہنے کے قابل مال داغ شعلہ الفت و نور پوش جشت ہر روز سے میں ٹھونکا اگر بے وصل تیری اسے سیجا جان جا لگی خدا جانے کہ سجا کون ہوا کون ہو یا جو مقابل ہر نہیں کہتا ہمارے دل کا کون	دل بلبل ہے نالان آج کل انہر نہیں عجب اک آگ بھڑکی ہے ہمارے خانہ میں اگر کس کس کو بھی باز ہو بھجے بچہ آرمین کسی صورت نہ کل ایلگی کی جو اپنے دفن میں عجبتہ نہ سب کا جگر اڑ گیا شہد و جہنم بغیر از کوک بولی یہ کہاں وقت ہر اک میں
---	--

بہا ہم عشق کر بندے نہوں کہ طبع اور کوکب بنایا اک بت ترسانے یہ زنا ر گردن میں		
---	--	--

اوس پری کا جو تصور کبھی آیا دل میں اگر بنایا مجھے جو رہتاں کی خاطر کیا غرا سکا ماسد و متنا تجھ کو نزع میں دیکھتا عاشق کو وہ فرماتے ہیں فاسد ارض و سما کا وہ نہیں کہہ پروا خلک کا تیری زبان سے کہی شکوہ نہ کیا آج عاشق جو بیٹھے ہیں یہ رہ رہ کر سوا تھجکو شکوہ نہیں جو جا ہو کر دہو رو جھا	فوط شادی تو میں پہلے نہ سمایا دل میں ماہر اما کوئی دل اور ہو بعدا دل میں فارقت کو جو تو نے مرے بویا دل میں درد ہوتا ہے سر جان بہت کیا دل میں دھونڈ ہی لیتا ہے مشتوق کو شہد اول میں تار بستہ ہوا صد نہ یہ در ہٹایا دل میں زخم قاتل نے کوئی اور لگایا دل میں خود خطا کی جو تہو تم کو بسا یا دل میں
--	---

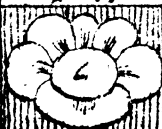


ایکدم چہین نہیں خبر میں آتا کو کب
نہجکو سدر بناؤ تو ہو اکسا دل میں

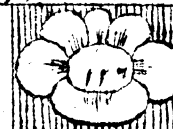


اوستا و گمشدہ آشیانی خزان کی آمد حرا چہین
کمان آئی خوشم محکومہ منہ دکھاؤں گا رے وطن میں
کسیہ و کمال انہیں خبر لیستہ سوتا ہوں نہ کہن میں
خزان کوئی بہار ایسی نہ پوچھو نہ کوئی حبیب میں
لہتا کہ کیا میں بگاڑتا ہوں مجھ کو یہ خبر دے نہج میں
خزان سے بائیں نہ ہر لسان بہاؤ لگی بہر چہین میں
نہج کی ناعمر ہر ہرمانی ہنسنا جو زلف چٹکت میں
ہو سہیل میں یہ سگی باقی نہبر کے ہاؤ گا گیا میں
یہ حال آخر ہوا ہر انا لگی حاکم کن بدن میں
یہ غرض میری خوشا عورت یہ غرض ہوں میں خوش میں

فلک کا علم و سترم سے ابد اللماع تھوڑی دیر میں
برامہ سدا ہوں فرش گلہ پرین شکر گدیر ہی راج میں
کمان نمونہ ہون قضا کا کافی چرہ است یہ بعد میں
بندہ نالو ہین بلبلوں کے مبادا خال نزار میں
سین میں ہے کچھ درد کی خواہش ہوش و غفلت کی کچھ
یہ ہی بہن بنا کر غافل گئی خوشی جو کبھی خلس ہے
مکوش میں ہے یہ نصیحت نہ کرنا جن سے نفرت
رہن کا غم ہے یہ میں اتنی قبول ہوگی نہ عرض میں
ہمک سوز درد میں محکومہ جلا یارہ رہ کر اس طرح پر
نہج تو ہرگز نہیں جو کوئی غم و غمی شعر کوئی



کمال ہو گا کمال کو کب بندے گرد مال نزار میرا
فلک نے ایسا مجھ سے کیا نہیں ٹھکانا مراد وطن میں



سینے ہی زخم کھائے ہیں دل پر کمان کمان
نہجکو پہر اسی لیکہ مقدر کمان کمان
و کھپو تو داغ کھائے ہیں دل پر کمان کمان
رنگ رک گیا گے پر نہ خنجر کمان کمان
میل و نہار پہر تا ہوں دل لب کمان کمان
بہا گاہوں خوف سے تری ڈر کمان کمان

اور شوخ فرنگائے ہیں نشتر کمان کمان
صحرائیں تھاکہی کہیں نہیں خراب تھا
کہتا ہے سنکے قصہ ظلم و ستم وہ ترک
اوت ہی زبان سے میں فرم امتحان نہ کی
کیا اشتیاق دل ہے کہ تیری تماشہ میں
صدا تو نے رسبہ بھی قید نفس کیا



کو کب محکومہ بستان سے جو راکر نہ از سعیت



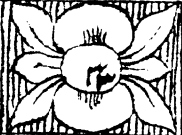


چکر و کارما ہے بھٹد کمان کمان

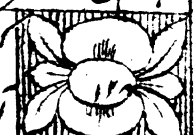


چنے پنا کیے ہیں دشمن کمان کمان
او بھایا خار نے مراد امن کمان کمان
یار و بناؤ گے مرا دفن کمان کمان
ڈرے ترے بنایا دشمن کمان کمان
ہو چاہے ساتھ میری دشمن کمان کمان
جانیکا پوچھتے کو برہمن کمان کمان
دل کو سنبھالا اے بت پرغ کمان کمان
لیکر ہوا ہے جگمگ دشمن کمان کمان
رہ رہ گیا ہے خار میں دامن کمان کمان
دکھلائیں گے وہ رخ رشک کمان کمان

بر باد جرف نے کیے گلشن کمان کمان
سمحر انور و دشت دل سے جو میں ہوا
بر باد ہو گیا ہے صبا سے غبار ب
سجاد جگمگا سپہی آیا نہ مجھ پر جسم
میں جا گیا ہوں میں ہیں موجود دل ہی تھا
ناکون ہی بت جہان میں خدا کی بنا کی ہیں
نارہ ہی سوز عشق سے چنے نہیں کیا
تماوش میں کہی کہی دل کو ہمار میں
اے دشت کین تبار و قمر جگمگ قیس کی
ننگا خنجر آئین گے مرقد میں آئینگو



کوکب لحد بنائی گئی جس زمین پر
آراستہ نہیں مرے مسکن کمان کمان

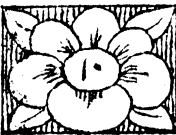


الگ سے طریقہ عشق میں ایجاد کرتے ہیں
ہم اپنی قبر کی منزل کو بس آباد کرتے ہیں
وہ جسے جان دینے کے لیے ارشاد کرتے ہیں
غضب کرتے ہیں آدلہ اگر سچا دکر کرتے ہیں
خدا سوس ہم اکافر تری فریاد کرتے ہیں
ارادہ خون ناحق کا جو یہ جلا دکر تے ہیں
گرفتاری کا چرچا بلبو دیا کرتے ہیں
قیامت کی دیون کی ناز میں بیدار کرتے ہیں

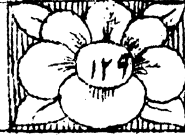
دوچھ مخوام و مہن و فریاد کرتے ہیں
سینان جہان ناع اگر بر باد کرتے ہیں
خوش قسمت کا اتنی تو جگہ دلیں سہلی بارے
خدا ہی جانے دشت ہو کر کیا حال ہو گیا
یہاں تک مدد نہ فرقت نہ تھا تو اشد دشمن تھا
خدا کو سطح صورت کما نہیں کیا استینا
فریب نام ہو چکا کہی دیتا ہوں میں تے
خدا کا خون ہی جاتا رہا اللہ ہی بیرحمی

نہ پوچھو کس طرح فرقت کی شب ہم گزرتی ہو
 ہماری جان ہی جا بیکلی تو روتی فرقت میں
 یہی حسرت رہی ہو کہ نہ وصل اور نہ ہوا ممکن
 مسلسل ہیں مگر جاتا نہیں اور نہ نعت کا سوا
 کرن کس طرح اور اس سے شکوہ ظلم و ستم بارید
 کلچہ شوق ہوا جاتا ہے اسی مینا کی نالوں سے
 نہیں معلوم کیا ایسی خطا سر نہ ہوئی آہستہ
 یہ تاثیر محبت ہے وہ طریق کج ادائی ہے
 توجہ قتل ہو کر کا نہ کیونکر ہوتا ہے ذکو
 سپیدی صبح پر کی ہے گزری شب جوانی کی
 نہیں ہے انتہا کچ اور نہ ظلم و جور و بدعت کی
 ہر اک سوئے بیان کرتا ہے وہ شیریں زبان پر
 نہ پوچھو فرقت جانان میں کیا ہم گزرتی ہو
 کوئی ذرہ بھی پہنچو گا نہ ہرگز اور نہ کوئی تنگ
 تھما دے ہجر میں (بتو یہی) رہتی ہو کیفیت
 تجھے ہرگز نہ ہو گی قدر الفت پر وفا ہے تو
 نہ پوچھو اس دل بستیاب کا کیا حال ہوتا ہے
 تنہا اس قدر ہے عاشقوں کو نام سے اور نہ کو
 بہار گل میں ویران آشیان تو نہیں لکھیں
 کبھی آنکھیں دکھائی ہیں کہ جی تو رہی ہو بھائی میں
 سوا بے نام ہونے کے بہرہ کا فائدہ ہرگز

بہت روتی ہیں جب پیارے تھیں ہم یاد کرتے ہیں
 قیامت ہے غلامی سے جو وہ آزاد کرتے ہیں
 سفر دنیا سے ہم باز نظر ناشاد کرتے ہیں
 ناسوت حال پر دیوانوں کو خدا کرتے ہیں
 کہ ہم تو جیگر خود مائل سید اور کرتے ہیں
 گزرتی آتش کشی ہے فسر یاد کرتے ہیں
 و سیردن کو جو اپنے لہجہ کو آزاد کرتے ہیں
 وہ خود بھی روتے ہیں ہوا اگر برباد کرتے ہیں
 ہمارے خون کا دعوت خود جلا کرتے ہیں
 عمارت کی عوض اب قبر کی بنیاد کرتے ہیں
 کہ ان تک چپ ہیں ہم بھی سب فریاد کرتے ہیں
 جسے ہم چاہتے ہیں غیرت فرما کرتے ہیں
 کسی نالو کہی زاری کہی فریاد کرتے ہیں
 ہم اپنی خاک ہی بیکار ہے برباد کرتے ہیں
 بہت روتے ہیں پیارے ہم تھیں یاد کرتے ہیں
 جوانی مفت ہم تیرے لیے برباد کرتے ہیں
 فلک ہستی میں فرقت میں جہم فریاد کرتے ہیں
 ہماری خاک ہی بعد فنا برباد کرتے ہیں
 قیامت بلبلوں کی بان پر صیا کرتے ہیں
 ہمارے کیسے کیا کیا ستم ایجاد کرتے ہیں
 ملے گا کیا انھیں مجھ کو وہ برباد کرتے ہیں

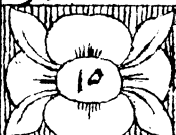


نہیں جو تائیس وصل اوس گل کا جو اسی کو کب
نشو و بین اوس کو اپنوں دل کو شاہ کرتا ہے

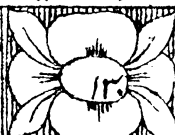


اور دو چار گھڑی سیر چین دیکھتے ہیں
یاس سے کیوں مجھے یارانی ملن دیکھتے ہیں
دل جو گہرا تا ہے ہم سیر چین دیکھتے ہیں
کیا کہیں ہجر میں کیا رنج و محن دیکھتے ہیں
کیوں فرشتے یہاں آگے کھن دیکھتے ہیں
سمتو خاموش زانیکا چلن دیکھتے ہیں
آج ہم ہی اثر مشک فتن دیکھتے ہیں
کس طرح یاس سے مرغان چین دیکھتے ہیں
تجنے شاعر ہیں وہ سب زنگن دیکھتے ہیں

دم آخر تمہیں اسے غنچہ دہن دیکھتے ہیں
پہر کے پہر لاتا ہے افسد اگر لاتا ہے
ضبط گریہ سے شب ہجر میں ایجاں بجدا
کبھی روتے ہیں کبھی سر کو ٹپک دیتے ہیں
قبر میں ہی مجھے راحت سونہ رہنے دینگا
دخل دیتے ہیں بری میں نہ کبھی نیکی میں
دل بسل میں جگہ کی ہے جو اوس گیسو
ہم جو صیاد کے پنجہ میں گرفتار ہو
شعر گوئی کی ہمدیاں وہ بھی ملجاتی ہے



بے یقین ہو گل اسید شگفتہ کو کب
نیچی نظروں سے ہمیں غنچہ دہن دیکھتے ہیں

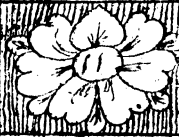


آکھیں جو یمن نہ بند ترے انتظار میں
طاقت نہیں ہے اتنومری جان زار میں
لوٹا خزان نے آگے سر پہر بہار میں
مرا تا ہوں اتنومار ترے انتظار میں
کھسکا خزان کا ہتا مجھے فصل بہار میں
کچھ کہہ کر تو جان ہے ابی اس جان شام میں
روؤں نہ کس طرح سے دلا وصل یار میں
دل بے یقین ہے اتنومرے اختیار میں

ارمان وصل تھا جو دل بے قرار میں
کب تک ترے فراق کو صدمہ ادا نہیں
بدلی کی طرح نازے نہ کس طرح میں کروں
دکھلا دے اپنی شکل خدا را کہیں مجھے
تا تو مجھے وصل میں بھی نہ فرصت ملی ذرا
عاشق کو دیکھنا ہو تو پر جلد آسے
روئے سحر دکھانگا داغ شب فراق
کس طرح خون ردوں نہ فرقت میں بار

جو سے وفا نہیں ہے مری گلزار میں
فرادہ مر رہا ہے بڑا کو ہزار میں
راحت سے میں ہونگاتہ اپنے غرام میں
مر جاؤں گا اگر میں ترے انتظار میں
مر جاؤں گا اگر میں ترے انتظار میں
مست ہی رہی جو دل بہتیرا میں

عاجل نہیں ہوا ہر سو سے مال دل
تیشہ لگا یا سہ پہر خوشی میں کہ عشق میں
امید وصل میں جو مری جان جائے گی
امید کون کون سی برائے گی مری
آنکھیں کھلی رہیں گی پس مرگ ہی مری
بڑے کا بعد مرگ ہی تاحشر قبر میں

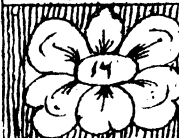


کو کب ہمارے ناموری کا ہے یہ نشان
دوانہ پیری سے لعب اشتہار میں



گر کچھ غرض نہیں تو ادھر دیکھتا ہے کیوں
پتھر بار بار زخم جگر دیکھتا ہے کیوں
ایں تباہی تو ادھر دیکھتا ہے کیوں
قاتل ہمارا آج ادھر دیکھتا ہے کیوں
وہ گل ہمارا دغ جگر دیکھتا ہے کیوں
فرجک کہیں تو راہ سحر دیکھتا ہے کیوں
غیر وں کی راہ ہر سفر دیکھتا ہے کیوں
اوس گل کی راہ دیدہ تر دیکھتا ہے کیوں
اسے دل وہ ترک آج جگر دیکھتا ہے کیوں
مستوق کو مرے یہ قمر دیکھتا ہے کیوں

تجھ کو دلا وہ رشک قمر دیکھتا ہے کیوں
تو نے تو مجھ کو سبیل تیرے نگہ کیا
سلب نہیں ہے اوس گل ترسو اگر تجھے
ثابت ہوا کہ ہو میں گے ہم بختا نہیں
مرحم آئیگا نہ اوسکو نہ مریم لگائیگا
پایان شب فراق کا ہرگز نہیں دلا
ہمراہ تیرے کوئی قدم کو نہ جائے گا
ایفائے عہد وصل نہوگا کی طرح
شائو نہ تیر نظر کا نبائے نکا
یار حجاب از بین کر دے اسو نہا



کو کب نہیں ہے کچھ مجھے دعویٰ شاعری
میرے سخن میں عیب و نہر دیکھتا ہے کیوں



درہنہ رسپہ دام جو قاتل ترکیا کروں

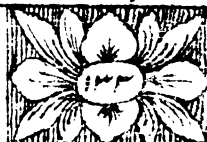
اے دل نہا ہے تجھ کو وہ سبب ترکیا کروں

مرد بول اگر صورت بسمل تو کیا کروں
 ہرگز قدم پہنے گا زلفت کی راہ سے
 کس طرح دل سے شوق شہادت ہو بڑھ
 کہتا ہے جذب قیس سے لیا تو آدھ کا
 کس طرح ادسکو یاد دلاؤں تری دلا
 پوشیدہ کس طرح سے کروں راز عشق کو
 مرکز سب دل بخور گیا زلفت حسنین کا
 تیرا سر وصل کوئی نکلتی نہیں ہے آ
 اسے یار تیرا لطف معادن رہے مرا
 شوق ہو کے دل یہ قیس کا کہتا ہے نجدین
 کیونکہ نہ مجھ پر یار میں دور کو جانوں
 کیونکہ وصال یار میسر ہو آہ آہ
 عاشق کا خون بہانا مجھتا ہے وہ حلال
 ہوتا ہے سامنا ملک الموت کا ضرور

تخلیف نسیم دل نہو زائل تو کیا کروں
 ہے پر فطر جو عشق کی منزل تو کیا کروں
 کرتا نہیں ہے قتل جو قاتل تو کیا کروں
 ادھے اگر نہ پردہ محل تو کیا کروں
 رہتا ہے تجھے یار جو غافل تو کیا کروں
 دل ضبط کا نہ تو تھیں تو کیا کروں
 پر رازوں میں چھپو گا یہ شامل تو کیا کروں
 دل کو تڑپ سے صورت بسمل تو کیا کروں
 برگشتہ مجھے ہے جو مراد تو کیا کروں
 گر ہونہ جاگ پردہ محل تو کیا کروں
 بے اختیار ہو جو مراد تو کیا کروں
 فرقت میں جان جائے جو ایدل تو کیا کروں
 حق بھی ہوا رسکے سامنے باطل تو کیا کروں
 سنے گی جان تن سے مشکل تو کیا کروں



مترنہ اب وہ کتر ہیں کوکب و آفتاب
 خود بیل کی نہیں چو بسائل تو کیا کروں

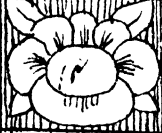


اتر خالی فطر لطف ہی کم دیکھتے ہیں
 باور سکے ہوئے سینہ پردہ دم دیکھتے ہیں
 ہم تو اسے عہد شکن تیری قسم دیکھتے ہیں
 ہجر میں کیا کہیں کیا رنج و الم دیکھتے ہیں
 جب میری چشم کو زشکوں سے وہ نم دیکھتے ہیں

کیا کہیں اس گل تر کیہ برستم دیکھتے ہیں
 نزع میں دیکھ کے عاشق کا خیال آیا نہیں
 اب کہیں آنے کو تجھے نہ کہیں گے ہرگز
 کہیں روتے ہیں کہیں کرتی ہیں فریاد و فغان
 پر جھپٹے ہیں دل بیتاب کی ہر کیا صورت

کرم گنگا سواشان کرم دیکھتے ہیں
 ہاتھ سے وہ ابھی تلوار کا دم دیکھتے ہیں
 چٹکے اب جاسے یا ران عدم دیکھتے ہیں
 اسے تو فضل خدا ہے تو قدم دیکھتے ہیں
 لوگ اوٹھ اوٹھ کے شب ہجرین کرم دیکھتے ہیں
 گل و بلبل کو جو اکجا پہ ہم دیکھتے ہیں
 بیلوے غیر میں تھمکو جو صنم دیکھتے ہیں
 کب گناہوں کی طرف اہل کرم دیکھتے ہیں

کرم دے انکو ہی بخشش کا خدا با جلدی
 کیوں مڑتا ہے راتقل کرینگے تجھ کو
 کج درپیش ہے آئی ہے اہل لینے کو
 اترو دشت نے ستایا ہر چاہے ہیں سود
 ہوں وہ بہار کہ جب کو نہیں امید سحر
 وصل کی بکھو ہی اسوجہ سے ہوتی ہے امید
 اشک بے ساختہ آنکھوں سے چک چک پڑتی ہیں
 غفور کہہ دیتے ہیں قصیر جو سو جاتی ہے



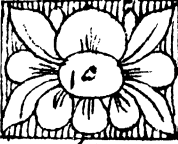
نام گل ہی نہیں گلشن میں رہا اسے کو کب
 دست گلچین سے غبار دل بہستم دیکھتے ہیں



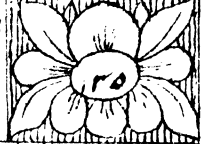
بے جبری ذبح کیا کرتے ہیں
 بے وفا و ن سے وفا کرتے ہیں
 کج ادائی وہ ادا کرتے ہیں
 روز اک رنج دیا کرتے ہیں
 لیکے دل کو جو دغا کرتے ہیں
 اشک آنکھوں سے بہا کرتے ہیں
 قصہ حیرت سنا کرتے ہیں
 کس سے وقت کا گلا کرتے ہیں
 رنج و وقت سے گملا کرتے ہیں
 جان و دل دونوں فدا کرتے ہیں
 کس لیے خون مرا کرتے ہیں

کیا حسین جو روحنا کرتے ہیں
 ہم رہ عشق میں کیسے کرتے ہیں
 رنج فرماتے ہیں مسنم بہر کے آہ
 کیا کہیں حال جنا کا ادن کے
 میں ہی اب شکوہ کردن کا اونکا
 کیا کہیں حال شب حیرت صنم
 وصل کی شب میں وہ اکثر ہم سے
 وہی بانی ہے شب حیران کا
 شمع سان ہم شب ہجران میں صنم
 سے کدے جہ ابھی تو اسے بت
 کرا حشا مجھے ہوئی سب سے زوکی

کیون اور جتنا ہے تو اوسے اگل
قد قیامت ہے اور محشر ہے
جان لیتے ہیں بجا کرتے ہیں
جال سے حشر بجا کرتے ہیں

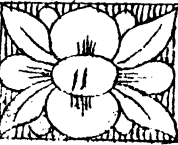


تم ہی کو کب نہیں اوسپر عاشق
سکڑوں جان دیا کرتے ہیں



پیا سار ہوں شال سکندہ تو کیا کروں
آگے نہ راستی پہ مقدر تو کیا کروں
پہرے نہ وہ گلاب جو خمیر تو کیا کروں
ایسا خلافت ہو جو مقدر تو کیا کروں
تاثر ہونہ آپ کے دل پر تو کیا کروں
ردون نہ ہجر یار میں شب پر تو کیا کروں
تن سے جدا کرے نہ مرا سر تو کیا کروں
دل کو نہیں قرار جو شب بہ تو کیا کروں
موجود قتل پر ہے شکر تو کیا کروں
آوارہ پہرہ ہا ہوں جو درد تو کیا کروں
پروانہ آپ مر گیا جلد تو کیا کروں
برگشتہ ہے جو چرخ شکر تو کیا کروں
بربا اگر کرینگے وہ محشر تو کیا کروں
رہتا ہے ہجر یار میں مضطر تو کیا کروں

بوسہ نہ ہوں کا یہ سر تو کیا کروں
اوس گل سے وصل ہونہ تو کیا کروں
کیونکر میں اوسکے کشتوں میں جا کر شکر کروں
سید ہا نہو گا مجھے کہی یہ تمام سر
کس کس طرح میں کرتا ہوں نالہ فراق میں
بہلاؤں کس طرح دل نازک مزاج کو
کیا اختیار ہے مجھے فاقہ پر احوال
کچھ اختیار میں ہے مرو وصل یار کا
اک روز جان جاتی ہے آخروں ہی سے
آسائش وطن مری تقدیر میں نہیں
کتنی ہے شمع کئی کہا تھا کہ جان دے
وہ تو نہیں خلافت جو کچھ فکر ہو مجھے
کیا جمع ہوگی اب تو مری خاک بھی نہیں
چڑھانہیں ہے چین دل بقرار کو



کو کب کیا ہے عشق حسینان اسی لیے
ٹپتے ہیں دل پر رنج کے نشتر تو کیا کروں

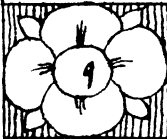


پس مردن پس مردن پس مردن پس مردن

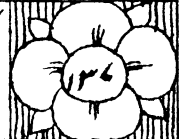
وہ ہوں آوارہ غریب مسکرتا نہیں بدھن

نبا گلخن نبا گلخن نبا گلخن نبا گلخن
شا گلشن شا گلشن شا گلشن شا گلشن
رہی الجھن رہی الجھن رہی الجھن رہی الجھن
بنین رہن بنین رہن بنین رہن بنین رہن
بت پرفن بت پرفن بت پرفن بت پرفن
چٹا مسکن چٹا مسکن چٹا مسکن چٹا مسکن
ننوبد ظن ننوبد ظن ننوبد ظن ننوبد ظن
تری چتون تری چتون تری چتون تری چتون
مراد ظن مراد ظن مراد ظن مراد ظن

کمون کیا کرکس وقت سوچا جان سیتہ
ستقام آہ زار سے ہے خزان ہوش
خیال زلف بیت گونہ چہین آیا کی صورت
تری زلفین ہمارے جان لینے کے لیے ارجا
ہمارے جان لینی ہر پیکر باندھی ہے کیون تو نے
نہر اور افسوس میں غم سے ہے جرجر سنگ کے
دل نالایخ شیش کیسا کھڑی تری امیبت
تو ہی انصاف سے کہہ دو کہاں گلی سوچا جان
وہ عاشق ہوں پس مردن ہو گا اور کی کوئی بین



کیا آزاد کو کب کو نہ تو نے متید کیسو سے
دل دشمن دل دشمن دل دشمن دل دشمن

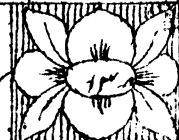


ساقیا ہم بادۂ غفلت سے خود بیہوش ہیں
اس سبب سے آج تک شرم سر اوڑھتے ہیں
ناکہ لبیل کی خاطر گل سر اپا گوش ہیں
آرہ فصل جنوں سے دل میں کیا کیا چوتے ہیں
انقلاب دہر سے غربت کو اب ہوش ہیں
اسی لیے اسے جان جان فرقت میں ہم تو ہیں
ساقیا ہم ایک مدت میں تری مینوش ہیں
عشق میں اسے جان تری ہم سعد بہوش ہیں

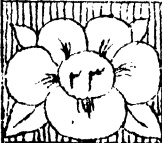
ادون سے تیوری تو بدلتا جو تری مروت نہیں
جلوہ دیدار کا سائل ہوا ہوتا اکیدن
کیون بنین معشوق منتو عاشقوں کو درد کو
گہ سوسے گلشن ارادہ ہے کہی ہوا کی سمت
تھی ہمیشہ تخت پر اپنی نشست اسے بغیر
اک قیامت ہرگ بر باگر کہی فسر یاد کی
ہم سے کیون جام مگر گل رنگ کرتا ہے عزیز
دن بنین معلوم کہتے تاج کی تہ تی شام



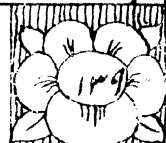
دیکھ ہی لینا کہ جان دیکھا وہ کو کب ایک دن
کے کو تھے دل دیا کس جا تہا سے ہوش ہیں



قیامت پاؤں پٹری ہو قدم جہدم اوتاہتے ہیں خدا کی شان ہو غیروں کے کھتے پر وہ آتے ہیں کہیں گشت میں باقر میں کسی دریا پہ جاتے ہیں بیان کیا ہو کواؤں کی بد فراجی کا جو عالم ہے عجب اوقات صنایع کراہی اؤں کی پرستش میں نہیں کر دھت ملک نیو یو میں سو کر ہیں ایسے اسے کھتی ہیں تاثیر محبت ایسی ہوتی ہے علاج زخم دل کرتے نہیں اسوا سے یارو قصا کی طرح آنا قیامت کا بھی برقی سے ہماری خاک بھی کوچہ میں اوسکا اڑے اگیلی وہ سہل ہیں کہ بعد مرگ بھی اس درخانی سے بیان کیونکر کروں میں حال بیدار حنینان کا نشان قبر ہی رہنے بنائی یہ ارادہ ہے نہ جو کو نکا قیامت تک نہ جو کو نکا قیامت	وہ قبر عاشقان پر فاختہ خوانی کو آتے ہیں ہمارا امتحان کرتے ہوئے الفت آزمائے ہیں مرے مرنے کا غم وہ اس طرح دل سے بھٹا ہیں کہیں تیوری چڑھاتے ہیں کہیں باتیں ڈھیر تجھ اسے برہم ہیں یہ بت خدا کی کیا ملا ہیں ہمیں احباب شور و نال و غل سے جگاتی ہیں ہماری قبر پر چب چب کے وہ آنسو بہا رہے ہیں تماشا اپنی جان بازی کا ہم اؤں کو دکھاتی ہیں پس مردن فقط ہوا سے تعلقین سناتی ہیں رقیبہ روسیہ بیکار رہتے خار کھاتی ہیں جنازے کو ہمارے دھوم سے قاتل اٹھاتی ہیں شب فرقت میں ظالم خون آنسو کی دھاریاں ہمارے نام کو بعد فنا وہ بول سناتی ہیں پس مردن حد میں کیسے شاخ ہلاتے ہیں
--	--



خفا ہوتے ہیں میری آشک باری پر وہ اسے کو کپ
 عمن تکین کے آرزوہ ہیں انگلیں دکھاتے ہیں

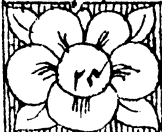


ہمارے خانہ دل میں رہتے تمہیں ہر سون
 یقین الفت کا ہو مجھ کو رہے جب امتحان سون
 کشیدہ اس طرح مجھے زیادہ بد زبان سون
 رہا سو دل میں پوچھتا ہوں مرے عشق تباہ سون
 اگر بیان لگی نہ بھارے اور دیا بھان سون

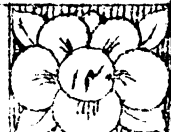
یہ غفلت تھی نہ بچا نا تمہیں سے مہربان سون
 جلاؤ غیر کو اسے سبھ رو پر دانہ سان سون
 نہ ہرگز منہ لگایا اور سنائیں گالیاں سون
 نہ کہنیچے ہر میں بنی کہ آتش فشان سون
 وہ بلبل سون رہا غم ایک دم جس کا گلشن

مفتاب دروہر ہوا کہ کوئی مجھسا عالم میں
 وہ بلبل ہون نہ سایہ کی طرح جو دام میں آیا
 نین مجھسا ہی برگشتہ زانی میں کوئی ہرگز
 کہیں ایسا نہو صیاد کی بدعت سرور ان ہو
 میں ہوں وہ کشتہ بیدار گروہوں زانی سے
 ہوا کہ ترک مجھسہ سلسلہ گیسو کی بلفت کا
 نکالین جان دین کی ہزاروں میں تہ سیر
 مری سر میں یہ جو شلفت گیسو پیمان تھا
 امید شہریت دیدار میں کیا کیا ہوا عالم
 نظر ہو کر کسی گل کو نہ دیکھا عمر بہر لکین
 رہا گرداب غم میں مبتلا بہر دور مقصد
 نہ بوسہ شمع عارض کا ہوا ممکن کسی صورت
 تنگفتہ جو گردون سے ہوا کہ غچو خاطر
 نین کچھ بھی سو آہ و نالہ دشت غربت میں
 ہمارے یاس حسرت پر یہ وعدہ برق شاہدین
 نہو گیا کوئی یہ باد ہوا بھی زمانے میں
 ترقی ہو گیا سو گدگد سے ہر موسم گل میں

کہ جسکی قبر سے آئے صدائے الامان ہوں
 اسیر کی تنگد میں بہرے گویا بھان ہوں
 پس مردن رہے ہیں ہو کر وین سخن ہوں
 نہ اس در سے عنادل کی بنائے آشیان ہوں
 زمین کو زلزلہ ہو خون روئے آسمان ہوں
 وہ دیوانہ ہوں میں نہیں ہیں جس بڑیاں ہوں
 نہ موت آئی مگر بڑیا کیا میں نیم جان ہوں
 کہ مرقد میں ہی دل اوجھا کیا اوشاد ہوں
 مرین غم نے رگزمین سے مسیحا اٹریان ہوں
 رہا مجھ سے کشیدہ بے سبب وہ گمان ہوں
 تباہی میں رہی ہے کشتی عمر روان ہوں
 رہی ہے آتش حسرت کلچر میں نمان ہوں
 رہی اپنے چمن میں اک مضاف خزان ہوں
 رہی تین ساتھ جھکا نوبت طبلشون ہوں
 تری فرقت میں پھنسنے کی ہر فریاد و فغان ہوں
 کہ جسکے حال پر رو یا کیسے یہ دروان ہوں
 تباہے تن کی وحشت میں اورنگی بھان ہوں



نہ چوہر حال وحشت کو وہ دیوانے میں احوکوب
 ہمارے ہاتھ سے عاجز رہے اک جہان برسوں

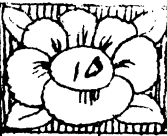


خیال تیغ ابرو میں رہا میں نیم جان ہوں
 ملاحون عشق میں اوس ہر گوش کی شمع سان ہوں

ہو ہوا کہ وہ افسانہ میں اپنا امتحان ہوں
 ہو رہے ہیں شعلہ آتش ہو کر سرسعیان ہوں

ہر روز دن باریشت کے اوسا میں غنکیان برسوں
 کیا ظالم نہیں صورت میرا امتحان برسوں
 ہر روز دن باجی باسول بائیں ہم کو اسے گل
 تجھے ہی عشق کے سودی میں یہ تاثیر حاصل
 رہ افست میں رہتا چاہے یہ ثابت قدم ہر دم
 خطا پہلی ہماری کدے اور باعث غموشی کا
 کت افسوس ہنر کے سوا اوس بت کی زلفت
 جگایا نالے کر کے نیند جب صیاد کو آئی
 بڑا متنازع تھا اول یہی اکتیر کہ کشتون میں
 کبھی پر چہانہ تھے اپنے عاشق کو تعجب ہے
 نہ پوچھو حال حشر تم سونگے رخ گزرے گا
 حیاتِ فغری پاکر نہ راحت ایک دن پانی
 نہ سو یا خود نہ سونے پایا کوئی میرے ہاتھوں سے
 کشیدہ ہو کے اس پر فلک نے کیا کیا میرا
 مجھے ہیکر سے سو اسٹم دم دھر کر کچھ نہ تھا طلب
 ز افست میں سوا اونچو ملوث غیر سے پایا
 صورت نکلی کوئی جسکی بخشش کی وہ مجرم ہوں
 ہوئی صبح قیامت اور یہ پوچھا تمہاری ہر
 تبا و روح کو کیونکر نہ صدمہ جدائی کا
 خدا شاہد ہے بحر عشق میں اک تڑکتا کو
 ہمارے ناکہ پروردگی تاثیر سے از صبت

کشیدہ اسپ ہی مجھے رہا وہ بد زبان برسوں
 ہریشہ رخ پوچھاے سنا میں گالیان برسوں
 رہی دلمیں سید اہلو کے یاد آشیان برسوں
 اگر نالے کروں اک شب تو روئی آسمان برسوں
 ابھی وہ عشق میں اے دل رگیا امتحان برسوں
 کشیدہ کیلے مجھے رہا وہ بد زبان برسوں
 والا کہ ہاتھ کیا آیا جو گرین اڑیاں برسوں
 قفس میں ہی رہا میں طرح کر گم نغان برسوں
 کہ جبکہ فرستے دھونڈے جانے تنخوان برسوں
 تمہاری زلف کے سودی میں پہنیں بڑیاں برسوں
 جنوں میں جبے امن کی اوڑائیں دھجیاں برسوں
 مصیبت میں رہی افسوس یہ عمر روان برسوں
 مری فریاد سے عاجز رہا ہر اک جہان برسوں
 رہا پہلو میں دل ہو کر مرے وہ نوجوان برسوں
 خیال زلف و رخ دل میں رہا ہر سہماں برسوں
 ہماری تاک میں آدی رہا وہ جان جان برسوں
 اگر توبہ کروں برسوں کا رون الامان برسوں
 شب فرقت کے قصہ کو کیا پہنچے بیان برسوں
 ہمارے خانہ تن میں رہی ہر سہماں برسوں
 عظم میں رہی ہی کشتی عمر روان برسوں
 رہے کیا کیا تزاویں میں زین آسمان برسوں

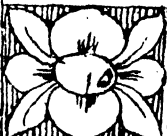


غریز اس درجہ تھا صیاد کے دل میں اسے کو کب
قفس میں بیل و گل کی سنائی داستان برسوں

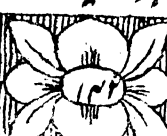


تقدیر نے پھنسا یا صیاد تیرے بس میں
کیا فرق ہے تباہ اس دل میں اور جس میں
کرتا ہے کوچ بیان سے دو چار ہی نفس میں
افسوس کیا اگر میں پھنس گیا قفس میں
اک بوے غلم بھی ہے گل و تر و ترس میں
پہننے مزار نہ پایا وہ کچھ ہو بس میں
بیل ملا ہے دیکھو کیا خوب خار و خس میں
لاکھوں میں ہی نہیں ہو کیا ڈھنڈھتا ہر میں
دل پڑ گیا ہے ابو صیاد تیرے بس میں
دیکھا نہیں ہے گل کو جس سے قفس میں
اس راہ میں نہائی آواز تک جس میں
غلام نے کچھ مانا کیا کیا دلائل قسین
ہرگز رہا نہ لگا موت آگے گی قفس میں
دل میرا پڑ گیا ہے افسوس اوکھ میں

صورت نہ دیکھی گل کی جس نے ہر نفس میں
اوسکی صدائیں حسرت آواز اسکی تلکین
کیوں آپ میں پریشان عاشق کی زندگی ہو
یہ جانتا تو ہرگز گلشن میں پہرہ نہ لگتا
گر قتل سے بچا یا دل کو مر سے جلا یا
غلام وہ اب کہاں ہے جو کچھ شباب میں تھا
سیتے سے دل کو لیکر صیاد کہہ رہا ہے
وہ خوش بیان بیل صیاد مثل تیرے
جی چاہے قتل کر تو جی چاہے قید کر تو
بر باد مجھ کو ایسا قسمت نے کر دیا ہو
ملک ہم کو یان سے جاتے ہیں لوگ لیکن
کیا سنگ دل ہے وہ بت کچھ انتہا ہی اسکی
غلام ہے وہ سنگر بندہ میں ہو نہیں سکا
ہرگز حقیقت اوسکی جانتا نہیں ہے



صیاد ابو مجھ پر کتاب ہے لطف کو کب
بچیاں اوسے بارے مجھ کو گئی برس میں



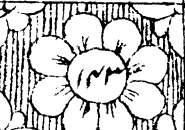
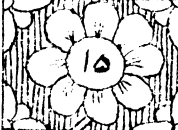
ہے جو شمت میں دلا باغ ارم لیتے ہیں
ہم تو اس چال پہ صاحب کو قدم لیتے آئیں
اب حسین جیسے محبت کی شمع لیتے ہیں

جل کے اب کچھ دلدار میں دم لیتی ہیں
عجب انداز سے دل آپ شمع لیتے ہیں
اوسے ہر شمع غلام کو شمع میں شب و روز

کون صورت ہم مریزیت کی نصیحت نہ کر
 طاقب پانہن کرتی ہے جو یاری اپنی
 ان جستیوں کو نہیں خوف خدا بھی ہرگز
 تیرے عاشق کی سوا اسکی نہیں کوئی دوا
 جان بری کی نظر آتی نہیں صورت کوئی
 غیر کو اپنا بنا لینا بہت مشکل ہے
 کوہ و صحرا کی طرف لیکے چلا ہے جہشت
 دل میں کیا آگیا عشاق کے بیٹھے بیٹھے
 ہمسایہ وہ بھی دنیا میں ہو گا کوئی
 اس قدر زلیست سے عاجز ہیں تمہارے پیار
 کیوں کیا عشق حسینوں سے عجب شکوہ کر

کر وہ اب جان و جگر دونوں ہم لیتے ہیں
 تھک کے بیٹھے ہوئے اک دشت میں مریزیت
 ظلم ہے دل کو ہمارے یہ صنم لیتے ہیں
 درد سر کے لیے ہم خاک قدم لیتے ہیں
 اپنے عاشق کی خبر وہ کھم لیتے ہیں
 دل کو کس خلق سے یہ اہل کرم لیتے ہیں
 قیس و فرید کی میراث بھی ہم لیتے ہیں
 دل لگا کر شب فرقت کا الم لیتے ہیں
 نقد دل دیکھ اور نہیں سنگ الم لیتے ہیں
 مول لیتے ہیں دوا اپنی تو سم لیتے ہیں
 اپنے ہاتھوں سے تو سم بج و الم لیتے ہیں

کس طرح خون نکیرین ہو کوکب کو بھلا
 آ کے تربت میں خبر شاہ الم لیتے ہیں

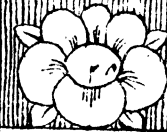


بے صید دل رنجو وہ کیسے بناتے ہیں
 ہماری جان بچو کی بھلا اب کون صورت ہے
 اگر موت نہ دیکھا آپ کے دل پر سب کیا ہے
 نہ گمراہی بھرتی کر ای دل نالان نہ گمراہی تو
 کہاں تک جبر میں کہوں کو کہیں آج نہیں
 توجہ ہی نہیں فریاد ویرہ سرور قد کرتا
 بھلا میں کس طرح اس کے کہوں جو غلبہ دل
 کبھی ترچھی گناہوں سے کبھی سینہ گناہوں سے

غش آتا ہے ہین جدم تو خوشبو شکم آئی
 قیامت ہے وہ دل پر خنجر ابرو لگاتی ہیں
 شب فرقت میں ہم کیا کیا صنم آسو جاتے ہیں
 اگر تنہا غریب خان ہے تو وہ پہلو بآئی ہیں
 یہ نالاب ال عشاق سے قلوب اوٹھاتے ہیں
 سدا عشاق قمری کی طرح کو کو سناٹے ہیں
 اگر کچھ تھک کر تاسا ہوں تو وہ زانو دباٹے ہیں
 خاندانگ مار و غریب و بہت دل جو گناہے ہیں

کبھی ستر لگا تو بہن کبھی کیسو نہاتے ہیں
 ہماری جان لینے کے لیے جادو جگاتے ہیں
 عبت ہم سیر گلشن کی اسو بر سو دکھاتی ہیں
 کہ عشق و عاشقی کی جھپٹے بہم خود چڑھاتی ہیں
 ہمارے حال دل پران کو بھی آنسو بہاتی ہیں
 یہ کلمین اسلمی گلزار میں خوشبو لگاتے ہیں

شبِ غفلت بھی زینتِ بدنیں کو فرغت کر
 لگاتے ہیں وہ سرِ چشمِ میگوں میں قیامت ہے
 خیال اس گل کا دل سے اکیدم جاتا نہیں ہرگز
 فراق یا رکھ دیتے ہیں صدمہ سیر اے دل
 شبِ فرقت میں سختی میں مجاہد زاری میں
 دکھاتی ہیں گلگون کو صو کی صورت پر عبرت



قرار آتا نہیں دلی کو خدا شاہ ہے اے کوکب



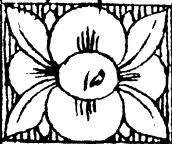
شبِ فرقت میں دونوں ہاتھ سے پہلو دباتے ہیں

ترک کرنا بہت یاد خدا اچھی نہیں
 اسے ستم ایجاد ایسی ہی جفا اچھی نہیں
 کج ادائی اسقدر سے مہربان اچھی نہیں
 بیرونائی اسے گلِ باغِ وفا اچھی نہیں
 طالبِ دیدار پر اتنی جفا اچھی نہیں
 بات ایسی اے گرفتار بلا اچھی نہیں
 اتنی غفلت اسے دلِ آتش اچھی نہیں
 کیا کہوں فضلِ بہاری کی ہوا اچھی نہیں
 کون کہتا ہو تری بانگی ادا اچھی نہیں
 ایسے بننا یہ محبت کی دوا اچھی نہیں
 بخود ہی دارِ زشتگی ایسی دلا اچھی نہیں
 دیکھتے یہ شگوائے ناروا اچھی نہیں
 اوسکے قدموں سے جدا ہو کر قضا اچھی نہیں

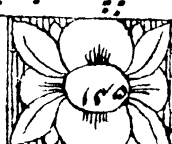
اسقدر بھی نفس پر اپنے جفا اچھی نہیں
 عاشقوں سے کج ادائی کی ادا اچھی نہیں
 اک نظر بھی تیری عاشق کو نہ دیکھا واہ واہ
 بہتو بلبل میں بہار بوستانِ حسن کے
 گھٹ کے مرجاؤں گا اگر اسکی نظر بند ہوئی
 اور کو پرواہی نہیں پر جان کی دل یوں ہے
 ہو گیا شہرِ جامِ بادۂ الفت سے تو
 ست بہتو ہی ہوا عیشِ جنون بھکھو سوا
 عاشقوں کے دل سے پوچھو کوئی تیرے ناز کو
 کچھ علاج اپنا نہیں ہو مرقعہ اسے کوئی
 بے سبب دود پر تہویش رہتا ہے تو
 وصل کا سائل ہوا اوس سے تو کہتا ہے مجھے
 آرزو یہ ہم مرا نکلے میجا کے حضور

زلف کی اوس گل کی خوشبو کو یوں اڑھاتی ہو سدا
 گیسو سے ولدا سے زندہ لڑائی ہے حال
 خونت اسکا گر نہوا کیہ ایک کو جین نہ سے
 دست قاتل دیکھ کر دل عاشقوں کا خون
 جان پر غار زلفت میں بنی ہے آنکر
 بے یقین دونوں جہان میں ہو گی پر مٹی خراب
 قبر میں ہی چین سے رہنے نہ دو گے کیا عجوب
 تیری قسمت میں نہیں ہے کس طرح ہو گا نصیب
 موت آ جائے تباؤ دوستو ایسا علاج
 کیوں ہر اک سے کہتا ہے پہنچا دو تجھ کو بیک
 پہلے کرتے ہیں توجہ پہر کر گیا منتل رہ
 گر ہی صورت ہر چند سے میں خون ہو گا عجوب
 کیا کروں گریہ مجھ کو کی طرح ہوں لرز
 منہ چھپاتے ہو ہیں جب دیکھو تیرا صنم

ایسی گستاخی ہی اے باد صبا اچھی نہیں
 دیکھ اے دل دیکھ رہی کو یہ جا اچھی نہیں
 کون کہتا ہے کہ رسم خون بہا اچھی نہیں
 اس قدر شونی ہی اے رنگ خنیا اچھی نہیں
 انتہا کیا ہو گی حب کی ابتدا اچھی نہیں
 ترک الفت آج جینوں کو دلا اچھی نہیں
 آہ وزاری اے صنم بعدت اچھی نہیں
 اور کس قدر حسرت اب لقا اچھی نہیں
 عشق کا بیمار ہوں مجھ کو شفا اچھی نہیں
 ہر کس زنا کس سوا اے دل اتجا اچھی نہیں
 ابتدا تو خیر لیکن انتہا اچھی نہیں
 ایدل نالایہ افراط کیا اچھی نہیں
 کاشن ایجاد کی نشوونما اچھی نہیں
 اپنے عاشق سے تو یہ شرم دیا اچھی نہیں



رات دن کا روگ کیا بگاڑ لفظ ہی کرو +
 ہر فائدہ سے تو اے کو کب فنا اچھی نہیں

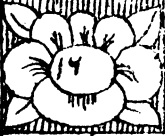


کائے درویش بھی کچھ جام جم سے کم نہیں
 مجھ کو راحت بھی خدا شہر غم سو کم نہیں
 دیکھنا خالی ترار پنج عالم سے کم نہیں
 ہستی عشاق بھی یو نہیں قدم سو کم نہیں
 آپ کے لطف و کرم جو دستم سے کم نہیں

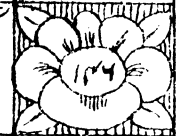
دل مرا گلہ ستہ باغ ارم سے کم نہیں
 وصل کی شب ہو دل بیتاب کو دونی ٹہر
 جان جاتی ہے ہماری اشتیاق وصل میں
 جس طرح ہے ذات باری کو زنا زمین ثبات
 جان لی عاشق کی گر سید ہی طرح سے ہاتھ

یارِ تری تری نظری کچھ کر م سے کم نہیں
کو چہ دلدار ہی ملک عدم سے کم نہیں
آہ کی تاثیر ہی اس چشمِ نم سے کم نہیں
بل تری زلفوں کا ہی ابرو کے خم سے کم نہیں
سیل شک اسے دیدہ نسا کی ہم سے کم نہیں
تیری رحمت ہی صنمِ حق کے کرم سے کم نہیں
کاسۂ زانو ہمارا جامِ جم سے کم نہیں
خطۂ ہندوستان ملکِ عجم سے کم نہیں
آپ کی شیریں زبانی مجھ کو ہم سے کم نہیں

دیکھ ہی تو اپنے عاشق کو کیسے صورتِ سوئم
پہرے پور زندہ نہ آئیں گے اگر جا سکیں ہم
اوسنے اشکوں سے ڈوبیا خاکِ سحر کو دیا
ایک کو سیدہ مانڈکھیا عاشقِ دلگیر سے
نوح کا طوفان ہی ہر گرد اس کے سامنے
جبکو چاہا ابرو سے جاودانی کی عطیہ
سین کی دونوں جہان کی تسخیرِ خدیت
ایک نادر تھا وہاں یان سیکر و نادر ہو
وصل سے انکار ہے کرتی ہو دلجوئی مری



گھر خدا کا ہے اگر وہ تو یہ ہے بیتِ لعلِ نعم
دیر کی رحمت ہی ای کو کب حرم سے کم نہیں

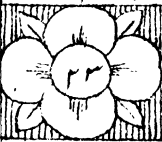


کاسۂ درویشی ہی کچھ جامِ جم سے کم نہیں
تو اگر اسے سنبھل باغِ وفا بر ہم نہیں
وہ لو لیکھیں دل پرورد کا کچھ کم نہیں
حیف ہے اغیار ہیں محبت میں تیرے ہم نہیں
جب سے دیکھا ہے نہیں گویا کہ وہ میں نہیں
عاشق و معشوق گردش ہی تری با ہم نہیں
دیدہ تر کے مقابل سچ ہے کوئی ہم نہیں
حالمِ غربت ہے کوئی مونسِ ہمد ہم نہیں
کون کتنا ہے کہ راہِ عشق میں جو کہم نہیں
وہو پئے ن کو دان نہیں ہر بات کو شبنم نہیں

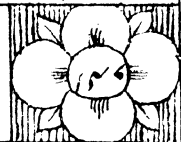
بادشاہوں کو اگر دنیا و دین کا غم نہیں
اک زمانہ ہو کشیدہ محب کو ہرگز غم نہیں
اے مسیحا گو تری مہار میں اب ہم نہیں
موتِ بہتری خدا شاہد ہی اپنی زلیست سحر
پڑتے ہی تیرے نظر کے ہمتِ آخر ہو گئے
عمرِ برحسرت ہی اے چرخِ یکا سے ہم
اسقدر رو یا ہوں نوقت میں ہند رہ رہ
دل ہمارا کس طرح بیتے گا یاربِ دشت
طے ہوئی ہرگز نہ یہ منزل کسی سے تنگ
کو چہ جہان میں رہتا ہے صبرِ ابرو ابدال

مشر بہا ہے مری رنیکا یہ ماتم نہیں
ہمسا ہی کوئی خراب خستہ عالم نہیں
ہوں وہ دیوانہ سے مریکا کہ غم نہیں
کب شب فرقت میں آئیں انسوؤں غم نہیں
مری فریاد سے ہرگز ہمارا کم نہیں

بال کو ہے جینان جہان بیت کرساتہ
دوست تک غایان جان میں شمنوں کا ذکر کیا
روتی ہے شبنم شکوفہ تک گریبان جا کہ ہیں
کون کتنا ہے نہیں سبے ہکوافت یار سے
کاٹھو ہیں ہجر میں کوہ غم جاکا ہکو



سورت اسل نہ تریون میں نو کو کب کیا کردن
فرقت قاتل میں اس دل کو قہار اک دم نہیں

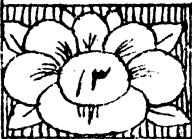


درِ فراق نے جو ستا یا مزار میں
پہولانہ بین خوشی سے ستا یا مزار میں
لایا ہے رنگ دل سر کیا کیا مزار میں
دکھیا بکسکا نور خدا یا مزار میں
صدہ فراق کا یہ اوشا یا مزار میں
نا سوردل کا ہوگا نہ اچھا مزار میں
ناموں سے میرے شور جوار مزار میں
جز حال عشق کچھ نہ مبتا یا مزار میں
کس کس طرح سے تھنے ستا یا مزار میں
بعد فنا کسی نے نہ پوچھا مزار میں
خویش و رفیق و یار نے چوڑا مزار میں
اسے خاک تو نے مجھ کو پہنچا یا مزار میں
باقی رہا نہ کوئی کہیں مزار میں
اوسنے جو اپنے من کو دکھایا مزار میں

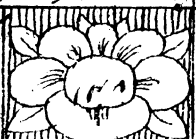
تسکین کو بھی کوئی نہ آیا مزار میں
کس گل کا جس یہ نظر آیا مزار میں
ناک بھی کیا کبھی نہ پا مزار میں
کیون دفعہ ہوئی مری آنکھوں کو خیرگی
گمل گمل کے جڑیاں ہی مرغا کیلین
بعد فنا بھی زخم جگر خون روئے گا
دور سے فرستے شے کے صدا ازل خیرین
پرستش جو کی فرشتوں نے انمال کی مر
اکدن ہی فاتحہ نہ چڑھا تب پر مرے
افسوس زنگی ہی کے تے یاد و آشنا
کچھ ہی خیال آیا نہ تنہائی کا مرے
احسان تیرا یاد رہے گا یہ حشر تک
فرست ہوئی حصول جوابے سوال سے
تاریکی پرحد سے مجھے ہوئی بخت

۱۰ عمر ترک ہوئی نہ الفبت تری صنم
 فرد گناہ و ہول مری انفصال نے
 تہی حجب بختیج جو مرے دل میں دو
 تسکین ہوتی کچھ سمجھے سوزِ فراق سے
 وروپہول بھی چڑھا نے نہ تربت پہ آنکو
 لذت تمہارے ظلم و ستم کی ملی بہین
 اکبار و یکہین اور کس طرح سے تہین
 یا تا فشار قبر سے ہرگز نہ میں نجات

بجائوں گا جہان سے یہ سودا مزار میں
 ہر اشک بنگیا مجھے دریا مزار میں
 بخشش کا ہو گیا یہ وسیلا مزار میں
 کا فور بھی کسی نے نہ رکھنا مزار میں
 بعد فنا بھی تم نے جلایا مزار میں
 اے جان جان فشار جہاں پائے مزار میں
 تھا بعد مرگ بھی یہی سودا مزار میں
 آتا اگر نہ میرا سیجا مزار میں



کوکب کی یہ دعا ہے خدا یا قبول کر
 شانہ ہلائے آکے سیجا مزار میں



خدا گواہ جو تمکو مرا خیال نہیں
 بتائے مجھے کب خواہش مال نہیں
 وہ سنگدل ہے تو ایسا نیچے جہاں
 وہ میر جہیز نے کو مجھے کہتے ہیں اکثر
 جہان سے جو ہم اوٹے تو حشر برپا ہے
 نہیں ہر مایہ کیا کیا اور تھائی تھی ایذا
 ہماری جان پہ اگر بنی ہے وقت میں
 ہم آپ آئے ہیں میدان میں جان فیروز
 کلام عذر زبان پر جولاؤں کا فریون
 شبِ فراق میں فریاد کیوں نہیں کرتے
 سننے گا کوئی بھی ہرگز نہ ظلم معشوقان

تو مجھ کو بھی کوئی شکوہ نہیں مال نہیں
 مری زبان پہ کس وزیہ سوال نہیں
 کسیکی جان بھی جائے تو کچھ خیال نہیں
 ہمارے عشق میں ہرگز تریا یہ حال نہیں
 ہمارے مرنے کا کسکو غم و ملال نہیں
 خیال سحر کا ہرگز شب وصال نہیں
 غضب ہوا سپہ بھی تھوڑا خیال نہیں
 ہمارے خون کا تپہ کبھی وبال نہیں
 حسنین جان کا دنیا تو کچھ محال نہیں
 خوشی کا آپ کے بھوکا اگر خیال نہیں
 ہمارے قصہ کا دنیا میں انفصال نہیں

خدا نے نسر کیا خلق تنگ و دنیا میں کسی حسین بین طرح کا جمال نہیں

میں تیرے سر و کعبے سے کیا رہا ہونگا
کمال عشق کو کو کعبہ کبھی نہ وال نہیں

نسا ہو کر کدورت سے جو جان کو پاک ہوتا ہوں
کوئی دم میں دلا سر کاٹ کر لٹکا لٹکا قاتل
جواب تکہ دیتا ہوں ادب برقا ہوتا ہے
سری سنی کو آنکھوں سے لگا لٹکے جو میں تھکتا
کی صورت سے سچا یوں غبار راہ گارویاں
تو راک جانہ شہل ہوسے گل لٹکا جھٹکتا
عبث ہونے سیری بویوں کا ابرو کو جو چین
چمن میں پیشتر سرک سی جو تاج گداز سیرا
بھد قدر تر سے کو چرکی اور شاخ ہوتا ہوں
خدا چاہے تو میں ہی نہ تشرک ہوتا ہوں
زبان کلمتی ہو سیری دیکھ کر سیاک ہوتا ہوں
غبار راہ جانان ہو کو خاک پاک ہوتا ہوں
اسی امید پر میں سوختہ دل خاک ہوتا ہوں
تھکر جا میں روان اگر گردش افلاک ہوتا ہوں
تنہا ہی اوس راہ کا خاشاک ہوتا ہوں
سبا بھی سست چلتی تو جو میں ہلاک ہوتا ہوں

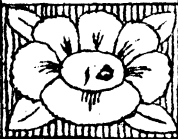
خدا تو فیروز کیا بعد مردن ہی مجھے کو کعب
کہ اوس رشک پری کو عشق میں میں خاک ہوتا ہوں

حال کس کی حالت نہیں پارن تو کمون
میں ابھی کچنہ کمون کا دل قیاس کا حال
حال اسکا نہ بیان تجھے کرونگا ادکل
سرگدشت شب چرون کو میں کیا شمع کروں
سبب پوشش رقت کو نہ پوچھو مجھ سے
کچ مجھے کنا سبب ایو تیرے کمانے والو
وہم کل چاہیگا احوال کمون کا دل کا
نہ کمون کا نہ کمون کا کہیں کیفیت دل

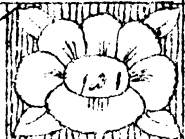
منہ کو آتا ہو کلیجہ کو سنبھالوں تو کمون
صد سر ہجر صنم غوب اوٹھالوں تو کمون
آتش عشق سے اسے کی کو ہلاکوں تو کمون
دل بگرو زون اڑتے ہیں سنبھالوں تو کمون
مسرہٹ دید کو رو روکے نکالوں تو کمون
تھکر و منہ سے میں کہن کو جو دھالوں تو کمون
مال موت سے پہلے میں بلالوں تو کمون
دل پر زانم تر سے ظلمت کہ ارون تو کمون

کیون کوں سحر میں عالم تہ و بالا ہوگا
 بیخودی میں تو نہ پوچھو میری بیتیائے دل
 مای اس دل کی حقیقت کو بیان کس سر کروں
 بے سبب تل کا در پہ ہر کوں کیا اوس سے
 آہ لب تک نہیں آتی جو وہ بیتیابی ہے
 تم سے کہنا ہے مجھے حال دل سحران کا

آسان ناؤں سر میں پہ اوساؤں تو کوں
 غش ہر اکیان جہاں شوش میں آؤں تو کوں
 مان لگاؤں بہت پرین کو ہٹاؤں تو کوں
 ملک الموت سر جان اپنی بچاؤں تو کوں
 شر دروغ جگر پہلے ججباؤں تو کوں
 آتش شوق کیجے سے بجھاؤں تو کوں



کس طرح وصل کا سہل بخین اوسے کو کب
 بار کے دل میں جگہ اپنی بنائوں تو کوں

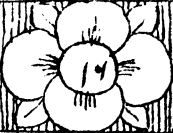


جگر کا زخم وہ ہے جسکو التیام نہیں
 حکایت شب فتنہ کو اختتام نہیں
 ہزاروں ایسے ہیں خفا کا نام نہیں
 ہمارے رونے پر سنسنی کا کچھ مقام نہیں
 صوفی ذات خدا غیب کو قیام نہیں
 ہمارے حکم میں اکیان جان کلام نہیں
 بہانا خون کا عاشق کے اب حرام نہیں
 ترے مزاج کو تامل کچھ قیام نہیں
 ہمارے دفتر الفت کا انصرام نہیں
 غریب ہیں ہے کسی سے کسی کا نام نہیں
 ہمارے کشور دل میں جو انتظام نہیں
 خدا کے فضل سے کسی زبان پر نام نہیں
 کہ میری عمر کا لبریز ابھی تو جام نہیں

سحر ہوئی تو مجھے پراسید شام نہیں
 تمام ہو گا نہ قصہ غم جدائی کا
 کیا تباہ نہ کس کس کو آسمان نے آہ
 خدا کرے نہ گرفتار رنج ہر صدمہ
 ہوا جان میں جو پیدا وہ ہو گیا نابید
 کہو جو تم تو میں خود کس کو کاش کر کہوں
 حلالی ہونے پر اپنے وہ آپ رضی میں
 گڑی عتاب ہے مجھ پر کہی عنایت ہر
 ہے اتبرنی ستم یہی اب گردن سے
 سوا ہمارے خدا جانتا ہے دنیا میں
 نشان سکے دروغ جنوں نہیں ملتا
 ہمارے عشق میں ہم رشک غیور و اوق
 بیونگاشت تہی مرگ کیونکر میں

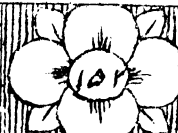
وہ ملک جاہ نہیں اب وہ احتشام نہیں

وطن میں جا کے دکھائوں بھلا میں صورت کیا



ہزار قافلہ جاتے ہیں پیہم اسے کو کب

عدم کی راہ میں منزل نہیں مقام نہیں



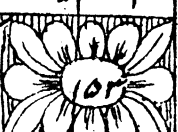
لگائیں وار کہ ہم سر جھکا کر بیٹھے ہیں
 ادھوار شوکہ وہ قتل میں آ کر بیٹھے ہیں
 ہم اپنے خون میں آپ ہی نہا بیٹھے ہیں
 ہمیں بھی یاد کیا ہے بلائے بیٹھے ہیں
 کہ مہتو نام و نشان کو مٹائے بیٹھے ہیں
 فلک کے ماتہ سے آپ ہی سا کر بیٹھے ہیں
 یہ دل میں تھان چڑھیں تو آئے بیٹھے ہیں
 وہ آج ہو نہ ٹھون پر لالی جاتے بیٹھے ہیں
 جگر حرارت دل سے جلائے بیٹھے ہیں
 ہم اپنے دکھوت نہ بنائے بیٹھے ہیں
 ہماری آنکھوں میں گویا سمائے بیٹھے ہیں
 تمہاری یاد میں سیکو بھلائے بیٹھے ہیں
 اکھی خبر ہو کچھ رنگ لائے بیٹھے ہیں
 بچے عیادت عاشق وہ آئے بیٹھے ہیں
 ہزاروں گل تری الفت میں کمانی بیٹھے ہیں

محبت وہ تیغ کو بے ارنائے بیٹھے ہیں
 یکتا گان محبت میں شور برپا ہے
 نہیں ہے بتو ہمیں خوف قتل ہو نیکا
 الہی دیکھیے ہوتا ہے کون کون شہید
 خوشی نہ زیت کی ہوا ورنہ غم ہے مر نیکا
 ہمیں سنا کے تجھے کیا ملے گا اسے ظالم
 خدا گوارہ ہے اوٹھیں گے اب تادم مرگ
 نہ کچھ ثبوت ہوا کس کا خون بھائیں گے
 نہ اٹک اب ہمیں نہ آنکھوں سے خون بہتا ہو
 لگا تو شوق سے تیر نگاہ اسے قاتل
 جدائی اونسے کی طرح ہو نہیں سکتی
 کسی سے ہم نہیں رکھو غرض دو عالم میں
 وہ آج دیکھیے کس کس کو قتل کر رہے ہیں
 نہیں ہے ہمسایہ دنیا میں خوش نصیب
 تمام جسم میں اب کوئی جا نہیں باقی



کسی خدنگ نظر کا گدڑ ہوا کو کب

یہ کیا ہے آپ جو دل کو دبائے بیٹھے ہیں



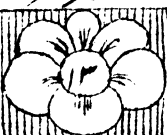
جان دینے میں کبھی عاشق ترا باہر نہیں

تیغ قاتل سے سرک جاتے وہ اپنا سر نہیں

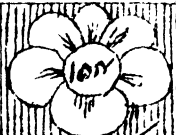
ہوناموں کا انفر کچ آپ کے دل پر نہیں
 غل بوی گل بہر کرتا ہوں لغت میں ترے
 جان جائیگی اگر تو نے کیا انکار وصل
 آنسوؤں کے ساتھ بہتا ہوں ہر اکدم خون دل
 کہیں م فرقت نہیں ہے نالہ و فریاد سے
 کیوں نہیں رہتے شہادت کا عطا ہوتا ہے
 کس طرح وعدہ پر اوکے مطمئن ہوں مرا
 طاقت اٹھو گی نہیں تلوار میں چپا کر گویا
 مجھے آرزو نہ ہوں طلب غشی سو ہے فقط
 حال دل سے کیونکر آکا ہی آکر کیا کروں
 بحر لغت میں سد اسر خط زن میں ہوں مگر
 چرخ نے ایسا کیا آوارہ غربت سے مجھے
 حکم جبکہ تھا جہان میں صورت حکم قضا
 ہوئے کیوں میمانے عالم میں ہوا جام کلام
 قتل پر نایق کمر باند ہی ہے آقا قتل کرے
 کسی طاقت ہو جو اس کو کر سکے وہ علی خون
 خاک سونا حق ادا دیتے ہو سر راہی بار بار
 قتل ہونے سے نہیں جتنا ہر لغت کا فن
 آج ہی کل میں ارادہ ہے یہاں کو کچ
 بے چرا کس طرح عشرتک بسر ہوگی دلا
 ماکہ جا جو رجفائے سہون راوی ہوں

مہک مہلت اشک باری ہر بیان ہم نہیں
 خانہ برباد کو کچ حاجت بستر نہیں
 عاشق برباد کے حق میں نہیں بہتر نہیں
 اشک اپنی بارہ یا قوت میں گو نہیں
 آنسوؤں سے کبھی فرقت میں ملان نہیں
 سر رکھ کر اے سنگدل لائی خنجر نہیں
 گاہی کا ہر زبان پر ہو مگر اکثر نہیں
 ای فلک بس اتو پہرنے کی ہوس رو نہیں
 آج کہتے ہیں نہیں اچانک نہیں بہتر نہیں
 کس طرح خط ہوئے اس تک کوئی نامہ نہیں
 امی حزن اشک غمات سے دامن نہیں
 اتو دنیا میں کہیں رہی کی خاطر گھر نہیں
 بعد مردن قبر پر کہنے ہی اک جادو نہیں
 کاٹنے زانو رکھ کر کیا ساقیا غم نہیں
 جان جانی کا مجھے راہ و فامین دور نہیں
 میں وہ کشتہ ہوں کہ جسک خون کا محضر نہیں
 چین سے اے خفتگان خوابیدہ ہو شہر نہیں
 داغ خون عاشقان ہر شیخ کا جو نہیں
 دار فانی اے دلِ ناشاد اپن گھر نہیں
 خانہ مرقدہ ہر حسین نشان دہن نہیں
 آدمی کا دل پر کچ اے سنگدل بہتر نہیں

میری کیفیت سودہ بت کس طرح آگاہ ہو
شوق دل کیونکر لکھوں ممکن مجھ دفتر نہیں

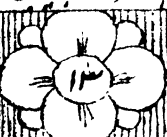


جان ہی جائے اگر اوس بیوفا کے ہجر میں
اوس کو میرے عشق کا کوکب کہی باور نہیں

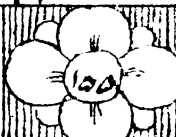


اکلی ڈالیو بسیمیت تو ان کو ان کو
جلو گلشن سے اے دیوانو اب سیر بیابان کو
کیا ہی شور و شبیوں نے بار ترنگے ندان کو
بجا ہر گر گمیں اندام کنواں چاہ رخندان کو
اور اوچر ز سے پریشاں ہوا تھوڑے کرپان کو
ہمیں سہل رہا ایجان تر کو گیسو چرخان کو
کہی دیوانوں سو خالی نہیں کر تو سوزندان کو
تھا دن کس طرح تاروں سے میں غار غفلان کو
نکلیو مگر جو محبت روح سے جس جسم انکو
کہ چوڑو سیر گلشن کو جلو سیر بیابان کو
پریشان ہم ہوے کیا لگایا زلف پریشاں کو
ہمارے دم سے اب ہر دلی تازہ بہان کو

تھا لیکن سطح اوس بت سزا پر دلی ارمان کو
یہاں فصل بہا کرتی ہے رہنا غیر ممکن ہے
جنون کا جوش اپنا اس قدر آخر کو بڑھ آیا
ہر سر سرب کس نہ کامان صال پیل
جنون کا جوش ہیوانوں دکھاؤ ہر شیاروں کو
ہمیشہ نہیں سلہا ہا ہر شانے سے اسی بیکین
قیامت کرتے ہر فصل جنون میں ہی جنیون
انت فی رشت غربت کی ملی ہر جوش و خشت
شریک راحت و ایذا رہی ہر تادم آخر
تھا صاف دل عاشق سے ہر دم روز خوش
بنایا مفت دیوانہ کلماتیں ٹوکریں جاتی
کمان فرما دیتا ہر کمان مجنون کمان موتی



دکھائی عشق نے تاثیر بعد مرگ یہ کوکب
کہ اکثر دیکھنے آتے ہیں وہ گور غریبان کو

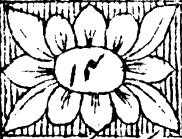


دشمن ہی اس بلا میں کہی مبتلا نہو
معتشوق سنگدل کہیں عاشق مرانہو
جیسے کہی فراق کا صدمہ سہا نہو
اچھا نہ ہر کہیں گے تم استغنائو

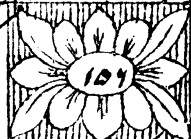
کوئی جہان میں عاشق زلف رسا نہو
خط کا جواب پانے اور لٹا لکھ نہو
عاشق کے سوز دل کی بدلا گیا خبر اوس
ناحق سوال وصل پہ دیتے ہو گالیاں

موجِ خرامِ ناز ہے وہ فتنہ کجھان
دو چادرِ دن سے ہجرِ سینِ نالہ نہ آہ ہے
تہمتا نہیں ہے دیدہ شریحِ یارین
سہو میں ہو کہ اڑتی ہے رہ رہ کر گیسب
کیون اس قدر صدا سے درِ درِ ذاکِ کر
ہو بچا مرے غبار کو ہی کو سے یا تیک
بچتے نہ ٹیکسا جس پہ کھلا رازِ عشق کا
برِ دانوں کا ہجوم نہیں آج کیا سب

موجِ خرامِ ناز ہے وہ فتنہ کجھان
دو چادرِ دن سے ہجرِ سینِ نالہ نہ آہ ہے
تہمتا نہیں ہے دیدہ شریحِ یارین
سہو میں ہو کہ اڑتی ہے رہ رہ کر گیسب
کیون اس قدر صدا سے درِ درِ ذاکِ کر
ہو بچا مرے غبار کو ہی کو سے یا تیک
بچتے نہ ٹیکسا جس پہ کھلا رازِ عشق کا
برِ دانوں کا ہجوم نہیں آج کیا سب



کو کب میں جس طرح سے گرفتار ہجر ہوں



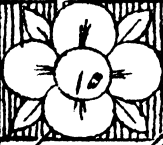
یوں مبتلا سے رنجِ و المِ دوسرا ہوں

نامے کروں میں یار کے دل کو خبر نہ
یوں ہمسایہ وطن ہی کوئی در بدر نہ
بقدر ہے وہ خیر جو بڑے نطفہ نہ
اے دل جو اسکی چشمِ عنایت اوم نہ
از کی نگاہِ لطف و عنایت اگر نہ
مے شوقِ اسطر جسے کوئی جنب نہ
تار و زحشر بارِ الما سحر نہ
میں کیا کروں کہ دل پہ جو اس کے اثر نہ
وہ نخل ہوں کہ تابقیاست شمر نہ
ہوتا ہے یہ حیا ل کہ مرغِ سحر نہ
باوہ ہو کج باغ ہو اور وہ قمر نہ

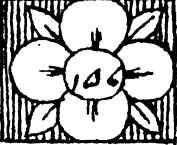
ایسی کسی آہ و کجا بے اثر نہ
پہرتے ہیں خاک اڑاتے ہو کو کو بھیا
یوسف سے تیرے چاہنے والوں کو کیا غرض
لازم ہے تو ہی جان دی قاتلِ کر و برد
کیونکر نہ جان دینے یہ عاشقِ مہر نہ
جو ٹوٹن نہ پوچھا جیتا ہے عاشق کہ مر گیا
عاشق کی یہ دعا ہے خدا سحرِ مہال
فریاد و آہ و نالہ و زاری ہر ہجرِ سین
بلبلِ قسم ہے سرو کی گارِ درِ ہرین
بو لاشب وصال جو کوئی پکار کے
کیا خاکِ لطفِ جلیب ہو مجھ درِ ذاکِ کو

مکن ہے یہ کہ ناکہ دل میں اثر نہو
کیونکہ فراق یار میں یہ چشم تر نہو

از خود میرے گزین چلو آئین تو سہی
جلتا ہوں مثل شمع میں سوز و درون سواہ

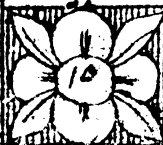


کو کب کی یہ غم من ہے شدہ ذوالفقار سے
جز ناتم حسین کبھی چشم تر نہو

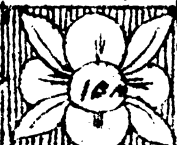


ساقیا ہرے گلزنک سی پیمانے کو
ابھی آئے ابھی موجود ہیں پر جانے کو
پہلے دل پر ترے دیوانے کو
مہم تو موجود ہیں قاتل ابھی مرجانے کو
زاہد امانتا ہوں کب ترے سمجھانے کو
خواہشِ تخت نہیں ہے تری دیوانے کو
کیونکہ یہ مجمع ہے پریشان کر سمجھانے کو
ڈھونڈتا ہے دل و دشت زدہ ویرانے کو
نامحاکم میں سمجھون تری سمجھانے کو
زور سودے کا جو ہوگا ترے دیوانے کو
دیکھو جو نظر غور سے پردائے کو
آتا ہے وقتِ سحر بار کے لیجانے کو
چلیے کعبہ کی طرف توڑ کے تھانے کو
پایا غالی جوئے ناب سے پیمانے کو

لا یو چلیان میں زاہد کے نہ بھکانے کو
باغِ دنیا ہی عجب سیرگہ فانی ہے
اسے پری خاریا بان سے بڑی کیا دیکھوں
جان دینے سے جو انکار کریں کافر ہوں
منع کرتا ہے مے ناب کہ پیئے کو عبث
بہتر از ملک سلیمان ہے گدائی ادب
ترک ہوگا نہ کبھی سلسلہ الفت زلف
پر ہوا جو شمعِ جنون آیا ہے موسم گل کا
تابع الفت گیسو و رخ جانان ہوں
پانہ بخیر بھی ہو کر نہ ٹرکے گا گل
شمع و کانہ کبھی ہو کوئی مائل تا عمر
وصل میں ہی یہی دھڑکا نجد اہو کہ لب
نوا حشر غم و اندوہ بتوں سے حاصل
فرط اندوہ سے دل میرا ہر آیا ساقی



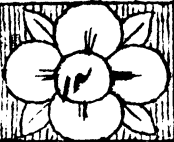
بعد تو یہ جو میں اوس راہ سے گذرا کو کب
نگہ یاس سے دیکھا کب سینچا سنے کو



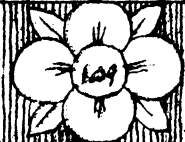
میں نے آنکھیں زرا دو چادر کرو

مستدر تہیاب ز یار کرو

دل کو گب نہ بختیار کرو مجھے الفت نہ ترک ہوو گی بجز وہی میں پٹ گیا تو کب نزع میں دیکھنے وہ آئین گے جان جاتی ہے عجب میں پیار فصل گل ہے قریب یو انو نہیں ہکو عنبر ز کب تھے تم سمجھتے نہیں اگر عاشق ہے اسی شوق دام گمبھ کا سہل ہے ترک الفت اغیار کو چ ہے بان سے اہل دنیا کو دیکھیں یہ کرب خدا ملا تا ہر منفعل ہوں خطا پہ خود اپنے	اور چند سے تو انتفا کرو ظلم اسے جان اگر عتدا کرو دیکھو گمبھ کے تم نہ پیار کرو لوگ کہتے ہیں انتفا کرو کچھ تو شکنیں قلب زار کرو جیب و دامن کو تار تار کرو لیکے خود جان و دل نہ شاکر کرو اپنا دیوانہ ہی شمار کرو مرغ دل کو مرے شکار کرو صبر دل پر جو اختیار کرو خواب غفلت سے ہو شمار کرو آج اچھی طرح سے پیار کرو اب زیادہ نہ شرمسار کرو
--	---



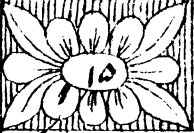
غنیہ سان اس چین میں اسے کو گب
بس فرشتی ہی اختیار کرو



ساقی لگا دے منہ ہی تو جام شراب کو روزِ ازل سے عشق معینوں کا اسکو ساقی جلا ہوں آتشِ فروغ سے ہقدر دل وقفِ داغ ہے تری وقت میں اکونم کیا دیکھئے دکھا کے مجھے وحشتِ جنون جو چاہے ظلم و جور و ستم کرے تو مگر	شکل ہے مضطرب غم دل خانہ خراب کو سمجھاؤں کس طرح دل خانہ خراب کو نسبت نہیں ہے قلب جگر کو کباب کو رونی سے کام ہو مری چشم پر آب کو سودا ہوا ہے پیرِ دل خانہ خراب کو دل سے اوٹھنا دشتِ روزِ حساب کو
--	--

اے چرخ دیکھتے ہیں تری انقلاب کو
مقتدر رخ کیجیے صاحب عتاب کو
قاصد جو لائیگا مرے خط کی جواب کو
ہم منہ کو پیرتے ہیں اولٹے انقلاب کو
وصلت کی شب ہر آج اوٹھا دو حجاب کو
سربط درست رکھ دو جنگ رباب کو
کوئی نہ یوں مٹائیگا اپنے شباب کو

تاز و نعم کے پانون کو در پہراتا ہے
بس رحم کھائی تجھ صورت دکھائیے
کیا حال دل کا ہوئیگا ادسوقت دیکھی
مطلب خوشی سے ہے ہمیں جو اچکی خوشی
اے جان جان یہ کون ہے شرم مقام
مد نظر ہیں وصل کی طسیر بان مجھے
جسطرح مجھے عشق میں کھائی ہیں سکوت



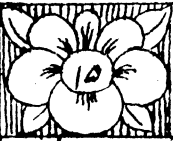
کوکب فراق یار میں نا لاہو روز و شب
سمجھاؤں کس طرح دل پر اضطراب کو



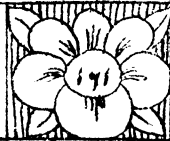
ای جگر خوب تو پہلو میں چہا نا دل کو
خوب ماہ آہی رو نیکا بہا نا دل کو
سوت کا اپنے ہوا بس رہا نا دل کو
ہم کو دیتے ہیں دیکھو نہ ستا نا دل کو
مان بنا اے قدر انداز نا دل کو
کس سے سیکھا ہے مری جان جلا نا دل کو
بچ کا قہقہہ نہایا ہے خزانہ دل کو
عاشقو دیکھو ہرگز نہ بچا نا دل کو
تری باتوں کا جو رہتا ہوں فنا دل کو
شعرو یوں نے جو سیکھا ہے جلا نا دل کو
دائم میں الفت گیسو کے نہ لانا دل کو
آہ کرنا کہی باتوں سے دبا نا دل کو

تیر فرغان سے کر نیگے دہشت نادل کو
اشک بن کچن کھل جاتی ہے جو حشر ہے
تو نے یو ری جو بدل کر اسے دیکھا تھا
اسکی فریاد سے واللہ فلک کا نہیں گے
مجھ سے جو کہتا تھا یہ اوسکو بجا لاتا تھا
عشو عاشق ہیں ترے یار تبادے سکو
روز اک داغ الم اسکو دیا کرتے ہو
بخوشی سہ پہ اوٹھاؤ جو بلا آئے کوئی
جان پہ جاتی ہے ہوجو ہر فرقت میں
خود ہی سوز غم عاشق سے پہکا کرتے ہیں
زندگی موت سے بدتر مری ہو باسے لگی
جیون آتا نہ تھا فرقت میں کی کیفیت تھی

خوب ہو جائیگا صد مہ جو ذرا سا ہوگا
جان بری کی کوئی صورت نظر آتی ہی نہیں
روز بہ اسے سرے غایت نہ دکھانا دل کو
تیر فرقت نے کیا ہی جو نشا دل کو



شب تنہائی میں یہ شغل تھا اپنا کوکب
اوسکی تصویر تصور سے دکھانا دل کو

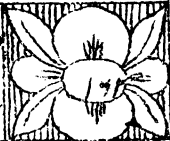


موت آجائے الٹی کین صیادون کو
اور برباد کیا چرخ نے بربادون کو
نخل ماتم نہ بنا باغ میں نمشا دون کو
رحم کچھ ہی نہیں آتا ستم ایجادون کو
یا وجہ دم میں کرونگا تری بیدادون کو
موت بھی تو نہیں آجاتی ہے ناشادون کو
رحم آئیگا سرے حال پر حبتادون کو
جانتا سیٹھ جو میں عشق کی افتادون کو
بارمقی نہیں وان تاک مری فریادون کو
کون سمجھائے یہ گلچمنون کو صیادون کو
کس طرح دل سے بہلاؤن تری بیدادون کو
یاد فرماؤ میں کسو جہ سے صدا دون کو
کون سے منہ سے بڑا کیے پر نیرادون کو
صنبت کرتا ہوں بہت حرم میں فریادون کو

بھیٹا قید نفس کرو میں آزادون کو
دشت گردی کا ارادہ نہیں دشت میں ہوا
قمریون کو تو نہر تسیہ نفس میں صیاد
بھیٹا منہ بیداد سے کرتے ہیں شہید
دل مرا تر پے گاہ بسل کی طرح قبر میں ہی
ساکے ہجر کے اندوہ اوٹھائیں ابدل
جان دوں گامین تر پے کس مقلطہ
راہ افست میں نہ رکشا کہی تا عمر قدم
کس طرح دل پہ اثر آپکے ہوتا اسی جان
قتید بلبل کو کرین اور نہ گلون کو توڑین
ہیں کیلجے میں مری تیر ستم کے ناسور
بیریان عاشق کیسو کو نہا شینگہ وہ کیا
کس نہ بان سے میں کروں شکوہ بیداد و بنا
آہ لب تک نہیں آتی ہے خدا شاہ ہے



جان بھی ہجر میں یہ دین تو نہو کچھ کوکب
نہیں دیوانے کی بروا ہے پر نیرادون کو

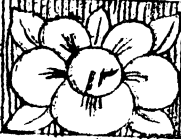


دل میں ہیں نشتر یہ نشتر زخم کو نیکی خشت کو

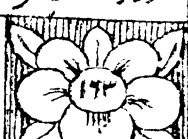
غیر ممکن ہو اپنا دیدہ تر خشک ہو

چو شاد و شوار ہو قافل جو منجر خشک ہو
اسقدر ہکو نہ رو لوار دید و تر خشک ہو
آہ سوزان کی مری شاخ گل تر خشک ہو
تو ہی رکھ ای دید و تر و لپہ پتر خشک ہو
رنگ کی گلشن میں ہر سر و صنوبر خشک ہو
کیا حقیقت رکھتا ہو رہا ہمسند خشک ہو
قبر پر میری نہ کیوں ہو لونگی جاو خشک ہو
دل مرادی کا بیٹا او حشم سا غر خشک ہو

عاشقوں کا خون جامی یہ کھو دیر میں ہم
کشتے دل توب جا بگی ہی گر حال ہو
ہر یقین بیل گلستان میں کرون فریاد اگر
اب نہ رہا جرت میں چاہ کی بجگو قسم
دیکھ سنے وہ اک نظر ہی میری کلر و کو اگر
سوز و فرت سے ہو جگر آہ کینچون اجڑی
غنیچہ دل بے کلام افسوس خیر مردہ ہوا
سوز و فرت گر سنو ساقی جگر ہو کباب



دیکھ سائے میرے صنوبر کو جو کوب باغ میں
تیشہ شرم و حیا سے سر و کٹ کر خشک ہو

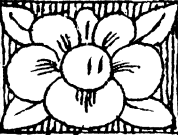


جب کوفت و خون سے جدا کرتے ہو
ان بتوں سے جو وفا کرتے ہو
دل جو لیتے ہو خطا کرتے ہو
نالاہ فرقت میں سنا کرتے ہو
سپہ گرفتار پلا کرتے ہو
کیلے آہ و بکا کرتے ہو
نئی شوخی یہ ادا کرتے ہو
گفتا عاجز بن خدا کرتے ہو
دواغ و لپہ جو دیا کرتے ہو
جان عاشق جو فٹا کرتے ہو
تم جو فرقت میں جلا کرتے ہو

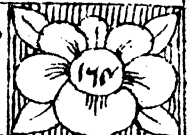
یار بخت او گے کب کرتے ہو
دیکھو کو کتب یہ تبرا کرتے ہو
زحافت کبھی ہو گی تم سے
کیون خبر تم نہیں لیتے ہو مری
زلف دکھلا کے ہمارے دل کو
روتے دیکھا جو مجھے ہنس کر کہا
تیغ ابرو سے جو کرتے ہو شید
وصل میں ہی تمہیں انکار رہا
کیا تمہیں ہوتا ہے حال میں سے
منہ دکھانا ہے خدا کو اک دن
ہنس کے وہ کہتے ہیں کیا ہے حال

روز اک حشر بپا کرتے ہو

آنکے تربت ہمارے اسے جان



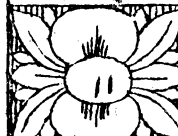
دل سے عاشق ہے تمہارا کوکب



اس سے کیوں شرم چیا کرتے ہو

اے فلک زیر زمین آج چہا پاکو
کس کو بیل کیا دیوانہ بنا یا کس کو
ہمارے دنیا سے گئی لیکے تناک کو
مثل پروانہ حسینوں نے جلایا کس کو
دیکھا اری قاتل بے رحم تربت کس کو
تختہ ہلو میں مری جان بٹھایا کس کو
رو بروا دیکھ مسیحا نے جلایا کس کو
صفوہ دل سے مری جان مٹایا کس کو
صورت اشک ہر آنکھوں کی گریا کس کو
قتید میں آج یہ صیاد سے لایا کس کو

علم کا اپنے دکھاتا ہے تماشاکو
سہو قابل نہیں جادو نگہی کے اوسکے
جان دی حسرت ویدار میں کس وحشی نے
کے ماتم میں سیہ پوش ہو رہی ہیں گیسو
اشک آنکھوں میں بہ رہی ہیں نکلیا کس کو
دل سنبھلنے کا نہیں آہ غضب کیا کیا
ارکلی شو کرتے ہمیشہ ہو مر دوزخہ
اشک کیوں بہتے ہیں پیہم سفت اشک فہم
کسکی زیاد سے چہرہ ہے تمہارا تغیر
جان کیوں دینے کو موجود ہو محفل



بتہ نا قدر پر مرنا تو عبت ہے کوکب



اپنی الفت کا دکھاؤ دین تماشاکو

جو نہ کیا تھا فلک فخر دکھایا مجھ کو
اس طرح خاک میں ظالم نے ملایا مجھ کو
دہوم سے بعد فنا آپ اودھایا مجھ کو
اس قدر تینے مرے جان بھلایا مجھ کو
ہجر میں خوب مری جان رو لایا مجھ کو
شیع سان آتش فرقت ز جلایا مجھ کو

کر کے آوارہ وطن خوب ستایا مجھ کو
نام تک قبر کا میر سے نہ پس مرگ رہا
تلق کے بعد یہ قاتل کو ہوئی قدر مری
یا د دل میں ہی نہ ہرگز مجھے بھول کر گیا
دل سے بولیں گے نہ یہ ظلم تمہاری ہرگز
حال سوز دل بیا رہ کچھ پوچھو تم

ظلم سے میں ہوا پردہ میں مہم کر پوش قتید میں ہو کے گرفتاریہ بدیں نے کہا کیا خطا مجھے ہوئی تھی تو یہ ثابت کر دے بخدا نیند مری اور گئی اے جان جہاں	پہر تنگ کرنے جوڈ ہونڈیا تو نیا یا بھگو عشق کل دام میں صیاد کے لایا بھگو کیون تیر خاک فلک تو نے چھپا یا بھگو حال اپنا جو کبھی دل نے سنا یا بھگو
--	---

الف زلف گئی مر سے مرے اکی کو کب میرے اشر نے آفت سے بچا یا بھگو	۱۲	۱۶
---	----	----

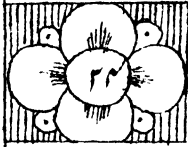
غم میں تیرے نہیں صدمہ کی تناک کو مر کے ہی خاک ہنگی ہیں اپنی ایست دل لگائیں گے کسی اور تنگ سریل جان بھی پہنے دی اوسنے نگر یا دیا دیکھو جوڑ کے میں کھلے کبے جاہن سیکڑوں گبر و مسلمان ہو اوارہ وطن نام عشوق نہونزع میں کیونکر لب پر سوؤں آرام سے تا حشر اگر مر جاؤں آرزو ہے مرے دل کی کہیں جا عشق جان ہی نہ گئی ای جان مری جاتی جاتی لوگ کہتے ہیں پسینے پر گر این کر لہو وصل کا اوس سے جو زمانہ تیر تو کیا بچا	ہے بہا پھونے پہلنے کی تناک کو تیرے کوچہ سے ہے جانے کی تناک کو بیونا ہنگی تجھ ایسے کی تناک کو سچ تو ہے ہوتی ہے مردی کی تناک کو سنگ سودہ ہے سجدگی تناک کو عشق بت میں نہیں سودگی تناک کو دم آخر نہیں کھلے کی تناک کو ظلم سے اوسکے ہے جینے کی تناک کو بیٹھے جھلائے ہے روتے کی تناک کو اب ترا عشق ہو کرنے کی تناک کو بخوشی ہوتی ہے مرنے کی تناک کو نہیں اوس شمع کے ملنے کی تناک کو
--	--

کس طرح ہو نیکی کم سوزش لی کی کو کب نہیں فرقت میں ہر رشتہ کی تناک کو	۱۵	۱۶
--	----	----

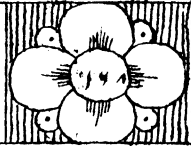
آشیانہ مرا اس باغ سے برباد نہو	مجھے آرزوہ الہی کہیں صیاد نہو
--------------------------------	-------------------------------

ترسے دل کو نہیں ہوتی ہر خبر کیہ مطلق
اک زمانہ مراد شمن ہو کر ہو کیا ڈر ہے
دیکھ کر مجھ پر ترے ظلم کو کہتی ہے یمن
عشق میں لالہ خون کے ہون ازل سے پند
کس طرح تجھ کو شہادت کا شرف ہائے آئے
کبہ پر ہے کبھی محراب میں کبھی گلشن
بد زبانی نہیں اچھی ہے کئے دیتا ہوں
کیا کروں کچھ مجھے تدبیر نہیں بن آتی
جو نہ ہوں ہی تم کبھی عاشق کو نہیں پوچھو
قتل صیاد میں قمری نہ کبھی ہو یارب
نہ کبھی دل میں یہ آئے کہ رہائی بخشے
عمر ہر شکوہ کرونگا جو ہوئی بدست
بیربان طاقت و حشمت سے جو ہو جائیں

بلا اثر میری طرح سے کوئی فسر یا دنو
در پر قتل مگر وہ ستم ایجا و دنو
اس طرح سے ہی کوئی مور و بیدار دنو
کس طرح شکل حسیناں جہان یا دنو
مستقل پر اسے دل جو وہ جلا و دنو
مثل عاشق کے جہان میں کوئی برباد دنو
اب زبان سے مجھ کچھ دیکھیے ارشاد دنو
مبتلا رنج میں کیونکر دلِ ناشاد دنو
بے وفا تمنا بھی دنیا میں پر نزا و دنو
مخل ماتم تو کوئی باغ میں شمشاد دنو
سہراں مجھ پہ انہی کبھی صیاد دنو
میں تو دیوانہ ہوں ایجاں مری صیاد دنو
کیون خفا مجھ سے تبا و تو یہ حذر و دنو



اپنے اللہ سے کو کب یہ دعا ہو میری
دل کبھی سلسلہ عشق سے آزاد دنو

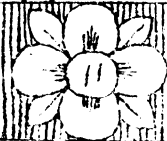


فرقت کا الم اس دلِ ناشاد ہو پوچھو
کیفیت گلِ بے بلِ ناشاد سے پوچھو
لطف ستم اس مور و بیدار سے پوچھو
جو ٹا ہوں میں اچھا مرے جلا و دیو پوچھو
ناموں کا مزا صاحبِ فسر یا دیو پوچھو
کیا دل میں تمنا رہی شداد سے پوچھو

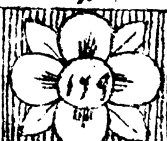
حال ستم اوس بانیے بیدار ہو پوچھو
اس لطف کو گلچین سے نہ صیاد ہو پوچھو
عاشق کا نہ حال اوس ستم ایجا و دیو پوچھو
یار و جو مرے قتل کا تمکو نہیں باور
بیدار ہو گیا قہر غم و رنج و بلا کی
اللہ سے کچھ بس نچلا قبض ہوئی روح

کس طرح بنے رشت میں خوش قسمت
 مارا مجھے سحیرم پشیمان وہ ہوگا
 سفیرین کی محبت میں بڑی کھکھی ہے
 گڑ جائیگا غیرت سے زمین میں ابھی اوگل
 دیوانہ کیسو کو بہلا فصل جنون میں
 کیا تجھے خطا اسکی ہوئی تھی جو کیا تید
 الفت میں مجھے زلف پریشان کر پھینا کر
 پوچھی جو کبھی وجہ ستم اس کی کسی نے
 کس حیرم پر کرتا ہی تجھے قتل وہ ظالم
 دریافت جو کرنا ہے مرا حال اسیری
 کیون کرتا ہے ناو شب فرقت میں وہ شب
 گلچینیوں بہار آئے گی کب باغ جہان میں
 ہوش اور گئے اس درجہ ہونصد میں نکلا
 سینہ کو سپر کر دیا تلواریں جو آئی +
 کہا میں نے بگاڑا تھا لگو اور سکا بناؤ
 ناختم ستم کچھ اور طلب میں نہیں تھا
 ممکن نہیں اور نہ ان سے تا عمر رہائی

کیا حال ہوا عاشق برباد سے پوچھو
 مرنے کا مرے حال نہ جلا دے پوچھو
 کسار پہ کیا گزری ہر فریاد سے پوچھو
 وصف قد موزوں کو نہ شمشاد سے پوچھو
 کیون شیریاں پہنائی ہیں خداوسی پوچھو
 لشکر کوئی تو مرے صلیبا دست پوچھو
 دیوانہ کیا کیون یہ پریراد سے پوچھو
 منہس کر کہا اوس سرور پیداوسی پوچھو
 لشکر کوئی جا کے یہ جلا دے پوچھو
 میں کچھ نہ کیوں گا حوسے جلا دے پوچھو
 ہاتھ لایکا کیا صاحب فریاد سے پوچھو
 کیا ویر ہے یہ بیل آزار سے پوچھو
 کیا زور جنون تھا مجھے فساد میں پوچھو
 جرات جو مری ہے اور جلا دے پوچھو
 کیون دیت کیا مجھ کو یہ صلیبا دست پوچھو
 تعریف سخن کی کسی استاد سے پوچھو
 کچھ حال نہ تم صاحب مبعاد سے پوچھو



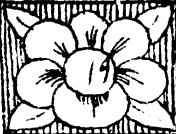
خون آنکھوں سے رگوا سکی رو دلا یہ کو کب
 بابل کی اسیری کو نہ صلیبا دست پوچھو



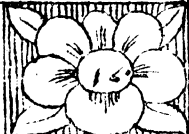
عوض فرمائی کے تجھے تم ملاں لینے دو
 ابھی تو کرتے ہیں جہان دل تار منم

یہ حسرتیں جو ہیں رو کو کمال لینے دو
 جو بسہ رخ کا تم ای خوشحال لینے دو

تو حسرتِ دلِ نالان نکال لینے دو جگر کو پہلے مجھے تم سب نہال لینے دو کرونگا عشقِ ذرا دیکھ بہال لینے دو ہمارے خون کا سہرہ بال لینے دو مجھے جوابِ سوال وصال لینے دو ہمیں ہی آرزوئے دل نکال لینے دو خدا کے واسطے دل کو سب نہال لینے دو مجھے بھی اونسے جوابِ سوال لینے دو	ہمارے گہرین جوتشہ لطف آج لائے ہو بیان کرتا ہوں میں سرگزشتِ وقت کو بہت ستاؤ نہ تم مجھ کو ای دل ویدہ نہ باز رکھو اونہیں قتل کرنے سے یارو ورا تو چپ رہو ای ہمدانِ محفل یار شب وصال نہ انکار تم کرو صبا میں جہاں بلب ہوں تم اوٹو ابھی پہلو زبان نہ بند کرو میری اسے محبت و عشق
--	--



خدا کے واسطے کوکب کو تم نہ منع کرو
 ملاں عشقِ بہت خوشحال لینے دو

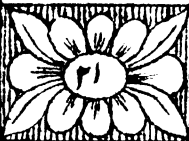


بیوٹن کو دل میں ارمانِ وطن کیونکر نہو
 شہرِ مگین دولہہ سے اول شب کیونکر نہو
 میرا با تم در میانِ انجمن کیونکر نہو
 صورتِ رنگِ خزانِ رنگِ جہن کیونکر نہو
 عمر بہ کافی مجموعہ اک سخن کیونکر نہو
 بہر مرے دل میں بہلایا وطن کیونکر نہو
 رات دن پر شکوہ رنج و محن کیونکر نہو
 رشکِ فوسِ بہینِ دل کا جہن کیونکر نہو
 ورنہ ملکر خاک میں داعیِ کفن کیونکر نہو
 شہرِ مگین اوس راتِ مشکِ فتن کیونکر نہو
 بہ گمانِ عاشقِ بہر ای جہاں شگ کیونکر نہو

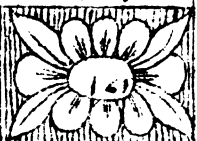
مبیل مجھ کو یادِ جہن کیونکر نہو
 مثل گلِ خاموشِ مرغِ غنچہ جہن کیونکر نہو
 دل مرا پروانہ سان اک شعرو پہ جلگیا
 دیکھ کر گشتِ میں کلر و کومری اسے عندیہ
 وصل سے انکار اونہیں ہی کیونکر نہو
 محبتِ تلاوی دشتِ غربتِ حدِ طفلی سے ہوا
 جیسے کی الفت نہ راحت اکیدم کو ملی
 اس قدر کہا ہے میں میں نے فانی تیرے عشق میں
 داد و داسے اہل عشر کیا حفاظت میں نہ کی
 غیرِ حار کا بھی سارا پرودہ تارتار
 وصل کا اقرار تھا اول ہی جواب انکار ہے

ناگوارا بہراوہنیں ایسا سخن کیونکر نہنو
یار مرغوبِ خدا لعل یہ چلن کیونکر نہنو
صورتِ یوسف دریدہ پیر ہن کیونکر نہنو
جانِ سہرا اپنے عاجز کو کہن کیونکر نہنو
خاریہ اسے مصفیٰ ان چین کیونکر نہنو
دل مرا غزال اسے نادک فلک کیونکر نہنو
تجہ سے ہر پاک ایسے کا سخن کیونکر نہنو

مرد بہن شہر بہ منہ سے بے نجاتا جب کہیں
دوست کا تو دوست کیا دشمن کا بی تو دوست
دیکھ جس کا مجھ سے وہ دہن چوڑا کر چلے
حالِ پیرا کے نہیں شیریں کو طعن
میں ہوں اور کچھ نفسِ رخِ فانیہ صیاد
میں تری بانگی ادا پر جان ہی دیتا رہا
عیب میں جو حریف ہیں وہ بھی نہ ہو



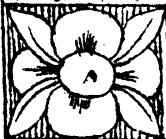
جانِ دل سے ہے فدا کو کب علی کر نام پر
حاشیہ حامد علی شاہ زمیں کیونکر نہنو



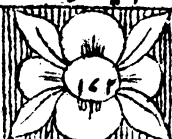
جرہ کے جنت سے بھی اجڑا وطن کیونکر نہنو
دورِ گلشنِ یون کا ترغارت چمن کیونکر نہنو
نکل آسا خاک میں لگا کر کفن کیونکر نہنو
بزرگ پر ز سے پہر ہمارا پیر ہن کیونکر نہنو
ناامید کی کامِ عجب پر سخن کیونکر نہنو
آپ کے آئینہ سے روشن انجمن کیونکر نہنو
خوفِ حلقِ بھگو پیرا کیوں فلک کیونکر نہنو
حکس سے اوس زلف کی کالاہن کیونکر نہنو
بلبلِ ناشاد سے وصف چمن کیونکر نہنو
بکیفنِ میت مری کی گورگن کیونکر نہنو
بے دہن پیدا جو وہی سخن کیونکر نہنو
مہربانِ مجسمہ مرا نازک بدن کیونکر نہنو

خارِ غربت میں بھلا سیر چمن کیونکر نہنو
بلبلِ ناشاد کو رنج و محن کیونکر نہنو
بے خبر جب ہو گیا اپنے سر دیا سو شہر
پنجرِ وحشت نے اس نوٹ کو پوچھا یا نہیں
اسے نہیں بھگو توقع تیری جانب سے ہی
آرزو سے خاطرِ شقاقِ برائی کو آج
دیکھتا ہوں سکیزنِ حیرم ہو تو ہن ہاں
روزِ روشن سامنے جسکے تاریک بحر
کہ طرح عاشق سے ہو مشوق کا شکوہ بھلا
بتلاؤ رشتِ غربت ہوں ملن رکشا نہیں
شکوہ بجا میرے عاشق سے نہیں کر اکلام
چاہتا ہوں اگر کا اپنا سکور ہتا ہر خیال

تیرے وحشی کا دیدہ پیر من کیونکر نہ جائے دن میری صیبت کا کفن کیونکر نہ سب گلوں کی بڑے کا وہ غنچہ دہن کیونکر نہ نا امید کی جھکو اسے بیان شکن کیونکر نہ تجکوشیرین کی محبت کو کھن کیونکر نہ اکہ عاشق کا خیال ایجان من کیونکر نہ ابھن انکے سانسے مشک غنن کیونکر نہ روشن آنے سے بھلا بخورنگا بن کیونکر نہ	ہر سر خار غنیاں پر چڑھایا ہے نشان دشتِ فرست میں نہ جب تیر کوئی ہو سکی ہے کسی میں ایسی خوشبو جیسی اس کی گڑبڑ تیرے تو قول و قسم کا بھی نہیں ہر اعتبار اس قدر سختی گوارا تو نے کی اس کے بلے بادِ فاعشوقِ خاق نے متہیں بد کیا کب مقابل ہے تری زلف سے کوئی شے نام پہلے ہی منور خانہ دل ہو گیا
--	---

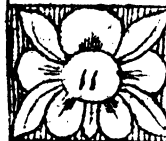


جان ہی دیتا ہوں ان اسلاواطہ پر مدام
دل مرا کوکبِ شایہ بختین کیونکر نہ



ہم اس طرف خواب آدو ہر اعلیٰ وطن تباہ
غریب میں تھی لاشِ بری نیکن تباہ
ہوں دستِ ظلمِ جبرج سے میں بخت تباہ
بیل کی خد سے ہو گیا سارا چین تباہ
جس روز سے فلک نے کیا ہے دھن تباہ
دستِ جنوں سے ہو گا جو یہ پیر من تباہ
کہتے ہیں اب تو جھکو جہاں میں وطن تباہ

اب اس سے بڑے کوئی کیا بخت تباہ
صحران میں تھی کہی نہ کہی کو ہمار میں
کیا پوچھتے ہو حالِ صیبتِ زدوں کا تم
جوڑا نہ ایک پول بھی گلچین نے باغ میں
جس جا ملی جگہ وہیں مکن سمجھو یہاں
پر ہونہ ہے سے ہی ہاتھ نہ اٹکا ایک تار
کیا پوچھتا ہے یاد مرے نام کا نشان



کوکب میں اس جہاں میں وہ غریب نصیب تھا
مردہ بھی بعد مرگ رہا بیفک تباہ

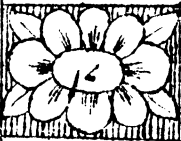


مگر گئی ہیں تری خاک سے شمشاد ہمیشہ
فرقت میں کیا کرتا ہے فریاد ہمیشہ

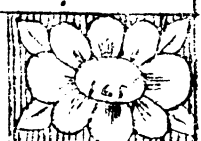
تمہی دل میں جو یادِ قدرا آزاد ہمیشہ
کچھ حالِ گرفتارِ مصیبت کو نہ پوچھو

روتا ہے مرے حال پر صیاد ہمیشہ
 رہتی ہے مری خاک ہی برباد ہمیشہ
 ہوتا ہے دہان اک ستم ایجاد ہمیشہ
 افسوس کہ یوں مور و بیداد ہمیشہ
 خاموش رہا یہ دلِ ناشاد ہمیشہ
 دل میں جو ہے گلشن کی مجھے یاد ہمیشہ
 بچتا ہے گا دانتِ توحیدتاد ہمیشہ
 اس جرجرے کی خاک ہی برباد ہمیشہ

اس طرح سے کلام مراد کم کج نفس میں
 آرام پس مرگ نہیں ظلمِ فلک سے
 کیا خاک کون حال میں بیداد کا ادھر
 شاہدِ نین کرتا وہ مجھ وصلِ سی اکدن
 کیا کیا ستم و جور نہ تھے کیے لیکن
 داغوں سے دکھانا ہے خاکِ سیرِ چین کی
 کرتا ہے مجھے قتل یہ اچھا نہیں کرتا
 راحت نہ مجھے دی پس مردن کبھی برگز



اک دن نوا وصلِ میسر سے کو کب
 ناکام رہا یہ دلِ ناشاد ہمیشہ



دکھتے ہوئے دل کو دکھانی سے فائدہ
 داغِ فراقِ دل پر اوٹھانے سے فائدہ
 خون اپنے عاشقوں کا بہانے سے فائدہ
 اندوہِ شامِ حیرتِ دکھانے سے فائدہ
 رنگِ سخن کی کاشانے سے فائدہ
 پروانہ سان جلاؤ جلاؤ سے فائدہ
 آتے نہیں نہ آئین بہانے سے فائدہ
 دل میرا یار تجھ کو ستانے سے فائدہ
 شکوہِ زبان پر حیرتِ کالانے سے فائدہ
 ہے خونِ دلِ فراقِ میں کھانے سے فائدہ
 شمعِ حیاتِ میری بھانے سے فائدہ

آنکھوں سے خون مجھ کو زلالی سے فائدہ
 ہرگز نہ گواہ وصلِ مجھے یار سے نصیب
 افسوس کے سوا تجھے کیا بات آئیگا
 گل ہے چراغِ عمر مرا صبحِ تنم
 جو جیسا ہے وہ آپ ہی ظاہر ہر شعر
 ہو گانا خاک ہو کبھی اسے شمعِ جدا
 پروا مجھے ہی اب نہیں اون کی سیل
 ہون جانِ بلبِ فراقِ میں بچنا محال ہے
 ہرگز خیال ہو گانا اس کو کبھی مرا
 رو کے نکالنا یوں میں سب لکھ جیتے
 پروانہ کہہ ہو گئے بنائیں حضور کی

آگے سوچ رہی ابھی کہتے ہو جاؤنگا کیون خاکِ قبر آہ وہ برباد کرتے ہیں ہاشم ہمارا رہنے دو بے گورہی پڑا سوزِ پُرفراق سے اسے شعلہ روتنا ہرگز نہ ملتا اوٹھائیگا وہ فاتحہ کو بھی	اکدم کے واسطے تہین آرزو سے فائدہ نامقِ مرانِ شانِ مٹانے سے فائدہ وان بھی خشار پائین کے جانوسِ فائدہ مانند شمع بجو جلائے سے فائدہ عاشق کی قبر او سکوتاؤں سے فائدہ
---	---



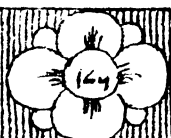
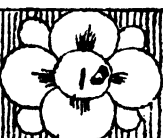
گوکب وہ اور بجو جلائیگا دیکھنا
داغِ دل و جگر کے دکھانے سے فائدہ



وہی ہی میں نے جان ہی اس کی شناخت
مرنے پہ مستعد ہوں چلا نہوں قضا کو ساتہ
رنگِ چین ہی جائیگا بادِ صبا کے ساتہ
فریاد ہی شہرِ کب ہی آہِ رسا کے ساتہ
الف کے کا سم جائیگا مجھ با وفا کے ساتہ
اک دسرا قصور ہی اس خطا کے ساتہ
قصہ سفر کیا ہے دل رہنما کے ساتہ
پامال دل ہی ہو گیا میلِ حنا کے ساتہ
جاتا ہوں اب تو حشر میں خلقِ خدا کے ساتہ
لازم تھا یہ سلوک کسلی شناس کے ساتہ
بلبل کو شرم آگئی جھک کر دلا کے ساتہ
ہمراہ میرے موت میں ہو قضا کے ساتہ
او کچن بڑبڑی دلو بھی زلفِ دوکان کے ساتہ
کیا کیا وہ ظلم کرتے ہیں اک لک دا کے ساتہ

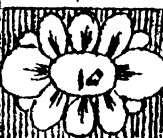
دل جیسے نالی کرتا ہے مجھ بیوا کو ساتہ
کوچہ سے اوسکے پر کتہ اوٹکا تا بہ حشر
آئیگی جب خزان تو بدل جائیگی ہوا
تنہا یہ کیا کر لگی اثرِ دل پہ آپ کے
اب کون اوٹکا ظلم اوٹھائیگا غم یہ ہے
الف ہی کی ہر جان ہی دیتا ہوں پیہ میں
عشقِ کمر میں ملکِ عدم کا خیال ہے
اوس گل کو دکھاتا ہوں ہر خسبوتِ نند
کیا مجھ گناہ گار پہ بنتی ہے دیکھی
آشنا کے واسطے کہیں جانِ فشانیاں
فریاد میرے نون سے اوسکے بلند تھی
ملکہِ خدا کی دیر ہے ورنہ ہر اک گہری
بل کی جو یگی وہ تو پریشان ہونگا میں
دکھاتا تو دل لیا جو نہ دیکھاتا تو جان لی

جانے لگا وہ پاس سے کوکب کے جس گہری
پہلو سے دل نکل کے چلا بونہا کے ساتھ

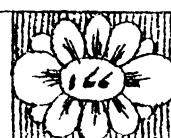


مریضِ عشق کی اچھی دوا کی
قسم مجھ کو ترے جو روحِ وفا کی
قوسی کیا ہو دل بیدار و پاکی
میں پھبتا تا ہوں کیوں تجھے وفا کی
اوٹھائی بد دعا غی انتہا کی
مرا دل لیکے کیوں تو نے دعا کی
طبیعت خود بخود اپنی رُکلا کی
لنگہ جادو ہے زلفین میں بلا کی
نئی شوخی شکر نے ادا کی
قسم ہے مجھ کو اوس زلفِ دوتا کی
لگے منہ چڑھنے اب قدرت خدا کی
ہو مغرور ہو قدرت خدا کی
لکیریں تک مٹی ہیں نقشِ پا کی
بس مردن ہی برسوخاں ٹھرا کی

لگا کے ہاتھ گردن ہی جُدا کی
ترا ثانی نہیں جو دستم میں
مرے پر نوچ کے ظالم نے چوڑا
سری کچھ قدر کی ظالم نہ تو نے
زبان کو روکیے بس چپکے رہے
خدا کا تہ تجھ پر ٹوٹے کافر
راہ وہ جب تلک ہم سے کشیدہ
نہ کیونکر مرغ دل تسخیر ہوتا
نہ باندھی آنکھ پر مٹی دمِ قتل
شبِ فرقت میں بل کما تا ہوں کیا کیا
وہ دن اپنے گئے تم بھول پیار
لگے جسے ہی تم باتیں بنانے
میں وہ گم کردہ راہ کا روان ہوں
فلک نے یوں کیا برباد بھگو



فقط کوکب نہیں تجھ سے گلہ مند
ارے ظالم ترا عالم ہے شاکی

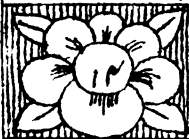


جگمگی جہان مری ہجر میں جاتے جاتے
کہاں تقدیر کے لکے کو مٹاتے جاتے
جاہلون اور ہوا باغ کی کھاتے جاتے

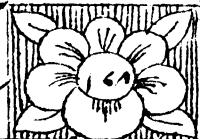
سانس بھی سینے سے بھر رہی نہ آتی جاتے
کون سے دشت میں ہم شوگرین کھا کر جاتے
ہوتی صیا کر ہاتھوں سے جوڑتے بھگو

اشک خون ہو کر سکتے ہیں میری آنکھوں سے
 نہ اودھار کسین گے ہم بھی جو کھلی اپنی زبان
 سرخوئی اودھ سے اسوجہ سے حاصل ہوتی
 ہوتی امید مجبوریست کی دو چار گہری
 دماغ پر دماغ دیے اوسو ہمیں وقت میں
 اوسکے دیوانوں کی جب کی نہ کہنے پڑا
 بوجہ گردن سے اورتائیں سبک ہو جاتا
 میرا سینہ ہے کہ قارون کا خزانہ ہوتا
 غیر ممکن ہے جو بچ جائیں کو ماتہ سحر وہ
 عاشقوں میں مری توقیر سوا ہو جاتی
 میں وہ حسرت زدہ ہوں باغ جہانگیر

ماشا اللہ عجب رنگ ہیں لاتے جاتے
 منہ بہت چڑھتے ہو جن جن ہیں اٹھنا جاتے
 خون عاشق کا جو اسے جان بہاؤ جاتے
 آتش سحر جو وہ دل سے بجھاتے جاتے
 کتب تک ہم یہ قلع دل سے بھلاتے جاتے
 کیوں نہ گیسواو نہنیں زنجیر نہاتے جاتے
 تم اگر سہرہ مرستیغ لگاتے جاتے
 حسرت وینج آسین ہیں مہاتے جاتے
 ٹوک ہی لوں گا کہی راہ میں آتے جاتے
 آپ میت کو اگر ماتہ لگاتے جاتے
 سب مری قبر پر ہیں اشک بہاتے جاتے



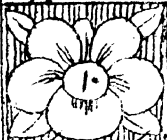
مجھ کو تیار تو کیا اسین گنہ تھا کو کب
 گروہ بیمار محبت کو بجاتے جاتے



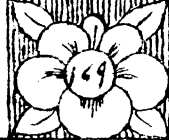
جلا ہوا دل آتش الفت کی افگر سے
 نہنیں واقف ہوئی ہوا جبکہ ہوں کی چادر سے
 نہ اوترا پر نہ اوترا ناخدا یہ جن مری سر سے
 عجب اک لاگ ہے میری گل کو تیری خنجر سے
 سمندر میں ج زن ہو گا ہمارے دیدار سے
 کہہ فرما بشیر مجھ پر ہے حکم مقدر سے
 بیان کیونکر کروں راہ محبت اوس تکر سے
 اتر فرما دیو بلبل کا کوئی پوچھے گل تر سے

کہاں ممکن ہے جہنا ہے ہوا اٹھو لگا سے
 سن اویبل گلستان جہان میں گزرتی
 بڑی خوش ساعت سے ہوا تھا عشق لگا
 تصویر میں گنا جاتا ہوا خود اوسکی بڑس سے
 عجب کیا ہے جو ڈوڑھتے دل بجا رفت سے
 بہار میں ترک کرنا کس طرح الفت سینوں کی
 یقین ہے جہان ہی وہ دیو حسن پاکر شمع سے
 تحیر کا ناگوارا چہین گلشن کو سکتا ہے

تبا تو کسے منت کروں قاصد کی مین ایدل بجا کو جان عاشق کی لب معجز نہا کولو مری گنتی نکرنا اپنے میخواروں میں کسے ہماری قبر کو ٹھوکر لگاتے آپ جاتے ہیں ہوا عاری سہرا در پیر اخطا کت کردن پر	بہو بچ جا یگا خطا دوس گل کو اعدا کو بترست کہ یہ بیمار اقبال نہیں سکتا ہے بترست سدا کو خون دل شاہ نہیں مین ایک ساعر نہ راحت پائی اب ہی ظلم و جور وقتہ دشرست نہایت شرم آتی ہے مجھے قاتل کو زخیرست
--	--



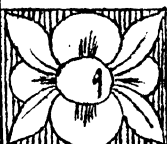
تہا راکشہ تیغ تغافل تہا جو یہ کو کوب



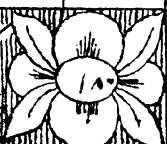
ہوئی ہرگز نہ اوسکی چشم داغ و غنا و شہر سحر

تہی مین ہجر مین اوس تیغ کے نالان کتنے
 دیکھو مشتاق ہیں در پرتی خواہان کتنے
 دل مین باقی ہیں مری حسرت داران کتنے
 پانہ بکھر ہوئے گہر و مسلمان کتنے
 طے کیے تھے ابھی مین تو بیابان کتنے
 جان سو جالی مین اکیان ترسے خواہان کتنے
 میری حسرت پہ مین انگشت بدنان کتنے
 پہاڑ ڈالے مین نحو تو نے گریبان کتنے
 دل کی دل ہی مین ہی حسرت داران کتنے

چل بسے جان سے کتنے تو نہیں جیان کتنے
 اک نظر چہرہ پر نور و کماؤ صاحب
 اے اجل روح مری قبض نکرنا تو ابھی
 عشق مین زلف مسلسل کے بڑیاہ سودا
 پیر ہوا جو مین جنون پر مین نکل جاؤں گا
 رحم کر ہر خدا حال پہ عشاق کے اب
 چشم داغ و شہس دیدار مین ہے بعد از مرگ
 اے جنون ہاتھ سے تیری مین تنگ کیا ہوں
 مر گئے ہم نہ ملی دست و قضا سے فرصت



کیا کمون حال مین شوریدہ سہری کا کو کوب

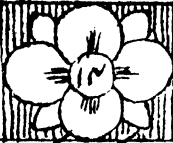


میرے مانوں سے تنگ کی مین زندان کتنے

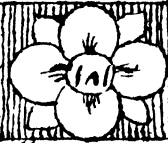
کاغذ بزرگ لکھ ابر بہار ہے
 اوکڑی ہوئی ہے سانس دم احتضار ہے
 جان کندنی ہے اٹھ بہر انتظار ہے

بیم رقم جو وصف رخ گلزار ہے
 عیسیٰ ترے مریض مین دم کا شمار ہے
 کیا خاک مین بیان کروں حال عشق کو

میرے سب سے تیرے چمن کی بہار حسرت پر میرے دیدہ ترا فکد بار ہے بانگ جہان میں سینہ مراد اعدا رہے اچانہ بولین گے جو ہمیں ناگوار ہے دو چار دن کے بعد خزان یہ بہار ہے	برکات کا فکد و فکر اسیری ہے باغبان مرنے کے بعد بھی مرے آنسو ہاکیے اے دلِ یحش لارخان کو ملا ہی پہل ہوتا ہے بات بات پر غصہ غبٹ غبٹ مغور حسنِ بلغ جوانی پہ ہو غبٹ
---	--



شاید کہ تو نے جام سے عشق ہے پایا
کو کب جو تیری چشم میں ہر دم خوار ہے



لے سکوداغِ محن کیسے کیسے
اوتھائے ہیں دل نے محن کیسے کیسے
اجبا و اہل وطن کیسے کیسے
زمانہ میں ہیں یہ چلن کیسے کیسے
کھلے ہیں گلِ یاسمن کیسے کیسے
اوتھائے ہیں لطفِ سخن کیسے کیسے
گرفتار مرغِ چمن کیسے کیسے
کیے ہیں غریب الوطن کیسے کیسے
شبِ جفا بکفن کیسے کیسے
ہوئے دل کو خارِ محن کیسے کیسے
خوش آواز مرغِ چمن کیسے کیسے
دکھاؤں گا دیوانے بن کیسے کیسے
جو ستے صاحبِ انجمن کیسے کیسے

ترے غم میں اگر گبدن کیسے کیسے
سنائے ہیں تھے سخن کیسے کیسے
ہمیں یاد آتے ہیں اے اہل غربت
کیسے کیسے کیکو خوشی ہے
مقامِ دل و جان مسطر ہوا ہے
بڑے ہیں سدا تذکرے شاعران کے
کیسے بگینہ تو نے صیاد لاکھوں
براعشق کا ہووے دونوں زبان
ذرا چشمِ زحمت سے دیکھو کہ ہیں یہ
گھٹان میں دکھیا جواؤ کو خزان
گرفتار صیاد تو نے کیسے کیسے
بہا آئے دے اسی پری دیکھ لینا
فلک کے ستم سوزہ ہیں سیان لب



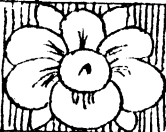
فلک نے چپا ہے ہیں کو کب نہ رارون



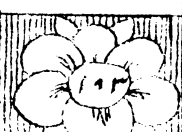
شا کرتہ خاک تن کیسے کیسے

عشق میں ہر شور خدا جان بچانے
اس طرح چڑے ہیں کہ جرنیل کے نہ سنبھانے
انسان کو ان کے خدا بس میں نہ ڈالے
مکمل نہیں دیکھائیں نہ تاثیر یہ نالے
اس شیفہ حسن کا خون تیری بلا لے
ہیں دشت نوردی سحر مری باؤنیں چہاں
کوہ غم فرقت کو یکس طرح اڑھانے
بے سمجھے ہو دل جو کیا تیرے حوالے
ارمان تری دیکھتے تو کس طرح نکالے
طاقت نہیں بیمار میں ابے جو سنبھانے
بدلا مرا او کا فسر بے ہر خدا لے
افسر اگر جان مری اب کہے بجالے

فناش نے زمانے سے ٹھٹھکا لے
افسوس ہم افسوس تری ہجر کے ہمار
جو جو رہو جیسا جا ہو کرو ہم ہیں سداوار
کیا کہتے ہو تاثیر نہیں آہ میں تیرے
تو قتل نہ کر حکم کسی اور کو دے شوخ
ہوں بادیہ ہمارے جنوں حال کون کیا
نازک دل بیمار ہے شیشہ سے زیادہ
اے جان جہان خوب ہی پہنچا میں
اے دل کہی رو تو کبھی اہ و فغان کی
آرزو محبت نے کیا زاریہ اسکو
یہ جو رو ستم کرتا ہے عاشق پہ جو اپنے
تاعمر نہ میں گرد محبت کے پہرہ نکالے



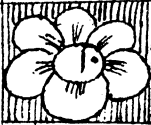
کتنے ہو کمر اپنی جو پہرہ ظلم رستم پر کو کب کروسی داغ ہیں پیاری ابھی آئے



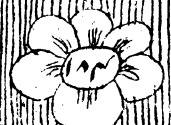
مطمین دل نہیں میرا ستم ایجاد ابھی
آسمان بہت گر کر کی گینچوں جو فریاد ابھی
بیریاں کاٹ نہ تو پاؤں سے جدا ابھی
کون سا قلم نے کیا ہے ستم ایجاد ابھی
اسکو پہلو سے نکالوں جو ہوا رشاد ابھی
شوق زمین ہوئے سما جائے تو قصدا ابھی

ختم کرے جو جو باقی کوئی بیداد ابھی
سیری خوبی ہو جو خاشاوش ہوں اوبت نہ
فصل گل آنے دے سودا مجھ پر لکیر دے
غلم جو کچھ ہیں زمانہ زمین رہی ہوتے ہیں
دل مرا باعث بدنامی و رسوائی ہے
آشیان میرا جلاتا ہے بہا گیل میں

آنکھیں کھولے ہوئے دنیا سے جو ہم جا بیز
شوق نگاہ دیدار ہے جلا دابی

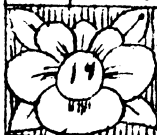


ہر تفریح جو گلشن میں وہ جائے کوکب
نہر گلین رستی قد سے سو نمٹ دابی

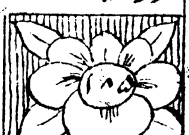


یہ آفت اپنی سر پر عمر ہر لیتے تو ہم لیتے
نہال نور سیدہ کا غر لیتے تو ہم لیتے
لٹا کر نقد دل داغ جگر لیتے تو ہم لیتے
جواب اوس بد زبان ہر نامہ بر لیتے تو ہم لیتے
اگر دیتے تو ہم دیتے اگر تیرے تو ہم لیتے
تجھے آغوش میں ہے سب میرے تو ہم لیتے
اگر بٹن سنگ اسود جا کر لیتے تو ہم لیتے
عوض نالوں کا اے مرغ سحر تیرے تو ہم لیتے
لب لعین کا بوسہ قمر لیتے تو ہم لیتے

تمہاری زلف کا سودا اگر لیتے تو ہم لیتے
دیا ہر غیر کو کیوں اے سہمی قد بوسہ لیتے
نہ ملتا کوئی دنیا میں خریدار ہم تمکو
یہ لاکہ تھا داغ اسودہ تیری باکشتیا
نہشت یاں تہی کیو بھی تمہارے بوسہ عار
کنار غیر میں لائق نہیں ہر بٹھینا پیار
نہ تھا ایسا کوئی بخود جو لیتا بوسہ ہا میر
موزن نے نہ مہمات دی نہیں تو دین تھاکو
مزدی اغیار بے بین نہرا افسوس ہم تر سین



گئے کیوں دیکھنے کوکب کو غیر دن سہرہ کہتے ہیں
مرضی بھر کی اپنے خبر لیتے تو ہم لیتے

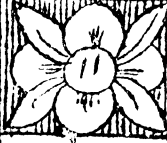


قیمت نہ ہی نافہ اہوے ختن کی
ہے چو کر ڈی بھولی ہوئی ساری جوہر کی
ہی یاؤں میں زنجیر جو میرے کئی من کی
ہے ہوش نہ سہکا نہ خبر تیری ہوتن کی
اب گور کی تہ ہیر ہے تو ز کفن کی
چہرے کو ہے تشبیہ تیری سانپ کے من کی
مجھ کو نہیں معلوم خبر اہل وطن کی

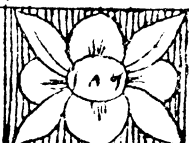
نکمت جو اوڑھی زلف بت غنچہ دہن کی
دیکھ آہا ہر شائد یہ نگہ صدف گن کو
جوڑی کی طرح توڑوں کا طاقت سے خون کا
خود رفتہ محبت نے کیا ہے مجھ کو ایسا
اے عیسیٰ دوران نہ بچے گا تر ہمار
اژدر جو کہون زلف کو تیری تو بجا ہے
جب فرزند اس حسن بیخ نے برباد کیا ہے

گلشن میں صبا کہتی ہوا ہر خزان کی
زخمی شب ہجر کو یہ زلف مغبر
آثار قیامت ہی اگر ہو تو نہ بولوں
اب آپ نہ شرمائیں کہ قصہ ہو آخر
دست ہوئی برباد کیا چرخ نے لیکن
یجا کیو غریب نہ مجھے سو وطن پر
جو ہو وہ مگر قدر مصیبت دی جانے
صیاد نے شائد ہر کیسا بگو گرفتار

پھر کیوں نہ بدل چکا ہوا وہ جہن کی
دکھلائے گی تاثیر تو مشک خشن کی
دل میں ہے سوید کی طرح یاد وطن کی
مرہ میں مرے دیر ہوا کہ چشم زدن کی
باقی ہے محبت مجھے احباب وطن کی
بمیراں ہوا لائیں احباب جن کی
آزاد کو کیا قدر بلا رخ و من کی
آواز جراتی نہیں مرغان چمن کی



ہوتے نہ گرفتار کہی دام میں کو کب
آتے جو نہ کھانے کو ہوا آج چمن کی



خواہش وصل یار دونی ہے
فصل گل سے شراب خوار ہی ہے
سستی پر لالی تم لگاتے ہو
بیوفا سنگدل کے ملنے سے
شوق دیدار و ہجر جانان سے
ظلم سے جور سے ستم سے ترے
خواہش وصل میں تر پتیر
بارغ میں وہ شراب پیتے ہیں
تیری آزر دگی سے اسے خورشید
ضبط گریہ سے سوزش دل سے

طیش قلب زار دونی ہے
سکر بادہ خوار دونی ہے
حسن ب کی ہمار دونی ہے
کامش جان زار دونی ہے
آنسوؤں کی قطار دونی ہے
سب میں فروغ کی مار دونی ہے
کیون دل بقیہ راز دونی ہے
فصل گل کی ہمار دونی ہے
سوزش قلب زار دونی ہے
آتش حیر یار دونی ہے



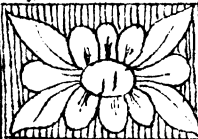
شکر ہے حال پر مرے کو کب



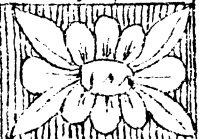
نکسہ لطف یار دلی ہے

مر جائیں گے پر شکوہ قاتل نکرین گے
آئینہ کو ہم اوس سے مقابل نکرین گے
فسر یاد خدا سے تری بسمل نکرین گے
اب خنجر ابرو سے وہ گماں نکرین گے
فریاد کہی مثل عنادل نکرین گے
شکوہ ہی زبان سے تری بسمل نکرین گے
ابر و کو ہی ٹیڑھا تری گماں نکرین گے
رخ سو سے خدا ہی ترے ماں نکرین گے

انکار کہی عاشق بیدل نکرین گے
خود بین کہیں ہو جا کر نہ وہ فضل پر پرو
ظلم و ستم و جور و جفا پر کہی قاتل
کہا نے بین ستم و جور و جفا ظلم و ستم کی
پر واز صفت عشق میں جا بجا نینکے لیکن
جو دل میں ہو کر شوق سے ظلم و ستم و جور
تواریف تلواریف لگا شوق سے قاتل
کیا کام ہے کعبہ سے ہیں سبکت کا فر



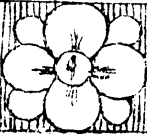
سو بار کرین قتل اگر وہ ہیں گو کعب
نالہ کہی ہم مثل عنادل نکرین گے



پوچھے کوئی احسن کو پیاری مری دل سے
ہوئے انہیں وہ ظلم تمہارے مری دل سے
پوچھے کوئی اس درد کو پیار مری دل سے
ہوئے انہیں گلشن کو نظار مری دل سے
پوچھے کوئی یہ ظلم تمہاری مری دل سے
نکلیں گے جو فرقت کی شرار مری دل سے
ریخ و غنم و اندوہ سد بار مری دل سے
داغ غنم فرقت گئی باری مری دل سے
ہو لینگے نہ اوس بت کو نظار مری دل سے
پوچھے کوئی اوصاف تمہارے مری دل سے

دیکھ کوئی انداز تمہارے مری دل سے
پہرہ وصلہ عشق میں تیسے کروں تو بہ
دشمن کو بھی اللہ نہ سے صدیہ فرقت
پیر کیے نشان گر کہ نمایاں ہو لیکن
ہر تیر نگہ پار کیلجے کے کیا ہے
ہو جائے گی اس سرمد کی طرح خاک سیرانی
جب سے کہ ہوا وصل ترا اسے شہ خوبی
صد شکر کجی جان مری دست جنوں سے
زخموں میں چک لڑائی رہ رہ کے ہمیشہ
دم باز و غما کیش جفا جو ستم آرا

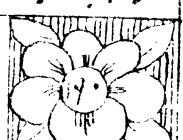
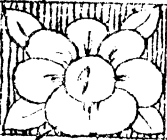
کو کب سے جفا ہو گئے اک بو سب پر
اور میں گئے یہ ظلم تمہارے مر و دل سے



یونہی رات غم کی لہجہ ہو گئی
کہ اوسیت کی تر جی نفس ہو گئی
عجب چشم تر باا فر ہو گئی
سحر ایتور شکہ فہم ہو گئی
کہ لغت کی لاد کو خبر ہو گئی
اگر موجب نون چشم تر ہو گئی
عنایت کی جب پر نفس ہو گئی
وہ سویا کیے اور سحر ہو گئی

تر پتے تر پتے سحر ہو گئی
جہان میری آنکھوں میں اندھیر ہے
سے دوسے پردہ ہی رویا کیے
بر باد نہ مگر از سحر خدا
خدا جانے کیا حال دل اب کرے
عیان نوح کا ہو گا حوٹان ابھی
کیا رشک فریاد و جنون اوست
رہا جبر نکو شب وصل ہی

پراگندگی کیوں ہے کو کب سے تجھے
جب بیت پرائل کہ سحر ہو گئی



صفائی کی کوئی بنی نہیں تدبیر کیا کیجے
تصور سے نہیں تہمتی تری تصویر کیا کیجے
بہت بہاری جفا تہذیبین زخیر کیا کیجے
ہی اپنی لہر ہے نوازش تقدیر کیا کیجے
تمہارے دل پہ کچھ ہوتی نہیں تاثیر کیا کیجے
اگر ملتی نہیں تھکو کمین تقدیر کیا کیجے
گلی پر زک کے چلتی ہے تری شمشیر کیا کیجے
بس تماشای اس کا کافی ہے تیرے شہر کیا کیجے

عبث ہم دفعت وہ بت پر کیا کیجے
نیال رخ نہیں جاتا کسی تدبیر کیا کیجے
پہنسا یاد و خون جوش سے پند میں تھکر کیا کیجے
کرین نالہ برین آہیں نہ سوئیں چھین کیا کیجے
شب فرقت میں ناکو سطح ہم کر رہیں کیا کیجے
تا اتم ہی ہر کھو جسطح اسنے ستایا کیا کیجے
مصور سخت جانی ہے نہیں میری خطا قائل کیا کیجے
مجھے جب نہ قائل کر چکا تو ہنس کے یہ دولا کیا کیجے

سوا اک شب نہ وصل راستہ دل کا کو کب سے

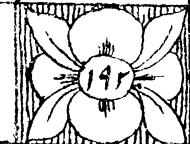


نہ آئی راستی پر عمر بھر تفتہ میر کیا کیجیے

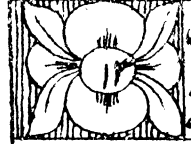


کسی اگر جنبش بردہ صبی میں ملا ہے
کیسے عشق میں آہ و فغان کی اثر پذیر ہے
جلد ہون محرو کی مانند میں برق تجلی سے
نہ آیا چین اکدم ہی کسی کروت کسرا پہلو
نین نانی دو عالم میں ترا اللہ شاہ ہے
اوستے ہی نام سے درو جگر کا حال ظاہر ہے
عجب علم ہوا ہے آہ فصل بہاری ہے
خدا شاہ ہے انداز کی انگنوں میں بڑا ہے
سمندر آسودہ سر دیار و رو کے اکاؤں ہے
وہ بیل ہون صوبہ خود نہ سوز پایا یہ سگر
مر سے تاوون سر دیگر کو سطح بنی سر کا شوق ہے
متم ہر جگہ اپنے علم کی ظالم بت بھگو
نہ دنیا کی خبر بھگو نہ عقبی سے غرض خا
خدا دی رو بھگو نہ ہر نفس شاہان غور را

حدائق تم باز فیستہ کسی در سخن جلا ہے
زمین پر باؤں پہلو اور ہر اور ہر باؤں ہے
بچے پر نور کا جلوہ اگر اوستے دکھایا ہے
شب فرقت میں سن لڑی مجھ کی کیا ستا ہے
تجھے تو صانع قدر سے اوستے وہ بتایا ہے
کوئی اوستے کو سنائی جسے میر دل ستا ہے
ہمارا دماغ دل بہر آج کل کچھ رنگ لایا ہے
شب فرقت کی فہاں کو جب ہنر سنایا ہے
ہمارا دھیان جہنم میں یگانہ بھگو آیا ہے
فراق گل میں نالہ کر گلچیں کو بھگایا ہے
خیال رشت گردی جوش و شہت میں سہایا ہے
ستم کرنا جفا کرنا تجھے کہنے سکھایا ہے
ہمارے عشق نے پیارے دلوں کو بھگایا ہے
سرخوت نہ بھگوانے دست پر بھجایا ہے



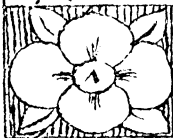
نہ گدڑی و سب میں ہی ایک دم چہرے کو کب
شب فرقت کا دل میں اس قدر دھڑکا سہا ہے



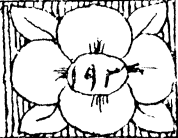
حال جفا جو تو قاتل سے پوچھیے
بیجا ہے لطف و کج جو قاتل سے پوچھیے
خوف خزان سے رہتی ہیں لالہ بہارین
نہ پانہ بد فروغ یہ پاس دل سے

ہاں رنج جگر باریک دل سے پوچھیے
نہ ت حلال ہونے کی بھل سے پوچھیے
صدہ فراق گل کا غنادل سے پوچھیے
میر ایتھن نہ مر سے قاتل سے پوچھیے

دیوانہ نہ ہے کہ کچھ بے بس کیا زبان سے بیدار و خود جو ہو تو اسے قدر ہوگی کیا نیوڑا وسیطہ جو سودم قتل ہی رہے پوچھی بھی بات بھی تری اوس گلزارِ انگر بروانہ سان جلاہوں میں محبت میں آنکر تاکے شب فراق کو مے دوٹا میں ہم مجھے بیان نہ ہو بگا درو شب فراق عبد فضا ہی دید کی حسرت تھی اس قدر	مجنون کا حال صاحب محل سے پوچھیے تکلیف زخم دل کسی گناہ سے پوچھیے قاتل گواہ ہے مرقا قاتل سے پوچھیے کیون جان دی ہر اس لٹا فل سے پوچھیے اس کیفیت کو حاضر محفل سے پوچھیے اس لٹا کو اوس مہ کا مل سے پوچھیے ہس رخ کو تو آہ مری دل سے پوچھیے قاتل کی سمت آنکھ نہی قاتل سے پوچھیے
--	---

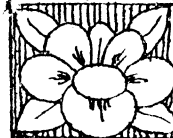


کو کب فراق یار میں ہر جسم زار سے
دقت سے رخ کھلی ہر مشکل سے پوچھیے

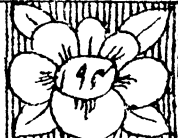


شب فرقت میں جسک صبح ہم کر تو ہیں مر کے
اودھاؤں تاکجا جو سو تم صبح بد اختر کے
غضب چھوڑا ہی یہ دل شید امری سر کے
پیرے ہیں سیکڑوں گناہی تری سر کر خیر کے
بہت رویا مرقا قاتل مرے سر کو جدا کر کے
بہت عاجز ہوا ہوں بات سے اپنی قدر کے
مقابل سو نہیں سکتا ہمارے دیدہ تر کے

نہ کیونکر دل خدا ہو نورِ چراغ اس شکر کے
ہوا سرہ جبین کا وصل ک شب بھی نہ جی ہر کے
ہوا ہے اوسکا عاشق جب لاکھوں گلو کار کے
ترتیب میں سکتے ہیں جی میں نہ مروت میں
نہ آیا جب نظر کوئی جہاں میں دوسرا مجھ کا
کہ ہر جاؤں کر دن کیا کچھ نہیں تیرے سر پر
ترقی تو بے بس کیا ابر باران لاکھ گر پر سے



یہ یا خاک کو بھی خاک میں نہوس لے کو کب
نتیجہ یہ ہوا حاصل بت بے پیر پر مر کے



یہ راحت پائی ہمنوع ہو کر دست قاتل سے
سکتے ٹوٹیجان تر پتے رخ بے بس سے

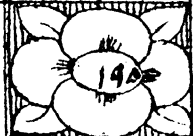
بڑو آرام سے سو تو میں غنیمت آئی ہر مشکل سے
نہ اردن آنکھ سے دیکھی تر کو چھینے قاتل سے

ہجوم عاشقان جو اس قدر اوسکو متفر ہے
 عرصہ شکون کو خون رویا نہ سویا پیستہ برک
 شب فرقت کی مرمر کو سحر کرتا ہون میں لیکن
 خزان کی آند آند سے صبا کے خاک اور ان کو
 پہلی بیفائدہ کوشش قضایاں کو بوجھ کر
 مجھے بسل کیا منہ پیر کر حبسوت قاتل نے
 شراب حسن سے پیش ہی خود وہ پری پکیر
 میری دشمنی بتا تو نجد میں کسی گذرتی ہے
 مجھے تو ناخدا و عشق نے دلا قلاطم میں
 حدین و فن کر کے تاقیامت پر نہی کر دے
 اکلون کو پاس خائن کر گیا خارون کو چہ پیدا
 کبھی آنکھوں میں آنسو میں کہنی لہ زبان پر ہے
 یہ الفت تھی کہ سر دشمنی میں مجھ کو کج کیا

سکان جاتی ہے ہر روز شب کوشش نخل سو
 ہمارے قتل کا صدمہ کوئی بوجھ تو قاتل سے
 محبت ان سینوں کی نہیں جاتی مر و دل سے
 فنا کر گل بہن ثابت ہوئی شور غدا دل سے
 میں ٹپا کیسا کیسا پر چھوٹا دست قاتل سے
 بدن سے روح میری گھٹن کی ہر شکل سے
 تباہ و شکوہ غفلت کروں کیا ایسے غافل سے
 صدایہ قیس کو ہر تیرہ آتی پر محل سے
 خدایا تو لگا دو کشتیہ دل میری ساحل سے
 ہمارا ساتھ چہڑا دوستوں نے پہلی منزل سے
 غدا دل نے جو فریاد ستم کی ان کی عادل سے
 مزار فرقت کا بوجھ آنکھ کوئی مر و دل سے
 اولٹ کر پردہ میلی بھی نکل آئی ہو محل سے



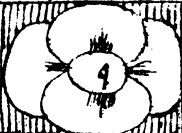
ترخیز ہوا کو کب و بان جسے قدم رکھا
 نہ زندہ آج تک کوئی پہ آیا کو تو قاتل سے



وہ کل نہیں کہ نہ پیدا ہو جس سے بوتیری
 کمان کمان پنہی پہننے جستجو تیری
 خدا کرے کہیں پوری ہو آرزو تیری
 وہ گل جو کون جسمین نہیں ہو تیری
 کرونگا یاد جو اسے شوخ گفتگو تیری
 خدا گواہ کہ تھی دان بھی جستجو تیری

وہ کل نہیں کہ نہ پیدا ہو جس سے بوتیری
 حرم میں دیر میں کعبہ میں سیکدہ میں صم
 وہ سنے حسرت دل مجھے کتہہ بین اکثر
 تجھی نے انکو گلستان میں ہی جو چاہہ گری
 بتا تو گدڑ سے لگی کیا میری دل پر فرقت میں
 نتیجہ کو غالم ارواح میں بھی ڈھونڈا تھا

چمن میں دیر میں کعبہ میں ہو ہی چر جا جہان میں دیکھو ہزاروں طرح کو گل ہننے نہ خاک ہو کے ہی ہم جستجو سے باز آؤ وصال میں جو تو کہتا ہے شک جھٹھ ذرا حرم ہی گھر ہے تیرا دیر ہی مقام ترا بہلا تلاش سے کینو کمری تشفی ہو عبت تو دیتا ہے الزام گوشہ گیری کا ہر ایک شفیقتہ ہر مثل بلبل بیدل	گئے جہان پرستی ہننے گفتگو تیری مگر کسی میں نہ اسے شوخ پائی بوتیری اوسیلے سے ہی دل میں آرزو تیری نہیں جو کم مجھے نشتر سے گفتگو تیری ملا وہیں یہ جہان کی جو جستجو تیری مزہ وصال کا دیکھی نہ آرزو تیری سدا تلاش رہی مجھ کو کبوتر تیری اور سے ہے بوسے نزاکت جو چارہ تیری
--	--

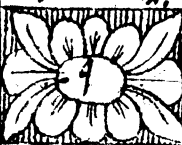


غلام ہے توشہ کر بلا کا اے کوکب
 خدا جہان میں رکھے گا آبرو تیری

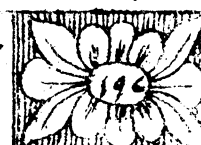


مار ڈالے گی ہمیں کچھ ادائی آپکی
 باعث تو بہ ہوئی ہے بیوفائی آپکی
 مگر کو فروخت ہیں ہم یان تک وٹائی آپکی
 دل میں رہتی ہے نہیں کوئی برائی آپکی
 شاق گذرے گی بہت اتو جدائی آپکی
 دیکھیے کیا کرتی ہے یہ کچھ ادائی آپکی
 دل سے دشمنی کی نہیں براعتائی آپکی
 جان لیگی ایک دن پیار جو جدائی آپکی

شوکرین درو کہلاتی ہے جدائی آپکی
 اب نہ دوں گا دل کسی مگر کو میں تازہ نگ
 اس قدر صدے سے پرات نکلی نہ سوسہ
 جان جان ہم آپ کو کس بات کا شکوہ کریں
 وصال کی لذت ادھائی ہے دل تیا بے
 کتنے دیوانے ہو کر کتنی ہو ہی بیدل ہلاک
 آپ کیوں ہر بات پر آنکھیں کھاتی ہیں
 رات بھر درو کے فروغ کی سحر ہوتی چو آہ



جب سے دیکھا اک نظر کو کب نہ دیوانہ ہوا
 سرحد و حشت ہوئی جلوہ نمائی آپ کی

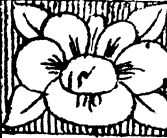


قیامت کی روشنی ہر سونکالی

یہ کب سے چال اسے گلہ زکالی

تصدق کے لیے خوشبو نکالی
 ہبا کر چشم سے آنسو نکالے
 نئی رفتار سے گلہ و نکالی
 مجھی پر حسرت باز و نکالی
 رسائی اپنی تاپ سونکالی
 یہ کیسی بات اسے گلہ و نکالی
 ستم کی جنبش ابرو و نکالی

کھنکھیر سے گلہ و نکالی
 شب فرقت حرات دل کی مین نے
 ہزاروں دل کیے پامال تو نے
 لگا کر تیغ اسے جلا دیکش
 موسے پر جا کے پونجی خاک اوستک
 خفا ہوتے ہوئے حریف مطلب
 ہزاروں بے چہری ہوتے ہیں سہل



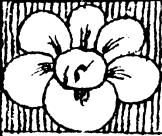
تلاش دید میں اوس گل کے کوکب
 ہو س ہی دوڑ کر ہر سو نکالی



دل تندرہ پہ جسکے پروانہ ہو رہا ہے
 دل اپنا اوس پری کا دیوانہ ہو رہا ہے
 وان ظلم چرخ سے اب دیرانہ ہو رہا ہے
 اپنا جو ہے وہ مجھے بیگانہ ہو رہا ہے
 کیوں اوس پری کا دیوانہ ہو رہا ہے
 یہ دل کسی حسین کا دیوانہ ہو رہا ہے
 جسے خفا کیا کیوں جانانہ ہو رہا ہے
 خالی جو آج کل یہ میخانہ ہو رہا ہے
 ہر جایہ جسکا یار و افسانہ ہو رہا ہے
 کس شمع و کا اسے دل پروانہ ہو رہا ہے
 دل میرا آپ مجھے بیگانہ ہو رہا ہے
 از خود مر ج اپنا شاہانہ ہو رہا ہے

کس شمع و کا یان پروانہ ہو رہا ہے
 جس شمع و پہ عالم پروانہ ہو رہا ہے
 جس جا پہ آشیانے بلبل کے تہی ہمیشہ
 اس عشق کا جڑا ہو دشمن بنایا سبکو
 ہرگز نہیں ہے پروا پوچھو گا وہ ناشا
 کیا خاک میں سنون کا نامع تر بنی صیت
 کہلتا نہیں ہے یار کو کیا ہی خطا ہاری
 کسکا ہے دور ساقی جسے تو کہ خدا را
 اس چرخ نے مثالی کیا کوئی انجمن پر
 کچھ سوزش درون آگاہ کر مجھ ہی
 میں کیا کروں کیسی دلہاری و تشفی
 فضل خدا ہے ہو گا سامان شیر و غشت

رضعت بہار کی ہے گلشن پر ہر اودھی
لبریز عمر گل کا پیمانہ ہو رہا ہے

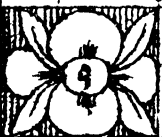


عاشق کے چہرے کو فرہستہ میں وہ کوکب
سیتلا تو کس پر ہی کا دیوانہ ہو رہا ہے

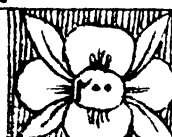


نا تو س ہی ہر دل مرا قبلہ نا ہی ہے
آخر تمہارے ظلم کی کچھ انتہا ہی ہے
سب میں ملا ہوا ہی ہر سبب جدا ہی ہے
عشوہ ہی ہر کرشمہ ہی ناز و ادا ہی ہے
اسکے سوا کچھ اور زبانی کہا ہی ہے
لیکن یہ بے تصور ہی ہر بے خطا ہی ہے
انجام کا خیال کر آخر خدا ہی ہے
دیوانہ ہی نہیں ہے اسیر بلا ہی ہے
میرے مقابلہ میں کوئی دوسرا ہی ہے
بے رحم ہی ہے یا مرابے وفا ہی ہے
اچھے جہان ہزار میں ان اک جہاں ہی ہے
یوں ہمسایہ وطن کوئی درد پرہا ہی ہے
اک روز حشر ہی ہے ترا اور خدا ہی ہے

عشق تباں ہے جلوہ یاد خدا ہی ہر
کب تک شبِ فراق کو صدی اوساؤں میں
کعبہ میں ہی وہی ہے حرم میں ہی ہر وہی
آنکھوں میں میری ترک کی دیکھو تو غور سے
خط لیکے نامہ پر سے مرا پر چتا ہے وہ
حاضر ہے دل کے شوق سے ٹکڑاؤں اور
عشق تباں میں بھول اے دل خدا کو تو
دل کو نہ عشق زلف میں اچھیں کس طرح
بہل وہ ہوں کہ شکوہ قاتل نہیں کیا
کیا جانے وہ حال دل زار کیا کرے
اے کلدار مجھ کو نہ قدموں سے کر جدا
کس کس گلی کی شوگرین کمالی ہیں انہی غلک
آتا ہی عاشقوں پہ نہ ظلم و ستم کرو



کوکب کو اس قدر تونہ عاجز کر اسے مستم
عاشق فقط نہیں ہے ارے دل جلا ہی ہے

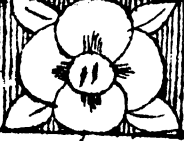


رتی ہے آگ سیخہ کے اندر لگی ہوئی
دیکھی جو بھٹیہا کے در پر لگی ہوئی
ہے آنکھ کس سے اے دل غم لگی ہوئی

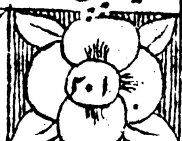
اک چوٹ عشق کی ہر جود دل پر لگی ہوئی
گزر یہ وہن میں کہ لب بام آئے گا
ہے تو حال دیکھ کر کچھ بیان کر

سب بتو دہن ہی جو ستم گر لگی ہوئی
 برجی ہے عشق کی مری دلبر لگی ہوئی
 گو سر دہے مری سر دفتر لگی ہوئی
 ہوا آنکھ اسیلے سوے ساغر لگی ہوئی
 بہر گہات میں ہے زلف منبر لگی ہوئی

تجنا کر دے غلام و ستم ہم ادا میں گے
 ترپے یہ شعل طائر سب نہ کس طرح
 کئے کار ستم او سکونہ تجسیر کس طرح
 ہر نیر جام عمر ہے بی لہن شراب ناب
 لائیگی بیچ میں یہ کسی بیگناہ کو

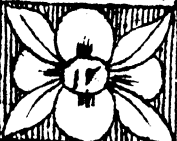


کو کہتے ہیں یادہ کوئی جان نثار ہے
 تصویر کسکی ہے یہ بجا بر لگی ہوئی



نہج ہی طوط گور غریبان نہیں کرتے
 دل میں ہی کہی یاد گلستان نہیں کرتے
 افسوس تہ کہ کسی عنوان نہیں کرتے
 مست کی سماعت ترور زبان نہیں کرتے
 منہ میری طوط تم کسی عنوان نہیں کرتے
 دیوانوں سے خالی کہی زندان نہیں کرتے
 ایسا ہی تنگ آمد دل لان نہیں کرتے
 اسد رجب ہی عاشق کو پریشان نہیں کرتے
 ہمارے تہ ہجر کا دریاں نہیں کرتے
 اسد رجب غناں بلبل لان نہیں کرتے

مرفن پہ ہمارے گزاری جان نہیں کرتے
 ایسا نو سیاد ہو بطن کہیں ہم سے
 ہم جان سے جاتی ہیں وہ منہ ہر غیب ہے
 بہر کون ہی موت ہو رہائی کی تبار ہے
 کیا تہ ہے افسوس شب وصل ہی لجان
 اور شک پر فیصل خون میں ہی ہمد فوس
 حسرت رہی تازینہ ہم چین ہو سکوں
 اک لمحہ نہیں گشت بیابان سو سحر صفت
 کس کام یہ آئیگی مسیحا کی تمہاری
 ایسا نوا اور جائے کہیں نیند گاون کی



مشکل میں پنا ہے یہ غلام آج آقا
 کو کہتے ہیں مدد یا شہ مردان نہیں کرتے

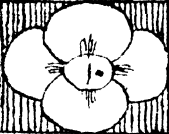


آیا جو دل میں یاد وہ غمخوار ہیں مجھے
 بھولی نہیں مگر ابھی یاد وطن مجھے

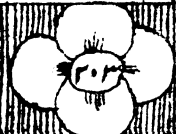
ہو کا ہوا مقام فضا ہے چین مجھے
 ہر چند سپرد خلد برین ہی نصیب ہے

غربت نصیب ہوں نہ لڑکا کفن سبٹے
 بہوے گی تابہ عمر نہ وہ انجمن مجھے
 کیا کیا کنوئیں جبکاتا ہر چاہ دقن مجھے
 اتک تو دل سے ہوا انین ہی جن مجھے
 لیکن اوسیطر سے ہے یار وطن مجھے
 صیاد تو دکھائے جو سیر چین مجھے
 بر باد کر دیا ہے چوڑا کر وطن مجھے
 اسی دل کرے بوسیدہ ناوک ننگن مجھے
 بہو لیگی قبر میں ہی نہ یاد وطن مجھے

حسرت یہ لیکے جاتا ہوں نیا سی اسے
 سیر چین سے ہوگا شگفتہ کبھی نہ دل
 دریا سے عشق میں مری کشتی تباہ ہے
 صیاد تیری قید میں مرے سے ہون مگر
 اگو انقلاب دہر سے غربت نصیب ہوں
 بہو لون کا عمر بھرا احسان نہ زینار
 آیا نہ رحم شجکمر سے حال پر فلک
 جینے سے بھی زیادہ خوشی موت کی ہو پھر
 غربت کی موت سو ہی مری جان جائیگی



کوکب سہو کا مجھ سے باہی آوارہ وطن
 بعد فنا ملے گا نہ کور و کفن مجھے



وحشی ہوں مگر پاؤں میں زنجیر کہاں ہے
 حداد مرا طوق گلگویر کہاں ہے
 مشتاق گلا ہے تری شمشیر کہاں ہے
 موسم ہے جنون کا مری زنجیر کہاں ہے
 پھر نالہ جانسوز کی تاثیر کہاں ہے
 اعجاز ہے جادو ہے یہ تقریر کہاں ہے
 سرود ہون قاتل تری شمشیر کہاں ہے
 بلجاسے وہ ایسی مری تقدیر کہاں ہے
 عاشق کی وہ اب غرت و توقیر کہاں ہے

اب دل کو ستہ زلف گرہ گیر کہاں ہے
 سرود ہوا پیر زلف پریشان کا جنون
 کر جلد سبکدوش مجھے قاتل برجم
 سنت کی ہی حد ادب تجھے فکر نہیں ہے
 دل پر تو اثر ہوتا نہیں تیرے سنگمر
 اک بات میں زندہ کیا اک بات میں
 تاخیر مرے قتل میں کرتا ہے سبب کیا
 سو آئینہ دل سے مری دور کرد ورت
 وغیر ہوسے جب سو ترے وار ورت



بھلاؤن شب بھر میں کس طرح سے دل کو



کو کب مرے بدو میں وہ تصویر کمان پر

مرن عشق سیما کی دو اکیا ہوگی
پیشتر مرگ سے خود مرنا کو موجود نہیں
بے چہری فوج کیا ہاتھ نے قاتل کبھے
زندگی ہی میں شاہیساہوں میں نام و نشان
جان بھی لینے کو موجود ہو تر پاتر پا
کیون خبر میری نہیں لیتو ہی عیسے وقت
طلب بوسہ پر کرتے ہوں نظر بند چہرے
ایک دم چین نہیں میرے شب وقت میں مجھے
کج ادائی کا گلستان جو جو دیکھو میں گیل
مرتے دم تک یہ سراسر ہے میں ساتھ اس کے
زنگ گلشن جو خزان کے شاہی ہے

طل آزار نے کہینچا تو شفا کیا ہوگی
میرے پاس آنکے خوشنود قضا کیا ہوگی
شوخی اب اس سے سوارنگ خاک کیا ہوگی
خاک برباد مرے بعد فنا کیا ہوگی
اس سے اب اور زیادہ توجہ کیا ہوگی
کارگر بعد فنا کے یہ دو اکیا ہوگی
بڑھ کے اب اس سے مری جان کیا ہوگی
سختی حیر اب اس سے تو سوا کیا ہوگی
لالہ دیون میں دلا بوسے وفا کیا ہوگی
بے نصار و ح مری مجھے جدا کیا ہوگی
اسکی تعذرت با د صبا کیا ہوگی

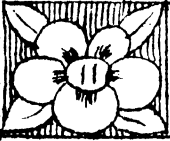
سب مر و ال پریشان یہ چرین میں کو کب
میری دشمن تو سب لا خلق خدا کیا ہوگی

قمری کو گرنے سے جو صیاد کریں گے
اس طرح شب ہجر میں کھلے کی مری جان
دیکھو وہ مجھے قید سے کب نیکو رہا لی
اتنا ہی سنا سکونہ تو اسے بت کا
سمیے وہ گہڑے ہیں یہ اچانک میں کرتے
نوں جان پھر کرمی کھڑکی نفس میں
کھسوا سٹے بانہی ہے مگر قتل یہ میرے

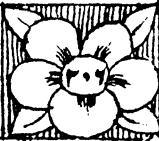
شکوہ ستم و ظلم کا شمشاد کریں گے
افسوس بہت حال پہ جلا د کریں گے
وہ کون سا دن ہو گا جو آرا کریں گے
اک حشر بپا ہو گا جو فریاد کریں گے
بچتا میں گے واسطہ بہت یاد کریں گے
بچتا میں گے افسوس یہ صیاد کریں گے
کیا پائین گے مجھ کو وہ برباد کریں گے

مگر تیرے ہم ای دل نشا دہن گے
شکوہ نہ زبان سے ترا جدا کریں گے
کھلتا نہیں اب کیا ستم ایجاد کریں گے

دیکھا جو حسنین کی طرٹ اکھلے دھماکے
جس طرح سے جی چاہی تو کر قتل مگر ہم
سب غلام ستم کر سچے فرقت میں وہ پہر

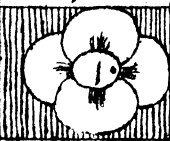


ایسا تو ارادہ بخدا ہے یہی کو کب
مر جائیں گے فرقت میں نہ فریاد کریں گے

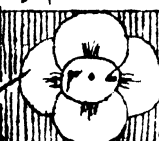


جیسا سے پرہیز مسیحا نہیں کرتے
کس روز کن آنکھوں سے وہ دیکھائیں گے
ہم سے وہ بگڑتے ہیں تو اچھا نہیں کرتے
ایجاد شب بھر میں کیا کیا نہیں کرتے
اسے قبر کفن اسلئے میلا نہیں کرتے
دل لیکے لگرتے ہو یہ اچھا نہیں کرتے
معتشوق کو اس طرح پر رسوا نہیں کرتے
وہ قتل جو کرتے ہیں تو بجا نہیں کرتے
مرتے ہیں مگر ہجر کا شکوہ نہیں کرتے
کدن مجھے فرقت میں رو لائیں گے

تم کیون بے فرقت کا مداوا نہیں کرتے
تاخیر سوا سونے کی کیا آہ کی است
معتشوق ہو کے کسکی بدویہ بتائیں
روتے ہیں کبھی اور کبھی کرتے ہیں فریاد
کیا جائیں گے ہم حشر میں دنیا تنہا پر
اسد سے فریاد کر زنگامین تمہاری
کرنا ہے دلا شکوہ فرقت جو ہر اک سے
میں زہی او نہیں عشق میں بدنام کیا ہے
ہم سابی نہو گا کوئی ثابت قدم عشق
انکار ستم آپکا بجا ہے سسر اسر



مر جاؤ گے اک روز پہ ہجر سے کو کب
کیون یار علاج دل شہید انہیں کرتے



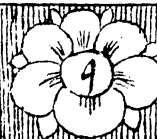
آہ وزاری شو مٹی قسمت سحر شب بھر چاہے
عجب اسکا درد کر نکو سکندر چاہے
نصہ عاشق کے لیے مرگان کا نشتر چاہے
میں تو حاضر ہوں اگر تجھ کو مر اسر چاہے

دیکھو تو ای دل تلاش کو سے دلبر چاہے
نکلے خود بینی کا جوہر آئینہ سے کس طرح
نشر تو لا دے کیا کام ای فضا دے
کیون خفا ہوتا ہے مجھ سے بے سبب جلا دے

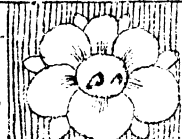


آشیانہ زناغ کے ابہین بجائے عندلیب
 بہرہ کیون مہر البصر خاک اور اسے عندلیب
 ایتھو گلشن میں نہیں مکتور میں کے عندلیب
 دام الفت سے خدا جھگو بجائے عندلیب
 آشیانہ زناغ کے ابہین بجائے عندلیب
 غور سے دیکھ تو ثابت ہو دوائے عندلیب
 نوح ڈال توڑ ڈالے بال دیا عندلیب
 خاک راز دل او نہیں اپنا سنا عندلیب
 کان میں کوسون نہیں آتی صد عندلیب
 کوئی سنے کا نہیں آہ و بکا کے عندلیب
 سیکڑوں انیو جگر پر داغ کھائے عندلیب

ایک مدت سے نہیں منتظر صد کے عندلیب
 جبکہ سکن بوم کا ہو بجائے عندلیب
 باہر اندر سے ظلم و جور سے صیاد کے
 روانہ الفت بچھائے ہو کل سے جا رہو
 دیکھ تو میں اس قدر ہم منتظر رنگ جہان
 فصل گل میں ہی وہ ازل کے خزان کے خون
 کس قسم سے حریف ہو گلیچین اور صیاد سے
 گل خوشی کے سوا دیتی نہیں ہرگز جواب
 لے ہوا ٹھنڈا کلیجہ ایتھو اسے کلیچین ترا
 آج کل تو فصل گل ہی خوب رزور و شور ہے
 عشق گل میں کی نہیں فصل سوا شور و



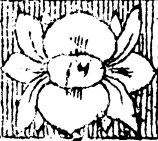
ہو گئے ہمدرد اپنے راہی ملک عدم
 اب کوئی باقی نہیں کوکب سوا عندلیب



ہمیں کیا سریر سلیمان سے مطلب
 جسے ہوئے زلف پریشان سے مطلب
 جنون جھگو میرے گریبان سے مطلب
 ہمیں ہی فقط کوئے جانان سے مطلب
 غم زمانہ و آہ و افغان سے مطلب
 مرے آنسوؤں کو ہر دامن سے مطلب
 کہ ہر خوش و غم و بیابان سے مطلب

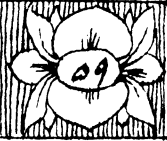
بیابان نور دی بیابان سے مطلب
 ہر جمعیت دل او کی کیا سیلاب
 بہو بچا نہیں ماتہ ڈالے جو آپر
 نہیں دل کو پر دے دنیا و عقبہ
 ہمیں جوش و خشت میں رہتا ہی پیار
 ہمیشہ ترے حیر میں اسے گل تر
 غنائت جنون کی یہ مجھ پر ہوئی ہے

کئی جب کہ دریا میں کشتی نہاری
تو بہر کیا رہا ہکو طوفان سے مطلب



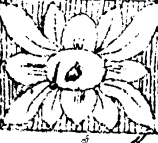
مرے ہاتھ کو جوش و خروش دین کو کب

ہمیشہ ہے اپنے گریبان سے مطلب



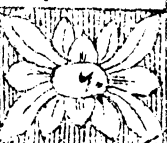
بجدا کتنے بیوفا ہیں اس سے
سج ہے عشاق کی قضا ہیں آپ
بجدا قابل سزا ہیں آپ
یا مسیحا ہیں یا خدا ہیں آپ
مرض عشق کی دوا ہیں آپ
مجھے بھی صورت آشنا ہیں آپ
بجدا لائق نسا ہیں آپ
کتنے بیرحم و پرجفا ہیں آپ
بے سبب مجھے کیوں نفا ہیں آپ
سج تو یہ ہے کہ جویا ہیں آپ
کس قیامت کے کج ادا ہیں آپ
آج بند سے ہے کچر خفا ہیں آپ
حورا اندام مہ لقا ہ ہیں آپ
واہ پابند صد حیا ہیں آپ
ہم نہ سمجھتے تھے بیوفا ہیں آپ

بانے ظلم و پرجفا ہیں آپ
جان لی جس کو اک نظر دکھیا
طلب بوسہ پر وہ کہتے ہیں
تم سے مر دے جو کرتے ہیں زندہ
شریت دید سے ہوا اچھا
اس طرف ہی نگاہ لطف رہے
کچھ خوشامد سے میں نہیں کہتا
کشتہ کر کے نہ آئے تربت پر
کیا خطا ایسی ہو گئی سرزد
میں نے خود جان دی کسی کا کیا
قتل کر کے نہ دکھیا عاشق کو
طرز افت پر سے ہوا تاجت
عجب ہے اس حسن کو کوئی پوچھے
اک نظر ہی نہ کیسا عاشق کو
قدر دان جان کر دیا تبادل



سج ہے کو کب کا قول یہ اسے بہت

شکدل بائیں جفا ہیں آپ

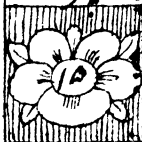


در بدر بھوکرن کیس کو کھلا غم

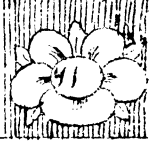
بوسہ کیس سے خشت عین دار و بہر کفر غم

سردہ رہ جائے جو مٹی میں ملے غریب
 لیلیو بازارِ محبت سے جنون کا سودا
 رہتا جاتے ہیں لیے عشق کا سودا
 کیا کروں حال بیانِ ظلم و ستم کا ترس
 پہرہ باریکی ہوا جوشِ جنون پہرہ محبو
 جان کا چھینا بھی ہو جائیگا مشکل محبو
 زیرِ سنگ ہو اور زورِ ش کی جا کا چھین
 مرنے جاؤں تو خبر جا کے نہ لی کہ کوئی
 قیس نے پہاگ کو لی راہِ عدم کی جہم
 جو دیان آیا تہ خاک چھپا یا تو نے
 عاشقوں میں بھی بجاتی ہے غرت میری
 تیز رفتار ہوں طاقت سے جنون کی اسیا
 تیرے احسان کا ممنون ہوں گاتا عمر

آنکھ یارانِ وطن کو نہ دکھائے غریب
 جا بیٹے تو شہرہ کچھ تو برا لے غریب
 دیکھیے تاہ کجا ہم کو ہر لے غریب
 سیکڑوں خاک میں ہیں توئی ملا غریب
 دیکھیے کیا مجھے صحرا میں دکھائے غریب
 آفتِ دشتِ نوردی نہ دکھائے غریب
 کس قدر میں ہی اوتھاتا ہوں جانِ غریب
 ہے یقین روزِ سیہ اب ہ دکھائے غریب
 میں ہوا آگے گرفتار بلا لے غریب
 حال کیا اپنا کوئی تجھ کو سنا غریب
 تو اگر محبوتہ خاک چھپائے غریب
 ہر ہی سے مرے مثل سو ہیں با غریب
 دشتِ گردی سے جو تو محبو کجا غریب



میں وہ حسرت زدہ ہوں باغِ جان میں کوکب
 روزِ اولِ انین رکست ہوں سوا لے غریب



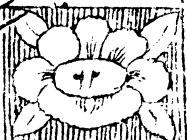
مہمان تھا جو وہ سہ کامل تمام رات
 تیرا پاشال طائر بسمل تمام رات
 رویا تیرے خوب سامرا قاتل تمام رات
 دل کو رہا تھو ورت قاتل تمام رات
 رویا ہوں بیچہ کر سہ ساحل تمام رات
 تیرا کیا ہوں صورت بسمل تمام رات

محو جمالِ بابرِ بادل تمام رات
 خالی نظر تیرا مجھے پہو جو یار سے
 ظالم کی نیند اور گئی محبو کیا قاتل
 جسکے نہ نگاہیں صبح شہادت کو ذوق ہیں
 دنیا پہ لیکیا جو مجھے عشقِ زلفِ بابر
 یاد آئی جب وہ خنجرِ ابرو شبِ فراق

جاگی ہین بخت خفتہ سہری شکر اسی خدا ہرگز نہ تھی امید سحر وہ مریض ہوں بچنا ہماری جان کا ہر جا نگہ کا محال امید زلیست تھی نہ شب ہجر یار مین پوچھو نہ حال مجھ سے شب ہجر یار کا ہرگز نہ ملا جواب نہ مجھ کو شب وصال اور نہ یہ کیفیت ہر شب ہجر یار کی آیا خیال اپنی فن کا جو شمع کو	سو یا ہے پاس وہ مہر کامل تمام رات گدزی ہے اسی سحر پہ شکل تمام رات درد جگر نہو گا جو زائل تمام رات پیش نظر تھی قبر کی منزل تمام رات اشکوں میں غونچے بیکار دل تمام رات بوسے کا اوس سہری میں رہا سہی تمام رات بیجاں رہا ہے عاشق بیدل تمام رات روٹی ہے خوب سار سہری تمام رات
--	--



کوکب سنا جو وصل کا انکار یار سے
قابو مین پھر رہا نہ مراد دل تمام رات



سوئے گلے مین ماتہ وہ ڈالو تمام رات عاجز کیا ہر اب دل زار نے مجھے بوسے لیے بلا مین کہی لبتیں شب وصال دن بہر تماشا یار مین پھر تباہوں کو کعبہ پھر کامیاب وصال صنم کی نصیب ہر درد جگر تھا نہ شب ہجر مین صنم گہر لڑکے باغ مین جگیا ہوں سینہ نام کو یاد مرہ رہی شب فرقت جوار صنم مر مر کے مین نے دیکھا ہر روعی سحر صنم مجھے شب وصال نہ کہتے ہین نہایت گدسو کے وہ بیان مین جو مری نگہ لگ گئی	ارمان تہنے خوب نکالے تمام رات کرتا ہر ہجر یار مین نالے تمام رات ارمان اسطرح سے نکالے تمام رات تو دن کو توڑتا ہوں مین چکا تمام رات احول مرے تو اچ اور اڑو تمام رات رورو کے زخم دل کیے آلی تمام رات رورو دہرے ہین اشکوں سے تھالی تمام رات دل پر چڑا کیے مرے بہاں تمام رات فرقت کی شب تھی جان کو لائی تمام رات لے آج درد دل تو سنا لی تمام رات دیکھو مین مین نے خواب مین کالی تمام رات
---	--

نزع میں دیکھنے وہ سیت آ اب ارادہ ہے دشت گردی کا آسمان وزمین کو جنبش ہے شمال موستے رہے نہ پوشش بکا	واہ کیا شان کبریا کی ہے جوش و خروش میں رہ سائی ہے ناکہ دل نے دہوم اوٹھائی ہے کستے جنگلی ہمیں دکھائی ہے
--	---

جان دیتے ہو کیلے کو کب یار یہ دل میں کیا سمائی ہے	۱۲	۱۳
--	----	----

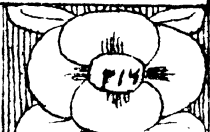
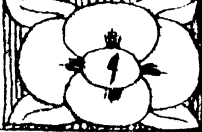
کب طبع عرض کرین دلی ہوں کیا کم ہے یہی اوجہ غنیمت ہر خدا شاہ ہے جان صیاد نہ لگانہ کرو دل میں ہر اس دید گل سے تو کبھی ہونگا نہ میں آسودہ کیون مرے واسطے صیاد بنا ہر حال نہ رشک جائیں کہیں کے دل نالام کر دیکھتا ہے مجھے گریبان تو درود تیا ہر حکم کو کہ کرتا ہے صیاد گرفتار دن پر اگر تو ملک عدم سے وہیں پہر جاتی ہیں شکر جو ابھی وہ عاشق پہ ترس کتاؤ میں نزع میں زینت کی امید نہیں ہے لیکن شلاخ گل کر لہو نمون ہوں کیوں گلچین کا کوچ درخشاں گر ہو گا عدم کا تو صنم	جوش و خروش مجھ کو کیا بکریا کم ہے دیکھ لینا تہین دو چار نفس کیا کم ہے اسے اسیر تہمین یہ قید نفس کیا کم ہے سیر گلشن کی مرے دل کو ہوں کیا کم ہے جان لینے کو مری کچھ نفس کیا کم ہے قافے والوں کو آواز جرس کیا کم ہے ولمیں اس شوخ کے اتنا ہی ترس کیا کم ہے کہ اسیروں کے یہ قید نفس کیا کم ہے سیر کی زبان کی بھی درو جا برس کیا کم ہے بجدا میرے لہو یہ بھی جیس کیا کم ہے جان بچ جائے جوار اکی نفس کیا کم ہے آشیان بھگو بنانے کو خیش کیا کم ہے مجھ مسافر کے لیے دل کا جرس کیا کم ہے
---	---

دھل مشوق کا تو شوق بڑا ہے کو کب اک نظر دیکھو کی دل کو ہوس کیا کم ہے	۱۴	۱۵
--	----	----

گلزار میں گل شکوہ بیدار نہ کرتے
 یہ کہو شب فرشتے میں بلبل اول خیز
 معلوم جو ہوتا کہ نہ پوچھیں کہ قدم تک
 دیتا نہ بھڑک کر میں اگر جان بخش میں
 مشہور و فادار زمانے میں وہ ہوتے
 فریاد بتوں کی کہی ہوتی نہ خدا سے
 بندہ ہی نہ ہوا باغ جان میں کہی انکی
 فرقت میں جو ہم جان ہی دیتی توجہ تھا
 کرتے نہ ناصت ستم ایجا د ہمارا
 کیونکر ستم و جو کا لطف اوٹھتا تباؤ
 تھے ہمیں جس طرح فراموش کیا ہے
 اوس گل سے جو ہوتا نہ ہمیں وصل میر

بیل کو گرتا رجو صیاد نہ کرتے
 کیا کرتا اگر نالہ و فسر یاد نہ کرتے
 خاک اپنی تری راہ میں برباد نہ کرتے
 افسوس میری حال پر صیاد نہ کرتے
 عاشق کو جو اسطرح سے برباد نہ کرتے
 مجھ پر جو ستم یہ ستم ایجا د نہ کرتے
 دیوانہ جو عاشق کو پر نیراد نہ کرتے
 تم کہو کہی بعد فنا یاد نہ کرتے
 ہم عہد جمالی کو جو برباد نہ کرتے
 اوس گل کو اگر در پہ بیدار نہ کرتے
 بس دل پر جو ہوتا تو کہی یاد نہ کرتے
 مہجرتے مگر ہجر میں فسر یاد نہ کرتے

افسوس ہو کی آہ نے تاثیر نہ کوکب
 ایسا جو سمجھتے کہی فسر یاد نہ کرتے



پیرتے خلق پر خنجر مجھے بیاں کرتے
 نامہ بر لاکے جو دیتا ہمیں پیغام مبالغہ
 کچھ نہ آشفقتہ دلوں سے اونہیں حاصل ہوتا
 پھر فرشتے نہ کسی بات کو سائل ہوتے
 وصل کی کیا ہمیں امید نہ تھی اوس گل سے
 درخت گردی سے کسی دن تو فلاں صفت ہو
 اب زیادہ نہ تڑپاؤ دل پہل بس بس

یہ بھی احسان نہیں وہ کسی عنوان کرتے
 جان و دل دونوں خوشی سزا ہی بان کرتے
 صورت زلف پریشان چہر پریشان کرتے
 میری تربت میں گذر آب جو ایمان کرتے
 وہ کیا ہجر میں کیوں چاک گریبان کرتے
 اس قدر بھی نہیں انسان کو پریشان کرتے
 اس قدر بھی نہیں قاتل کو پشیمان کرتے

دید گل کے سیلے ہر سب سے نہ کتر صیاد اور اکبار جو ہم سیر گلستان کرتے

ہوتی نالوں سے وہ رسوائی خلافت کو کب
حال ہم ہجر میں کیا اونکے پریشان کرتے

منفرد قتل ہے نہیں اچا یہی سہی
شکوہ کرینگے اب نہ حسنین سے ظلم کا
اب بھی زبان سے ہم نہ کریں گے کبھی قسم
جنوٹا سمجھتے ہو مری باتوں کو اسے صنم
شن لو اگر حکایتِ فرقت بیان کروں
مانع نہ ہو جیسے گا جو ہم اپنی جان دیں
اسے جان جان نہیں ہے یہ شرط وفا و مہر
دل خون ہو کر بہ جو گیا اسکا غم نہیں
پر و انہیں ہے کچھ بھی جب چاہو جان لو
کرنا نہیں ہے شکوہ خدا کی کریم کا
رور و کے انہی جان میں دید و نگاہ میں
مونس نہو گا سچ لحد میں اگر کوئی
کتر ہو تم کہ جوٹ ہی الفت کرو گے کیا

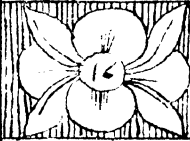
حاضر ہوں جانِ یو کو سے لوا بھی سہی
انصاف اپنا حشر پہ ٹھہرا بھی سہی
فرقت میں اور دل کو جلاؤ یہی سہی
کہتے ہو تم نہیں ہے محبت یوں ہی سہی
سچو کہ داستانِ ہجر ہنر سنی سہی
اچا ہمارے آپ کے پشید ہوئی سہی
بالکل نہ ترک رسم ہوا لاکھی سہی
حسرت ہے اوکلی جا پہ ملا سہی سہی
اک دن تو موت آگئی آخر ابھی سہی
فرقت میں جان ہی تری ای دل کچی سہی
گر اور کچھ نہیں تو یہی دل لگی سہی
ہمراہ میر سے یاس بھی ای دل ہی سہی
اچا نہیں یقین ہے محبت یہی سہی

کو کب فراق یار میں روتے ہیں اسلے
اک دن وصال ہو گا مقدر کبھی سہی

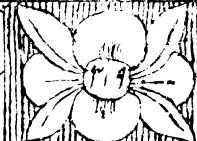
گر حسرت وصل بہت ہے ہر ہنوتی
کیون نہو کرین ہر کوچہ و بازار کی کھاتا
ہم ایسے ہیں عاشق تری ای بائی سید

مر جانے میں دم کی مجھے تاخیر ہنوتی
برگشتہ جو ایسی مری تقدیر ہنوتی
نا سنے کبھی کرتے جو تاخیر ہنوتی

دشت میں اگر پاؤں میں زنجیر نہوتی کیونکہ وہ اس نرا دیتے جو تقصیر نہوتی تکلیف ذرا ہی دم تکبیر نہوتی ایسی کہی صورت مری تفسیر نہوتی اعجاز اگر آب کی نقشہ یر نہوتی خاک اپنی کہی ہمسرا کسیر نہوتی کشتوں میں تھارے کہی تو قیر نہوتی پہلو میں جو میرے تری تصویر نہوتی	ہر دشت ستم زیر قدم ہوتا ہمارے گر ستم نہ اور لچتے تو وہ کرتے کہی قتل قائی کی سر سے سیر ہی نظر سے جو تری ہوتا نہ مجھے رنج جو فرقت کا تو ادھول کس طرح ہلا عاشق سردہ کو جلا تے بر باد کر تے جو تری راہ میں ایوب ہم خود تہ شمشید نہ رکھتے جو گل کو کیا جانے کیا حال شب چرین ہوتا
--	--



کوکب میں کہی چرین فریاد نہ کرتا
گر نارا شبگیر میں تاثیر نہوتی

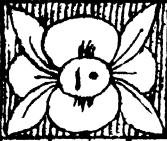


چہرہ پر نور دکھلاؤ خدا کے واسطے
اوس پری کو جا کر سمجھاؤ خدا کے واسطے
نوں فرقت میں نہ روناؤ خدا کے واسطے
میرے سبب میں تو کہتے خدا کے واسطے
اتش فرقت نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے
جان سے اکدن گذر جاؤ خدا کے واسطے
لاش عاشق کی نہ اٹھاؤ خدا کے واسطے
اپنے عاشق پر نہ جھنجھلاؤ خدا کے واسطے
وصل کی شب ہی نہ شرماؤ خدا کے واسطے
رفد باقون میں نہ بہلاؤ خدا کے واسطے
ابو صورت آ کے دکھلاؤ خدا کے واسطے

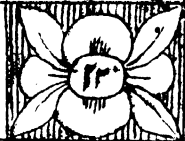
منہ چپا کر دل نہ ترساؤ خدا کے واسطے
اپنے دیوانے کو یوں برباد کرنا ہو کوئی
وصل سے بہتر کر دوش اور جانِ جهان
دم نکلتا ہے بہت شکل پر عاشق کا منہ
سوزش دل جان نیگی اکن اکدن ایمنہ
سر سے بزمی تو جا کر کہتے ہیں عاشق سحر
تا قیامت انجو کو جے ہی میں رہنمواؤ
ہو چکا غصہ کھاسے آ کے بلجاؤ ذرا
آج تو صورت مرے دل کی کلخو دوزرا
وصل اگر منظور ہو تو کہد و صاف صفا
طالع دیدار مر تا ہے خبر ہے نہیں

میر کا نشانہ بھی ہو غیرت رہے خاکہ برین
رحم کماؤ عاشق خستہ جگر کے حال پر
اے صنم شوق شہادت ہو دل بتا کر
عاشق مردہ یہ اعجاز سیجائی کرو
بے تر باز سے عرض کرتا ہوں خطا کر دوستان

ایک شب اچھوڑ دینا اور خدا کے واسطے
سنگدل ایسے نہ بنجاؤ خدا کو دہستے
صورت بسمل نہ تڑپاؤ خدا کے واسطے
تم باؤنی جلد نہ سراؤ خدا کے واسطے
یار دینو مجھ سے بلجاؤ خدا کے واسطے

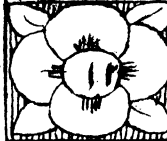


جان کیوں دیتے ہو کو کب ہجر میں اوشن رخ کی
دل کسی سے اور بھلاؤ خدا کے واسطے

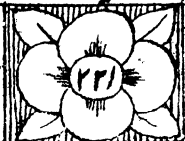


علم صیاد سے جاتے ہیں چین دیکھ چکا
نہیں بچانا مجھے یا کہ نسیمیں تبار و
دل نہیں بڑا ہر گشتیں سر ہمارا اختیار
ایک نے بھی نہ خبر انکی لی غربت میں
اب نہیں دل کو تنہا ہوستم سہنے کی
کر دیا ملک کو گرفتار بلائے غریب
اب تو غربت ہمیں ہمراہ لیے جاتی ہے
رحم آجائے انکی کہیں آزاد کرے
شوگرین اتونہ کھلوا ہمیں مہر کی فلک

خوب جی بہر کے تہیں اہل وطن دیکھ چکا
اتونہ بھی مرا سر کاسے کفن دیکھ چکا
کس طرح منہ سے کہیں ہر چین دیکھ چکا
جاؤ بس تکو ہی اہل وطن دیکھ چکا
خوب فرقت میں تری رنج و محن دیکھ چکا
دوستی تیری ہم اچھوڑ دین دیکھ چکا
آج تک ہم تہیں اہل وطن دیکھ چکا
قید صیاد کی مرغان چین دیکھ چکا
دشت غربت کو ہی آوارہ وطن دیکھ چکا



دل کو کب ہی نہیں زخمی نذر گان
تیری ناوک ٹٹنی صید نگن دیکھ چکا

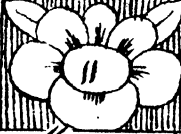


ہکو ہوئی نبات نہ وحشت کو مال سے
فرقت کا اب قلب نہ غرض ہو وصال سے
ہرگز ہونگا وصل ہمیں آپ کا نصیب

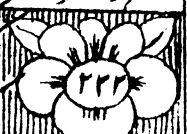
زنجیر پاؤں کی نہ بڑی چھ سال سے
راحت ہوئی لحد کی ہمیں انتقال سے
ثابت ہوا حضور کی اس قبل و حال سے

خسکہ نہیں کیا مگر اس کے مال سے
 مارہ بھی پھر میں نہ کیا اس خیال سے
 آنکھیں رڑ میں گے جو وہ چشم غزال سے
 کب لطف انتظار رہیگا دھال سے
 خاموش تھا نقطہ میں تمہارے خیال سے
 ادبجا ہوا ہے عشق مری بال بال سے
 ہوتے ہیں ہم نہارا ہی جان مال سے
 چھٹا بہت محال ہے کیسویں حال سے

فرقت میں مر گئے یہ اور شائے غم و اہم
 ایسا نہ ہو کہ ہوئے خلات آپ کے کہیں
 حسرت سے رشکِ خون کر ٹپکین گے دیکھنا
 اور بھن ہوگی دل کو جو راحت یہ پائیگا
 نالہ جو مثل بلبل بیدل نہیں کیا
 تاجر ہوگی ترک محبت نہ زلف کی
 جو بڑوں ہی سے کدو غنچہ دہن اگر
 دل سے اسیر زلف نہ اور بھن ہو کس طرح



کو کب کو بچ دیتا ہے بیکار اسے صنم
 کیا بات آئے گا تجھے اس کے مال سے



ناشن سے تیرے کون سی تصویر ہو گئی
 سنبھل کی زلف پاؤں کی زنجیر ہو گئی
 برگشتہ اس قدر مری تقدیر ہو گئی
 حائے آبر و تیری شمشیر ہو گئی
 باد و ہمارے حق میں یہ تقریر ہو گئی
 بس مجھ کو جان دینے میں تاخیر ہو گئی
 وحشت اب اس طرح سے کاو گیر ہو گئی
 شکر خدا کہ آہ میں تاخیر ہو گئی
 مری چکا میں لاش بھی تشہیر ہو گئی
 بیک اصل مجھے تری تصویر ہو گئی

ترجی نظر جو اسے بت بے پیر ہو گئی
 گلشنِ سودت کو نہ ہمارے قدم مرے
 اچا بھی کر کسی سے کہا تو بڑا ہوا
 میدانِ امتحان میں ہیں سرخرو کیا
 پوچھا جو حال تیرا تو وحشت سوا ہوئی
 آتاشِ فراق میں جسم خیال وصل
 صحرانوردیوں سے نہ آزاد ہونگے ہم
 گہرا کے خود وہ آئے مجھ گھر پہ دیکھنے
 باقی تھا ایک غلم سو وہ بھی ہوا تمام
 دی جان میں نے خیر ابرو کو دیکھ کر



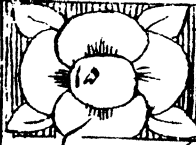
کو کب لکھا جو اپنے خط مجھ کو پھر میں



شکین قلب زار وہ تحریر ہو گئی

کر قیہون کو پڑے جان کو لای کیسے
 بھنے اسی دل ترے ارمان کا کیسے
 زلف شب رنگ فیروزہ نگ کا کیسے
 یک بیک زخم جگر ہو گئے آئے کیسے
 لیتے ہیں عاشق بیمار سنبھالے کیسے
 زخم دل آج ملک رکھو ہیں آئے کیسے
 سوز حسرت سوز دل میں ہیں چار کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نال کیسے
 وعدہ وصل ہیں اوس شوخ نے آ کیسے
 یزگی دل مرا جلا دے کپاے کیسے
 ناک بر خار نے توڑے ہیں یہ حال کیسے

بھنے ہی دل سے کیے بحر میں نال کیسے
 یار سے وصل کا اقرار کیا باتیں کین
 صبح ہوتی نہیں بیمار اس کے ہرگز
 پر ہمارا آئی ہے شاید مجھے ہو گا سودا
 جمعہت دینے بچا لیتی ہے مرتے مرتے
 زخم سے تیغ نگہ کچھ نہیں کرتا ہے علاج
 آتش بھرنے اس درجہ جلایا دیکھو
 بغیر اری سے تر عاوی دل ناشاد و خزن
 سیکڑوں بار کب آنے کو آیا نہ مگر
 سانس نہ ہتا ہے ہر روز قضا کا اس سے
 آبِ یابی جو مانع ہوئی پھرنے کی مجھے



آہ کی بلبلی شیدا نے تو کو کب دیکھا
 پڑ گئے جہان کے صیاد کو لالے کیسے

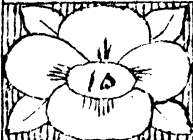


سر پہ مرد کو کبیا کی ہے قیامت سنو
 کیون دل زار بگاڑی تری خصلت سنو
 جھکو دی رکھی ہوا سے دل یزوت سنو
 سچ تو ہر پائی ہے اس طرح کی جرات سنو
 تجھے کی ہے دل بیمار محبت کئے
 اے دل زار قلب کی تری محنت کئے
 کوئے عشق میں کی ایسی شفت کئے

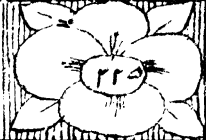
نال آغا ز کیے ہیں سر تربت کئے
 عشق بازی کی سکھائی تجھ عادت کئے
 کسکی فرقت میں تو فریاد و زخان کرتا جو
 اوس کے جان بازوں میں نکلانہ سوا میر کوئی
 کس سچا کی تجھے یاد ہے ہر شام و سحر
 بیوفائی کا حسینوں کر کلا کیوں ہر تجھے
 خاک ہی بعد فشارہ حسینان میں ہی

کیون دلا تجکو دکھائی رہ الفت کئے
جان دینے کے لیے دی مجھ فرصت کس
اے دل ناز کا لی تری حسرت کئے
اسطرح کی ہے بناؤ تو محبت کئے
سج تباہ سر پر سے دلی ہے آفت کئے
تجکو دکھائی ہے اے دل شب فرقت کئے
خواب میں آ کے دکھائی مجھے صورت کئے

شعرو برن پہ جو قہر تہا ہے پروانہ صفت
ساتنے رکھا گلون نے مجھے بلبل کی طرح
ان حسنینوں نے نظر ہر کے ہی دکھیا نہ تجھے
دم بہرا کرتا ہوں اے جان میں تمہارا جی
کون سی زلف پر نہ ان کا ہر سودا دل
بیقراری سے تری اب نہیں امید سحر
حشر تک پہنچے کی طرح سے آنکھیں کوہین



تو جو کہتا ہے محبت نہ کرو نکا کو کسب
سج بنا دی ہے تجھے ایسی ندامت کس

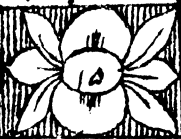


مجھ کو غفل کے برابر زخم کا انگور ہے
جان بھی بے لے اگر لسیا او سو منظر ہے
دل کی بتیابی سے یہ عاشق ترا مجبور ہے
دل مرا بے شبہ مثل خائے زہور ہے
سنگِ ذوق سے ہمارا شیشہ دل چور ہے
قلعہ عشق تہاں میں دل مرا محصور ہے
کس طرح پہنچوں گا میں یار کے منزل دور ہے
نشتہ عکسے کیلجے میں میری ناسور ہے
جو ہماری خاک کا ذرہ بھی شمع طور ہے
جان دینے میں نہیں بندہ کہی محذور ہے
شام جب آئی تو سمجھا مریم کا غور ہے
شعلہ رخسار جانان کیا چراغ طور ہے

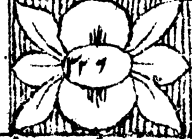
راستے ہر دم قہر تہا ہی تندرستی دور ہے
نقد دل تو نذر قاتل کر چکا مدت ہوئی
ترک ہو اے جان ترک کو چرین اناطرح
تیر فرغان اس قدر کماؤ جن میں نے اے منم
کیا کرین آئینہ خاطر پہ رہتا ہر غبار
جو کندگی سے جانان مجھے زنجیر پا
باوہین طاقت نہیں تہا تو دین چھا پر تو
کچھ نہ پوچھو حال او کے خلم کا اے دوستو
سرمہاں لیسو حلوہین آتش فرقت ہو ہم
آج دل جا ہے جو قاتل کا کرے تجکو شہید
زہت کے سودا میں یہ مشور دی ہوا خون
حسینے اوس غمخیز کو کیا غفل آیا اے

کوچہ الفت میں یہ بھی اک مراد ستور ہے
سکھن رنج و الم جان و دل رنجور ہے

جس کی ترک محبت پر نہ عشق اوس کی کیا
جو ستم چاہو کہ دگر گزینین شکوہ ہے



کہتے ہیں کوکب مجبور بداند رویار کا
اشہ تبار چین ہی میرا لقب مشہور ہے



ہمارے زخم جگر پر ہوئی لفظ نہ کہی
تمہاری دل پہ کیا آہ کچھ اثر نہ کہی
ہمارے حال پریشان کی نے خبر نہ کہی
یہ رات وہ ہے کہ جسکی ہوئی سحر نہ کہی
اگر وہ آنکھ لیتے مری خبر نہ کہی
دکھاتے اونکو اگر صورت جگر نہ کہی
تمہارے کوچہ میں آجان ہوا گز نہ کہی
ہمارے حال کو تم پوچھتے اگر نہ کہی
نہ کھلتا حال جو رہتی یہ چشم تر نہ کہی
اونٹالی باتہ میں قاتل مگر سپر نہ کہی
کہ چین سے ہوئی اک ات بھی سپر نہ کہی
نہ کرتے آہ بھی ہوتی جو با اثر نہ کہی
ہماری قبر میں لیتے جو تم خبر نہ کہی
قرار کی ہوئی صورت ہے جگر نہ کہی

خیال ہی تو کیا آپنے ادھر نہ کہی
پنہوار خانہ کے سینے ہجر میں لیکن
ہزار حیف کہ اوس گل ز خوش حشر
دراز سے شب فرقت کا ہویاں کس سے
یقین تھا جان ہی بچا محال ہوجانا
یقین آتا نہ ہرگز ہمارے داغون کا
امید ہی میں ہم آخر چلے جان سواہ
خدا گواہ ہے اس غم میں جان و دیر
تمام عمر نہ افسارے راز دل ہوتا
سپر کیا کہی سینے کو اور کہی دل کو
تمام عمر یہ رنج و الم رہا محب کو
تمہارے چاہنے والوں میں ہم وہ عاشق
خدا ہی جاننے فرشتوں سے کس طرح متی
کہی تو داغون کا غم ہے کہی الم دل کا



نہ کیوں ہو قطع امید وصال اسے کوکب
نگاہ غفلت ہی کی یار نے ادھر نہ کہی

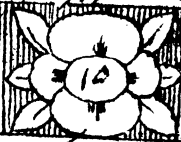


سچ بتاؤ گے کیون تو ایدل لیتے مایوس ہے

کیا سب سے کسبت بڑھ سوا تو نہیں ہے

نام شاہان گذشتہ بہر عبت رہ گیا
 او صبا گل کر سکی تو یہ ہستی کا چراغ
 کیا عجیب ہے سو مہ جابائے جو تیرا وہی
 امیدن ہی سیر کی تھے نہ اس گلزار کی
 کیون صورت جان برنی کی موت کا ہر شا
 قبر میں ہی میں نہیں متناہوں آجان جان
 عمر ہزار ہو غائب ممکن ہے مرا
 ناگوار ہو گویا کیوں نہواؤ دوستو
 ہر سزا رفت چنان سحر پشانی نمود
 آمد فصل بہون میں کوچ ہر صحرای مست
 روند تا ہے اپنی کشتوں کو جو قاتل بقدر
 تفرقہ اندازے میاں ہوتا ہر عبت
 وہاں سے تاثیر عشق سبز خط نگار

اب فریون تیرے دارا ہر لیکھاؤں ہے
 شمع جریہ ایسی قوت جبکہ ہم فانیوں ہے
 دل ہمارا گرم شیون صورت ناقوس ہے
 آج کل داغون سوزیہ دل سینہ طاؤس ہے
 قید الفت میں ہر دل بختیوں مجھوس ہے
 پاس لکھو صرست ویاں غم افسوس ہے
 غائب تارکیا کیسوں میں یہ دل مجھوس ہے
 روح انسان کی بہت اس جسم فانیوں ہے
 حال پر عاشق گراؤ گویا بہت افسوس ہے
 کاروان اندوہ غم سوزیہ دل ہمارا کوس ہے
 آج خون عاشقان شل حسا پووس ہے
 دل عروس کل سے بھل کا بہت مایوس ہے
 داغ جو دل کا ہے وہ رنگ پر طاؤس ہے



یار کی لاکر خبر دیتا ہے او کو کب سدا
 عاشقوں کا بھی تصور یگانہ جاسوس ہے

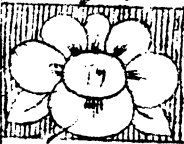


بر سرِ لطف ہوا کہ نہ صبا و کبھی
 وصل سے خوش نہوایہ دل ناشاد کبھی
 قید میاں سے ہم ہونگے نہ آزاد کبھی
 قید سے نعت کی ہوتی نہیں میاں کبھی
 ہاتھ بڑھتا نہ سوئے نشتر فضا کبھی
 شیتہ دل میں نہ او ترا وہ پرزاد کبھی

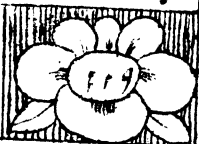
قید افت سہ نہ ہو کب آزاد کبھی
 سزا دم تک ہی رہی یار سوزنے کی ہوس
 عمر ہر سیر گستان نہ میسر ہوگی
 مر کے تو کیا ہے نہ تاحشر رانی ہوگی
 مجھ کو معلوم جو ہوتا کہ نہ جائیگا جنون
 عمر ہر بین نے ہرے نقش محبت نیکین

ہم وہ ہیں عاشق و عاشقہ ترو و جان پہن
تیر کا ہی نہیں ملتا ہو نشان اب تو فلک
جس بری کے لیے یہ حال بنا یا اپنا
رحم ہے جب کو کسی پر نہیں آتا ہرگز
خاک ہی بد بنا اوڑتی ہے صحر اصر
پھر مہم حیر دل آرام سو خوش ہو کر
کچھ ہی پر نکا نہیں جان جو تیا ہون تو
جتنے عاشق ہیں ہر تہ میں فغان کر آہ

نہ بیان سونگیا شکوہ بیا د کبھی
خاک ایسی بھی کیسی نو بر باد کبھی
دوستے ہوئے سے ہی ہلو نہ کیا کبھی
ایسا دکھایا ہے کسینو ستم راجا کبھی
کوئی عاشق کی طرح سے نو بر باد کبھی
مر گئے دار نہ کی غلام کی فریاد کبھی
رحم کما ٹیکانہ مجھ پر ستم راجا کبھی
بر من وہ ہوں جو نہ کی ہو لکڑیا د کبھی



ہم وہ عاشق ہیں کہ نکار نہ کرتے کو لب
جان دینے کو جو ہوتا ہمیں ایشا د کبھی

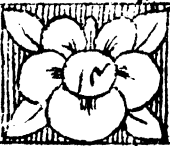


دیکھ سہم ہی ہیں ترے چاہی والی کیسے
بانغ میں رو رہی ہیں جب یاد میں تیرا گل
ہم تو بس ایک ہی رو دن کو سمجھتے ہیں صنم
پاس رسوئی قاتل کا ہمیں آتا ہے
دل تو کیا جان ہی کرتے نہیں ہم تم سے غریز
اس مصیبت سے واقف تو ہم اچھوشت جو
سمتو بیار پرے ایسی کہیں ہر کے اوٹے
کاب جاتی ہو زمین عرش لڑ جاتا ہے
نافہ مشک خن سمانو اوٹے کے سے سفید
پھر نو آرزو سے عشق جو دیکھ سکے
جس سے نہ تری باز رہو عرش تلک

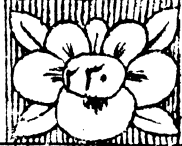
جان دیتے ہیں شب ہجر میں نال کیسے
نہ میں ہم شکون سے ہر دم ہیں تھاکے
زلف کھتی ہیں کسی ہوتے ہیں کالی کیسے
اوتک منہ سے نہیں کرتے ہیں نال کیسے
اور ہوتے ہیں بہلا جاہنے والی کیسے
زخم کھتی ہیں کسی ہونے ہیں بہاؤ کیسے
جانو ہی نہیں ہوتے ہیں سبھاؤ کیسے
فرقت ہمار میں کرنا ہوں میں نال کیسے
آہو سے چشم صنم ہوتے ہیں کال کیسے
فن الفت میں لکھی جمنے رسا کیسے
رج با ہم ہیں ترے ٹوہنڈ ہنر والی کیسے

رحم مودن میں پڑھتا ہوں مرچھا کر کیسے
کیون پرہیز نہیں تیری چاہیو دار کیسے
کیون دل زار کیسے ہجر میں نالریست
مستعد راہ زنی پرہیز یہ کاسے کیسے

دشت گردی ہو یہ نوبت ہوئی رفتہ رفتہ
مور کو بھی کبھی رغبت سے نہ دیکھا ہرگز
غیر کا ذکر تو کیا تو بھی ہے عاجز مجھے
جان لی جسے تیری زلف کو دیکھا اکبار

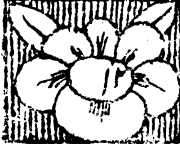


یادگار اپنا بھی افسانہ رہ گیا کوکب
لکھے دفتر شے وقت کر سائے کیسے



بیہوش کر دیا ہے سیم بیاہنے
کیا کیا دیا فشار ہمارے غرار نے
لی جان میری آخر کار انتقار نے
کوچے میں ادھر کا راہ پائی غبار نے
عاجز کیا یہ مجھ کو دل بقیہ ار نے
پہو کا تمام آخر کار اس بخار نے
دنیا سے کو دیا مجھے اس انتشار نے
مددے بڑے ادھٹائے مری جان نار نے
پہوڑا نہ کو سے یاد کر اپنے غبار نے
باند باند جو رنگ جلوہ روئے نگار نے
آنسو بہائے ہیں فلک شکبار نے
محبور کر دیا دل بے اختیار نے
افسوس مار ڈالا ترے ہتھار نے

کونلی ہر جہاز زلف معبر جو بار نے
نیر زمین بھی چین سے آ کر نہ سوار
افسوس تھانہ وصل بتوں کا نصیب
حسرت یہ دل میں بعد فنا اور گئی
ناے کبھی کبھی رو یا شب فراق
لی جان سوز عشق نے ہمار کی ترے
سودا سے زلف بار نہ سر سے گیا کبھی
راحت سے ایک رات نہ اسکی سیر ہوئی
بعد فنا بھی لوڑ کے نہ ہرگز کہیں گیا
بیل کو ہوش اور گلو گلشن میں دفنا
بعد فنا جو شدہ فشان دروغ دل ہوا
کیا کرتے آہ ناسا جو کرتے نہ ہجر میں
جانیگی جان اکیدن امید وصل میں

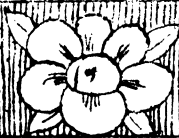


کوکب کو اب نہیں ہو کسی بات کا الم
ادرا کی خواب شہ ذوالفقار نے

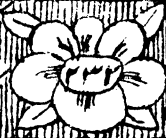


یہی نہ کہہ کیا نہ کہی دل میں آنکے
اس راہ میں کسیکا کوئی ہمسفر نہیں
یہ حال جانتے تو نہ رکھتے کہی قدم
تہا قصد مر و قتل کا لیکن اوٹھا نہ ہاتھ
دی جان سامنے نہ گھون کے ہزار حیف
بہتقل کی نہت شوق شہادت نہ لے گیا
بلو نور تیرے سامنے دیکھا جو شمع کو
قاتل تھا ہوا تو نہ کیوں میں تو جان دی
قاتل تر سے نظارہ کا اسد رجب شوق ہے
آدم تو کیا فرشتہ ہی مجرم میں عشق کے
جاسکے جان عشق میں یہاں نہ تھی خبر

عزت نہ بچتی تیس کو محل میں آنکے
عقدہ کھلا یقبر کی منزل میں آنکے
ذلت اوٹھالی بیدگی محفل میں آنکے
کی خوف نے جبکہ دل قاتل میں آنکے
کیوں رک گیا یہ ذہن فساد میں آنکے
دی جان میں نے کو حیف قاتل میں آنکے
پر داسے بچتے جل گئے محفل میں آنکے
کیا وجہ بات رہ جو گئی دل میں آنکے
اکی ہو جان دیدہ بسمل میں آنکے
ایذا اوٹھالی ہے جہ بابل میں آنکے
غایت ہوا یہ قبضہ قاتل میں آنکے



کو کب یہ عین غلام شہ و افکار کا
کیونکہ خبر نہ دین گے وہ مشکل میں آگے

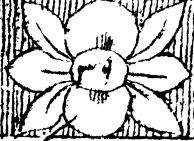


خزان کردور کا کٹکا جھبہ بار میں ہے
اثر غضب کا مری چشم اشکبار میں ہے
مزد وصال کا اوجان کو فشار میں ہے
کس انتہا کی نقا ہٹ مری غبار میں ہے
یہ شور و غل تری عاشق ہر کے فرار میں ہے
کہ زور شور جنون موسم بہار میں ہے
کہ موت بھی تو مری تیری اختیار میں ہے
عجب کاٹ تری تیغ ابدار میں ہے

شب فراق کا غم دل کو وصل یار میں ہے
وہ حال پوچھتے ہیں تو دیکھتے ہیں اگر
قبول اسلے کرتے ہیں موت کو عاشق
جہان پہ بیٹھ گیا پر نہ اوٹھ سکا ہرگز
نہ پوچھ آتی ہر کس سمت سو فغان کی صدا
پہناتے ہیں مجھ جدا و بیزاریاں دوسری
شہ فرار میں کس طرح جان بیوں میں
ہزاروں گشتہ ہری ایک ہاتھ میں آکر

یہ جان نثار فقط تیرے ہتھ مار میں ہے
 یہ کسکا نور الہی سرے مزار میں ہے
 مگر جو بوسے وفا ہو تو اوس نگار میں ہے
 یہ آہ آہ کا نعل کون سو زار میں ہے
 کایہ بے بس بیدل کا نوک غار میں ہے
 تڑپ ہی اگر اس جان بقیار میں ہے
 وصال کی جہن اسید ہجر یار میں ہے

علاقہ سب ہو کیا ترک روح نے لیکن
 ہوا ہی خیریت خود س کچھ تار کھنڈ
 جہان میں یوں تو نہ اردن میں گھبران
 رہ جو لگور غریبان پہ کس تجاہل سے
 خلش ستم کی اور ہائی فراق گشت میں
 نوح ہوگی شب ہجر کی سحر ہرگز
 پہلی خزان میں توقع بہار انہی



نہ ترک ہوگی کہی الفت تباں کو کب
 مرا تو دل ہی نہیں میرے اختیار میں ہے



فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے
 فرقت یار میں کرتا ہوں میں نالی کیسے

سانس لینے کی نہیں تاب سنبھال کیسے
 دل بہنے کی کھوڑ زنجالی کیسے
 زخم دل ہوتے ہیں ہر مرتبہ آئے کیسے
 جان کی چوگرگو اغیار کو لائے کیسے
 روکے اور دل ترے ارمان نکالے کیسے
 دونوں عالم کو کیا ہوتے وہا لاکیا کیا
 دل ہلا دیتا ہوں عالم کا خدا شاہ ہے
 آسمان روٹتا ہے مٹیابی دل پر اکشر
 خاک اڑوانی چھوٹا رہتی ہر شے بزمِ دل
 خود ہی رودت میں سنتا ہوں ہر دلی چکر
 اک زمانہ مرے احوال پہ گریان ہے مدام
 ذکر کیا اوزکا نہیں موت بھی اتنی اور دل

فرقت یار میں کرتا ہوں میں نال کیسے فرقت یار میں کرتا ہوں میں نال کیسے فرقت یار میں کرتا ہوں میں نال کیسے فرقت یار میں کرتا ہوں میں نال کیسے فرقت یار میں کرتا ہوں میں نال کیسے	رنگ اور تاپے گلون کا بچہ اسے بلبل دوست کو بچہ ہر دشمن کو خوشی ہوتی ہے ہر تزلزل میں زمین خچ ہی تھراتا ہے جان بچنے کی بھلا یہ بھی ہر صورت کوئی کوئی نصرت نہ دیتا ہے کوئی داد مری
--	--

ہر کہیں شہور غنادل یہ ہی فوق ای کو کوب فرقت یار میں کرتا ہوں میں نال کیسے	
--	--

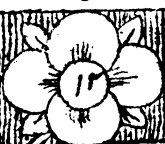
بیدار تپ سحر کو اعضا شکستہ ہے تنہالی کا عالم ہے غریب اوطقی ہے خیرین کا کہی وصل نہ لگتا میسر عشاق ہیں کیا کیا پس دیوار زو تیر گالی کہی دے کہ کیا برو سے خارہ کیا حال کہوں ان پر گل اندام کا بلبل عکس در دندان سے گھر ہو گئی پانی دل لیکے فقرہ سے تو پر بات نہ پوچھی جائے گی تری جان دلا شکستہ نہیں جان اپنی میں اکے در ضرور آپ نہ دوں گا دل تپو میں غریب ال اشاروں ہو تمنا سے جو دیکھتا ہے جان ہی دیر کو ہے موجود سفر خبر لوری آنا ہے نو آو و	لے جلد خبر جان یہ اب اس کے بنی ہے غربت میں وہ غم ہے کہ مری جی یہ بنی ہے فرما دیکھتے میں فقط کوہ کہنی ہے دم لب پہ غریبوں کی ہو جانو پہن بنی ہے قاتل کی نئی بات نئی تیغ زنی ہے ہر رشک گلون کو بھی وہ مارکتی ہے شرمندہ ترے لے عشق میں بنی ہے پہلا تو نہ تھی یار جو اب کم سخن ہے فرقت ہو جو اوسے تو یہ اکدن شدنی ہے اتو یہی ایجان مرے دل میں نہیں ہے نہ نوک خمرہ سینہ کو برچی کی الی ہے اسے ترنگ ہمیشہ سے تو قسمت کا دہنی ہے ہمار کی اب جان یہ ایجان بنی ہے
--	---

کو کوب نہ مری جان بچے گی کسی تیر	
----------------------------------	--

شدت سے تپ بھر کے ہفتا شکنی ہے

دل میں بیل کو خزان سوری حسرت باقی
گل پر مردہ میں ہستی نہیں رنگت باقی
مر کے بھی یاد رکھ اسے دل پر قیامت باقی
رنگی دل میں ترے وصل کی حسرت باقی
اب نہیں آنکھ میں جب کرموت باقی
پر وہی بیل شیداکو ہے الفت باقی
بعد مرنے کے بھی تجھ کو ہے حضورت باقی
میری تقدیر میں ہی یار کی صحبت باقی
مرنے دانے کی رہی ہو یہ وصیت باقی
اب نہ دارا ہے نہ وہ اس کی حکومت باقی

اے دولت تو گھون کی نہ وہ صورت باقی
حال دل نفع و گریہ کی تپ بھر سے ہو
نہ سمجھنا کہیں اب اس سو اسکیا ہوگا
کہ ناشاد سفر کرتے ہیں اس دنیا سے
جہاں کہ بیٹھے ہو منہ پر جو کچھ ہوتا ہے
یاد جو دیکھ کہیں گل نے توجہ ہی نہ کی
ای زمین قبر میں بھی تو بھیج دیتی ہر فشار
گو کہ ظاہر میں جدا ہوں مگر اے دل مجھ
جب کیا قمر تروے کے کرونگا تشنیر
انقلاب ایسا زمانہ کو ہوا ہے دیکھو



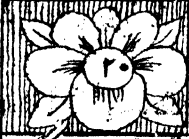
اس قدر میں تپ بھراں میں جلا ہوں کوکب
بعد مردن ہی رہی دل میں حرارت باقی



دل کو کس طرح شب بھر میں بھلاؤں گے
کنج تارک میں ہم اور ہی گہرا میں گے
غسل ہو گا نہ میسر نہ کفن بائیں گے
دلخ دم جو میں میں کبھی دکھلاؤں گے
ہکو تنہائی میں جسوقت وہ یاد آئیں گے
میں تو سمجھا تھا اقرار ہے کہ تھیں گے
کس طرح آہ نکیرن کو سمجھائیں گے
شکوہ جب کر دنگا تو وہ شرمائیں گے

یار جے موت ہم اس رخ سے مر جائیں گے
قبر میں چور گرجے ست چلا جائیں گے
دشت غربت میں جو ہم جی سکر گز جائیں گے
رنگ اور جائیگا لالہ کا حیا سے بالکل
حسرت دید کو رو کے نکالیں گے دلا
کوئی اگر سوا آہ شریک غربت
آکے جب پریش اعمال کرینگے جیسے
ایسے میں شب بیل میں ہفتا شکنی

لاکھ ہم عشقِ حجابین اور نہیں ہوگا یقین	ایسے ہوئے نہیں باتو نہیں جو آجائے
زیست دشوار مہینِ ہرگی خدا شاہد ہے	اسے منہ تیری جدا ٹیکایہ غم کماٹے
ساتھ جا نیکی مری جان تو ادا رہے	آبِ پہلو سے مری جان جو اوشہ جائے



ہلو و حشت میں نہ دیوانہ سمجھنا کوکب

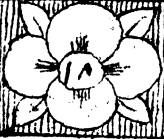
وام میں مرغِ جنون کو بھی کہی لائے



سر سے اشوس بلا و شبِ فرقت نہ گئی
کس بجائے اوس گلِ رخسار کی کمت نہ گئی
اشکِ نری کی مگر ہجر میں عادت نہ گئی
سر سے کس وزر سے آ کر قیامت نہ گئی
سوزِ الفت کی مری دل سے حرارت نہ گئی
عمر بہر عاشقِ شیدا کی مصیبت نہ گئی
میں وہ بھل ہوں کہ دل سے کبھی مرأت نہ گئی
گل کو بیل کی طرت سے جو غفلت نہ گئی
عالم فقر میں بھی شانِ امارت نہ گئی
عمر بہر گیسوے پیاں کی محبت نہ گئی
دھل کی آج ملک ولسی مسرت نہ گئی
بیل زار کی گلزار سے الفت نہ گئی
شعرِ دیون سے جلا دیو کی خصلت نہ گئی
بیل زار کو فریاد کی عادت نہ گئی
زخمِ دل سے مرے تاحال زیت نہ گئی
دل آزاد سے پاؤ قد و قامت نہ گئی

عمر بہر دل سے مری وصل کی حسرت نہ گئی
کون لایع پر جسکو نہ بیا جا کر
نورِ جانا رہا آنکھوں کا یہ نقشِ دیکھا
قبر پر آکے وہ فریاد کیا کرتے ہیں
آتشِ عشق نے سینے کو بنایا گلخن
رشتِ غربت میں سدا بھوک رہی کہا میں
دیکھا فاضل جسے سینے کو سپر میں دیکھا
سنتا ہزارہ و فریادِ سدا وہ لیکن
ساتھ غربت لیے ہر تہی ہے ہمارا بستر
پاؤ زنجیر رہا جو شمعِ جنون میں لیکن
گھر میں لک شبِ مری مہمان جو رہا تھا وہ گل
سیکڑوں ظلم اور شائے تری صبا دگر
شکل پر وہ نہ ہزاروں ہی کو پہنچا لیکن
دہشتِ فصلِ خزان موسمِ گل میں ہی ہی
ہو گئی عمر سپر اسکا مداو کرتے
عمر بہر سایہ بھی لکھن نہوا اور سکا مگر

دشت غریب میں ہوا غسل میسر نہ کفن
 داغ دل سیکڑوں عشاق کو بستے لیکن
 استخوان ازمن لاغر کو دیا آہ فشار
 لاش کشی کی ترسے تا سر ترست نہ گئی
 لار رویوں سے کبھی حسن کی دولت نہ گئی
 مر کے بھی مجھے فلک تیری خصومت گئی



علم کیا کیا کیے عالم نے مگر اسے کو کب
 ہم وفادار جوتے دل سے محبت نہ گئی



دل کو حضور کے سینہ ہوتی خبر مری
 بسیل کی طرح میں بوڑھتا ہوں کج
 تار کئے ہی جو ڈرائے گی قبر میں
 باقی رہا ہے کونسا اب ظلم اسے فلک
 جیتا ہوں درد عشق سو یا ہو گیا تمام
 بیکار خون ہو گیا گردن پہ آپ کے
 تیرے سوا کسی جو دیکھوں کو رہوں
 کیونکر میسر اکلام نہو پاک عیب سے
 فزت میں مرتے مرتے مری جان بچ گئی
 جب رہ خدا کے واسطے یہ خوش حال
 مشہور جو کہ بائیں آئد اسے خلق ہے
 تھا کون دل کا پوچھنے والا شب فراق
 آیا ہے وقت فرغ زبان بند ہو گئی
 ہرگز کیسا دل نہ ستا نام تمام عمر
 فریاد کی کبھی اچھی سرت سے رو دیا
 ارمان وصل میں ہوا آخر کو میں تمام
 کیا وجہ آہ ہو گئی کیوں بے اثر مری
 کیا جان لیکے جائیگا درد جگر مری
 تسکین کرے گی یا درج خیمبر مری
 تشہیر لاش بھی تو ہوئی درد میری
 پوچھی نہ بات بھی کبھی رشک قمر مری
 اچھا میں جان دوں گا نہ پوچھو خبر مری
 آئین ہی بہتر ڈالوں جو بسکی نظر مری
 کس لطف سے بنا تے ہیں غزلین ہنر مری
 کیا خیر ہے تو کہ نہ پوچھی خبر مری
 نالوں سے نیند اوڑتی ہوں غ سحر مری
 مائل ہوئی ہے آہ طبیعت اور ہر مری
 مرجاتا میں نہ لیتے خبر وہ اگر مری
 کیونکر دعا ہو آہ ہسلا کارگر مری
 دیتا یہی صلاح وہ سنتے اگر مری
 بس یوں ہوئی ہے عمر دروزہ بکری
 حسرت نہ نکلی آہ کوئی عسر ہر مری

یہ جانتا ہوں میں کہ جو ہے گا وہ مگر
ہو نچا دے اس تک کہ خبر نامہ بر مری



کو کب اسطرح جو ہے دلچسپ شوق



نابت ہو کہ زیست ہی ہو تا سحر مری

آفت جو سر پہ عشق کو لانی تھی لا چکا
کیا پوچھتا ہوں چب جو ہو گیا تباہ چکا
آتا ہر یار کو تو مرے گھر میں آ چکا
عاشق کے دل کو شعلہ رخ سے جلا چکا
کتاب ہے مجھے یار کہ باتیں بنا چکا
فرقت میں خوب رکھو ہمارے دکھا چکا
امید ہو غبت مجھے اسے دل دہا چکا
اب یاد کیجئے مجھے دل سے بہلا چکا
اب کیا کرینگا شمع تمنا بجھا چکا
یہ غم والہ اوتھانے تو جو کہ اوتھا چکا
عاشق کو قتل کر کے بھی تم آزمایا چکا
جی خوش ہو حضور کا باتیں بتایا چکا
فرقت میں خون آنکھوں سے جمکھو روایا چکا
جہاں کہ جکان ان حد وہ سٹایا چکا

وشت میں مجھے عیب کو در در پیرا چکا
دل پر ہوئی سب آہ کی تاثیر نہیں
سب انتظار موت سے بدتر خدا گواہ
اب تو کلیجہ آچکا شند ڈا ہوا حضور
سکر شکایت شب فرقت کو وصل میں
اس سے دہ برے کا ظلم تباہ کرینگا کیا
راحت ہو سو رہوں نہ کروں اوزکا انتظار
اتنا نبت ہو آپ کے عاشق کو دے
دل طالبِ دصال کا دہ خاک کر چکا
سوئیں گے جا کے قبر میں باغِ چین سے
باہر گئی تھ کو بے سے ہرگز باہر خاک
سب لب خیال میری خوشی پر کیجئے
ظلم اوزکا آگے دیکھو کیا رنگ لایا چکا
باقی نہ کوئی غم رہا میرے دے



سوز غم والہ سے سینا شعلہ خ



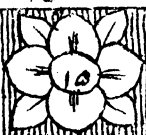
کو کب کے دل کو شل سمندر جلا چکا

انکست زلف رسا پاؤں کی زنجیر ہوئی
ایک نہ برہ و نہ کہی یار سے تو میر ہوئی

اتوئی مری اگر کہ گلو گیسو ہوئی
بے مقصوری مری مودت میں نہ ہوئی

شب کو دیکھا تھا جو اچانک تو وہ آئے دنگو
 دھوڑتے ہوئے سے بھی نشان ابنین ملتا اور
 اسکے ہند سے رہائی نہوئی تا دم مرگ
 عفو اب کیوں نہیں ہوتی ہو خطا کیا پیش
 کوئی محاکو نہیں پہچانتا صبح شب ہجر
 بخبر عاشق کا ہر اک سروہ کیا کرتے ہیں
 مرغ بسل کی طرح دل کو ہوئی بیتابی
 اس قدر آپ خفا کیوں ہیں سبب کیا اسکا
 مر گیا شوق شہادت میں ٹرپ کر لیکن
 کیوں تجھ کو تاکتا ہے وہ قدر اندازت
 کند خنجر سے وہ ظالم مجھے کراہے شہید
 کیوں مجھے دام میں گیسو کر گنہار کیا

کس قدر جلد مری غاب کی تعبیر ہوئی
 خاک گشتی کی ترے صورت اکسیر ہوئی
 طوق گردن کا مری زلف گر گیر ہوئی
 یہ گنہگار تو کتنا ہے کہ نقص ہوئی
 ایک ہی شب میں یہ حالت مری تغیر ہوئی
 بعد مردن یہ مرے عشق کی تاثیر ہوئی
 میری نظروں سے نہاں جب ہی تصور ہوئی
 کیسے تو میں بھی سنوں کون سی قصیر ہوئی
 گردن انسوؤں نہ میری تہ شمشیر ہوئی
 کیا قضا آ کے برابر ترے پنجہ ہوئی
 مری تکلیف کو ارا دم تکبیر ہوئی
 کیا خطا تھی کہ جو اس طرح کی تغیر ہوئی



جوش و حشمت میں بھی کو کب نہ رہائی پائی
 مانع وشت نوردی مجھے زنجیر ہوئی

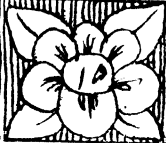


چاہیے ہے آخری رخت سفر کے لیے
 احوال نالان یہ اتنا درد سر کے لیے
 شام سہین پہر رہا ہوتا سر کے لیے
 ناکر تہا ہی تہا اے بخیل کے لیے
 پرتلا لایگا خطاے نامہ بر کے لیے
 سوچ اے غافل تہا ہی یہ گھر کے لیے
 جانڈی کافرین کراہی قبر کے لیے

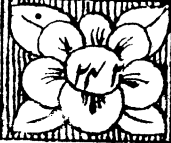
ہو تلاش گوارا بید او گر کے لیے
 روتے روتے جان بھی جاو تو بوجہ وہ نہا
 کون ارشک قمر نظروں سے میری چپ گیا
 مجھے اخفا کرنا اسے مل رازدار عشق ہو
 مجھ کو پیغام اجل آیا ہی مان سے کو ہے
 حشر تک سونے کو کیا کنج کد کم ہو تجھے
 اب نہو گیارا بد وہ بیت خورشید رو

رو رہی ہے اس قدر چشمِ ترک کے لیے
 پہاڑ تیار کیا ہی یہ لطفِ نظر کے لیے
 دکنی سو اسے بڑھیکر دوسرے کے لیے
 ہین تزلزل میں دلا دیوار دوسرے کے لیے
 رو رہا ہے عاشقِ خستہ جگر کے لیے
 جاگتی ہو چشمِ گریانِ رات بھر کے لیے
 ہے دلا میرے سوا داغِ جگر کے لیے

دوبتی ہو کشتیِ دلِ بحرِ الفت میں مری
 دیکھتے ہو مجھ کو بھی چشمِ غضب سے قہر
 اپنی دیوانے کی جانب سے نظر کو پھر کے
 مومن سے عاشق کو اس گلِ زلفِ مایا خان
 نالہ دزاریِ عبتِ پردہ نہ پوچھے گا کبھی
 گھر کیا کہ تصور نے جو نیند آئی نہیں
 رشکِ گلزارِ رامِ سینہ مرا سو جائیگا



عمر بھراؤ کو نہوگی قدر میرے عشق کی
 آہ میں پیدا کروں کو کبِ ترک کے لیے



کیون نہیں ہوتا ہمارا امتحان کیا دیر ہے
 مر ہی جا چکے ہیں ایسے نیم جان کیا دیر ہے
 فصلِ گلِ آفرین کہ ای باغبان کیا دیر ہے
 توڑے دیوانے اب تو بڑیاں کیا دیر ہے
 توڑ بھی چکے زمینِ یہ استخوان کیا دیر ہے
 سوٹ کر آنے میں ای عمر روان کیا دیر ہے
 غنچہِ دل پر چل ای باوخران کیا دیر ہے
 کبھی دے برا بھلا کہ آسمان کیا دیر ہے
 اب قیامتِ آفرین اور خفاکان کیا دیر ہے
 سرحدِ اکرنے میں تن سوا یحسان کیا دیر ہے
 میری آزادی میں پہاڑی باغبان کیا دیر ہے
 قتل کرنے میں تجھ اور جانِ جان کیا دیر ہے

جان لینے میں تباہ مہربان کیا دیر ہے
 کہتا ہوں قاتل یہ سہل کو تڑپا دیکھ کر
 صدائے باوخران نے دل کو پھر مردہ کیا
 خوب زور و شور میرے آمدِ فصلِ بہار
 دل سے سچا۔ عمری دھڑکا فشارِ قبر کا
 نزع کی تکلیف جیلون تا بکر تڑپا کروں
 اس شگوفہ کو نہیں امید کلمن کی کبھی
 روزِ کرب و غم سے جان چھٹ جائے کہیں
 کچھ تو میرے بھی گمورازِ عدم کو غافل
 صورتِ بسمل تڑپا ہوں شہادت کے لیے
 دامِ الفت سے گلوان کر جانیں بیکتا کبھی
 کہے میں حاضر ہوں عیدِ امت میں بے غل

ہوں نہ وہ بالا زمین و آسمان کیا دیر ہے
جامِ دینی میں تباہ پریشان کیا دیر ہے

خوفِ روزِ حشری دلِ دھڑو جاتا رہے
منتظر کب تک ہوں میں زندہ مشربِ بیتابا

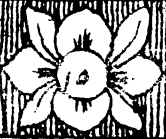


منتظر ارشادِ عالی کا ہے یہ کوکب فقط
ورنہ اوسکو قطع کرنے میں زبان کیا دیر ہے



جو تم چاہو تو بہر باتیں کرے تصویرِ مٹی کی
نبا کی صلاحِ قدرت کی کیا تصویرِ مٹی کی
ہنیں کہلتی مجھے ہر کون سی تصویرِ مٹی کی
کہ لوگوں کو گمان ہے ہنیں ہوں بخیر مٹی کی
ہنیں معلوم پیش حق ہے کیا تصویرِ مٹی کی
خدا کی شان ہو دیکھی کوئی تو تصویرِ مٹی کی
کہ تباہی میں مٹی کا یہ ہے تصویرِ مٹی کی
تری تلوار کو سمجھا کیا شمشیرِ مٹی کی
کہنے ہی سہی ہر آج تک تصویرِ مٹی کی
نہ پوری کس طرح سے ہو جو تصویرِ مٹی کی
مری تلوار کیا سمجھا ہے اے بخیر مٹی کی
حقیقت جانے ہیں صاحبِ اکسیر مٹی کی

تن بجان میں جان آئی پہری تقدیرِ مٹی کی
نورِ شگون کی کیا سجدہ یہ ہے تو تصویرِ مٹی کی
سہرا کا مال کر کے پرکھ باندھو ہے کیوں نایق
کیا اشکِ نواں یا غمِ جمی اور اور گرا دیسی
نشارِ اک اک کو دیتی ہر زمین بعد فنا ایدل
نشاہ و گداز تک جامِ مے نیکر پہنچتی ہے
ہو اسے خلعتِ آدم اور عالم سہی ظاہر
وہ سودا کی ہر آگاہی کہ عشقِ تنہا اترے
لبِ گورِ غریبان کس طرح ہوتی بے لگاویا
نہ خطِ دیوانِ خاک میں بھکولائے گا
تہ شمشیرِ گردنِ غم جو کرتا ہوں وہ کہتی ہیں
ہر اک آگاہ اسکی قدر سے ہوتا نہیں پرگز



لا جو خاک میں اوسکو بھی مثلِ انجربا تے ہیں
ہنیں معلوم اے کوکب تجھے تاثیرِ مٹی کی

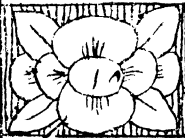


ہم جان اپنی دینگے اگر وہ نہ آئیں گے
کیونکہ نہ چشمِ بید میں آنسو بہ آئیں گے
بچ شبِ فراق کمان تک ادٹھائیں گے

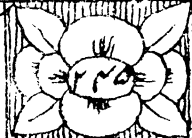
دل میں ہنسی ہرگز کسی روز کماؤں گے
دافعِ دل و جگر جو کہی ہم دکھائیں گے
دل کو یقین ہے جابِ سیوا کی دوزجائیں گے

اثر سے نہ اسکا عوض کیا وہ پائین گئے
امید زیست قطع ہوئی آہ کیا کروں
داغ شب فراق ہمارے جگر پہ ہیں
دل کو یہ ہے یقین کہ ہوگا نہ وصل یار
الف کیسی خلق میں آسان کچھ نہیں
آگاہ ہم کرینگے اگر اپنے عشق سے
اس خوف سیوہانہ میں نکل تمام عمر
دوبے گی کشتی زل و جان بحر عشق میں
کیونکہ کہیں گے عشق ہمیں ہر صورت
مر جائینگے بلا سے مگر اے صنم کہی
کیا کیا تبتک مجھ کو کیا ہے فراق میں

ہو اسٹے جو دل کو کیسا جلائیں گے
کتاب ہے پار لاج سے اب ہم نہ آئیں گے
کیونکر ستم کو آپکا دل سے بھلائیں گے
ناشاد و نامراد زمانے سے جاؤں گے
اے دل بہت بہت وہ تجھ کو آزمائیں گے
داغ فراق سے حسین دل جلائیں گے
بوسہ طلب کروں گا تو باتیں سنائیں گے
ایسے شب فراق میں آنسو بھائیں گے
بوجہ میں گے حال دل تو ادھن کیا بتائیں گے
اپنی زبان پہ ظلم کا شکوہ نہ لائیں گے
اچھا کریں گے دل کو اگر وہ جلائیں گے



کو کب تمام عمر محبت نہ کیجیو
آنکھوں سے خون نہ بہیں غلامِ رولائیں گے

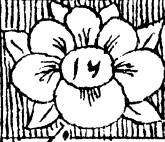


ہمارے نالہ دل کچھ اثر نہیں رکھتے
وہ داغ دل سے ہمارے خبر نہیں رکھتے
کب اپنی موت کو پیش نظر نہیں رکھتے
وگر نہ ہم کوئی کسبِ خبر نہیں رکھتے
تمہارے زعم میں کیا ہم جگر نہیں رکھتے
کہ اپنا ہوش بھی دو دو پہر نہیں رکھتے
رہِ عدم میں کوئی ہمسفر نہیں رکھتے
غضبِ ہر نالہ عاشقِ اثر نہیں رکھتے

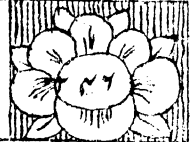
جگر پہ داغ جو تم اے قمر نہیں رکھتے
یقین ہے ہمیں ناسورِ زخم میں ہوگا
شب فراق میں ہر دم ہوا انتظارِ قضا
وہ رزق دیتا ہو یہ سب کمالِ رزاق
تپ فراق سے اے جان جو جلاتے ہو
یہ بخود تری عشاق کو ہوئی ایمان
گزر ہو دیکھئے منزل کس طرح اپنا
مسکرا کر یہ وہ سن سن کو نالہ تیر ہیں

سواہر جیسے ازنین فوق و شوق تیغ زنی
یہ آرزو ہے کہ سوز جگر سے جل جائیں
وہیں نہیں ہر تو معشوق لاجواب میں
جو خط لکھیں تو ازنین کس طرح سو ہو چکا
یہ حال تیری جدائی میں اپنا رہتا ہے
جدا نہ کر دیا دستِ رفاقت کا
ہمارے گوہر مضمون کو جو ہری دیکھیں
دور و زریہ پر غفلت ہے ہر قدر کس
بے گشت کیا ہو سقتے تنہا میں اے صیاد

ہم اپنی دوش پہ گویا کہ سر نہیں رکھتے
شب فراق جو ہم چشم تر نہیں رکھتے
نہ کس طرح سے ہوں عقدا کر نہیں رکھتے
ہزار حیف کہ ہم نامہ بر نہیں رکھتے
قسم خدا کی امید ہم نہیں رکھتے
نظیر اپنا جہان ہر نہیں رکھتے
نہیں کچھ اون سے غرض جو نظر نہیں رکھتے
خیال روز قیامت بشہ نہیں رکھتے
ہم اور کے جا میں گے کس طرح نہیں رکھتے



ہنو کا ہم اغریب الوطن کوئی کو کب
تباہ ایسے ہوے ہیں کہ گھر نہیں رکھتے



فتح ہو کیوں نہ کہ پوشیدہ قمر سو نیکی ہے
ایسے دل مضطر نگہرا وصل کو دن ہیں قریب
رات ہر اے دوستو تجھ کو نہ اب آگئی نیند
آنسو دن کے ساتھ دل پہن تو خون ہو کر رہا
دیکھیں کس طرح ہمیشہ پیش آتا ہے وہ بیت
اے سیاحا جان بلب ہیں جلدی انکی خبر
ہر قدم پر لکھنے دل پامال کرتا ہے وہ گل
بہلون کرتے چھپے پر ہم سنیں گے یاغبان
نفس گل آئی ہوا جو شش جنوں بلی ہوا
دیکھنا تیری نظریں سبب از کا نہیں

ہونگا وہ رخصت کوئی دم میں نہ ہو کوئی
از کو دل پر آہ کا تیرے اثر ہونے کو ہے
آنکھ میں اوسکا تصور جلوہ گر ہونے کو ہے
صدائے فرقت سی بانی اب جگر ہونے کو ہے
اب ہمارے عشق کی اوسکو خبر ہونے کو ہے
عاشقوں کا دار ہستی ہر سفر ہونے کو ہے
اب زمین و آسمان زیر و زبر ہونے کو ہے
سو سیم گل کا گلستان میں گدہ ہونے کو ہے
پہر تر عاشق پریشان در بدر ہونے کو ہے
پہر مراد لبیل تر نظر ہونے کو ہے

آج کل ہر دیکھتا ہوں چشم تر ہو کر کو ہے
سر پہ آسیبِ محبت کا گدڑ ہو کر کو ہے
منہم غمِ حسینان سے یہ گھر ہو کر کو ہے
عشقبازی میں ابی کیا کیا فر ہو کر کو ہے
ہنچو اوس شوخ کز لب کمر ہو کر کو ہے

یاز میری طوٹ سوا گندہ اپنی سپیدلی
بیسببے دل جو گہراتا ہے میرا خود بخود
کبھی دل کو گرہ لین کے بت بیدا کر
جان ہی جا لگی اکدن دل ہی جا لگا کر
قتل پہنکی خوشی سے عاشقوں میں عید کر



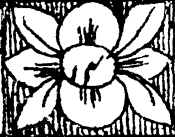
جان کو پہا تصدق میں کروں کو کب کہ دل
لیکے خط اوس گل کا دار نامہ بر ہو کر کو ہے



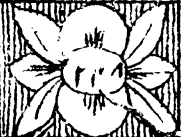
دل نا شا دم نے پر سد اتیار رہتا ہے
نہ پوچھو گا کبھی تجھے تو وہ بیزار رہتا ہے
مرض ہر عشق کا الفت میں یہ بیمار رہتا ہے
گلون کی یاس کیوں یارب ہجومِ خار رہتا ہے
تری در پر ہمیشہ طالب دیدار رہتا ہے
کہ او سکو وصل کے تو نام سے انکار رہتا ہے
دل نا شا و فرقت میں صنم بیمار رہتا ہے
یہی عاشق مرا ہی جلیس دیوار رہتا ہے
خدا شاہد مراد دل زیت سے بیزار رہتا ہے
کہ داغوں سے یہ سینہ صورت گلزار رہتا ہے
کہ زیر پا ہمیشہ وا دیے پر غار رہتا ہے
کشیدہ و مہلج مجھے ہمارا یا رہتا ہے
کہ ہر اک زخمِ خدا ان صورتِ سو فار رہتا ہے
یہ غفلت ہو اس کو کہ م نہیمن ہشتیار رہتا ہے

مجھے جب سے خیال ابروی خم دار رہتا ہے
فراق یا میں اسے دل عبتِ خوبار رہتا ہے
دل نالان کو نیند آتی نہیں بیدار رہتا ہے
سوئی کم رونق رخسارِ جانان خطِ کلن سے
نہ دل گستاخِ گلشن میں نہ صحر او سکو بہا تا ہے
اے کیوں کر مستعد ایدلِ سوہن جانِ نیو ہے
کہا جانا نہیں اس سے جدائی کا تری مدد ہے
ہر اک سراپہ و فخر یہ بیان کرتے ہیں جنکے
مہار و ہجر میں ایمان جان اتو یہ صورت ہے
جلایا اس قدر مجھ کو تب فرقت کی آتش نے
یہ کیفیت ہر خوش و خوش حال سے صنم اتو
نہیں سنتا ہمارا تذکرہ ہی کیا قیامت ہے
ہمیشہ اشتیاق تیر نرنگان میں یہ صورت ہے
دل نالان یہ یارب بخوری چھائی ہو مدد ہے

خریداران الفت ہر گز ہی ہو جو درہنچین بیاہشتہ سوا دہشت کبھی رفتار سہ تیری خیال خواب ہو غش تک نہیں آتا کبھی مجھ کو تھاری کیا خطا اگر جان لی اس عشق زہری	سد تیری گلی میں اویںم بازار رہتا ہوں خیال اس بات کو جھگو دم رفتار رہتا ہوں نقد کسکا آنکھوں میں عریں ہر بار رہتا ہوں قصا سوسن میں جلتا بشر ناما رہتا ہوں
--	--

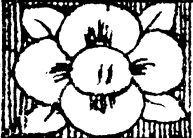


ہمیشہ ناز برداری مجھے منظور ہے لیکن
خفا اسپر ہی کو کب وہ بت عیار رہتا ہوں



بیاب کیا ہے مجھے درد جگری نے
یہ داغ دیا اور عدم کے سفری نے
محفل میں نہ آنے دیا شوریدہ سری نے
عاجز کیا اسے آہ تری بے اثری نے
لی جان ہمارے تری اس بختی نے
کیا رنج دیا ہر مجھے مرغِ عسری نے
بے قدر زمانے میں کیا در بدری نے
ای مہر نہ تھی مہر و وفا کے یہ قرینے
بہوش کیا مجھ کو نسیمِ سحری نے
ہونکا ہے سراسر مجھے سوز جگری نے
حیران کیا ہر تری نازک کمری نے
نیزنگ دکھایا فلکِ نیلوفر نے
ناسور کیا دل مرا زخیم جگری نے

دیوانہ بنایا ہے کسی رنگ پری نے
دل نے مری فریاد نہ کی تادمِ آخر
فریاد مری سکے نکلو ا دیا اوسنے
اک شب بھی نہ آکر وہ مری گہ میں غصبت
اک روز نہ احوال پر عاشق کے نظر کی
سنستے ہی صدا جاتی ہیں پہلو سہ وہ ڈھنگ
جو جانتے ہیں وہی تو آنکھیں ہیں چرا
ہم مرتے ہیں فسوس نہیں کچھ چوروا
بوئے گل رخسار جو سونگھی تو غش آیا
تاکے شبِ فرقت کی حرارت کو چھپاؤ
مٹا نہیں مضمون کوئی ذہن رسا کو
اب غمِ غش ہی ممکن نہیں گلِ تحتِ نشین
ای ترک نہ کیا حالی مرا پوچھ تو لشکر



کبہ دل کے لگانے کے سوا اور نہ آیا
کو کب مجھے برباد کیا ہے ہنری نے



نہ تو یہ حال ہو گیا ہے کہ بڑے لشکروں کے خون بہا ہے
 مگر وہ دانستہ پوچھتا ہے کہ سپہ مرے ہو کیا ہوا ہے
 نہ پوچھ پیچھے ہم سے حال فرقت بیان ہوگی نہ دل کی حالت
 ہمارے کہنے کی کیا حقیقت جو آپ سمجھ وہی بجا ہے
 نہ یاد او کی اگر بدلائیں تو پھر نہ کیوں نہ کرستم اور شائیں
 بجا ہے جتنا ہمیں بدلائیں کہ دل لگانے کی یہ سزا ہے
 نہ اس سے ہونے کی یاد گیسو نہ رحم کھائے گا وہ جفا جو
 نہ دل پہ قیونہ اور نہ قابو نہی بدلائوں کا سنا ہے
 مدوقی الفت اگر تمہاری تو کچھ تین بدلائیں ساری
 عبت ہو فریاد و آہ و زاری حقیقتاً مری ہی خطا ہے
 نثران بھی اب تو نہیں جہنم کا نہ ذکر باقی ہے انجمن کا
 ہم ایسے آوارہ وطن کا نہ کچھ نثران ہے نہ کچھ پناہ ہے
 نہ خون آنکھوں سے اب رو لانا نہ جھکوا دل سے کبھی بدلائنا
 عبت ہے میرا جسم بدلائنا کہ سوز فرقت سوز دل بدلائنا
 نہیں غرض مجھ کو تم سے عاشا کرونگا اوس سے تمہارا لشکرا
 نہیں بنایا ہے جیسے بیکتا بتو مرا بھی وہی خدا ہے
 چھٹا ہے بدن سے میرا مسکن طبل ہیں دوستا و دشمن
 ملانہ بعد نثران بھی مدفن گواہ غربت مری قصدا ہے
 سکون و حیا میں امید کس سے نہ راہوں ہیں میری دھوکہ شکوہ
 خبر بھی اب تک نہ لی کسی نے چراغ تربت بچھا پڑا ہے
 اگر یہ فرقت میں جان جاو نہ سکین او سکون خیال آئے

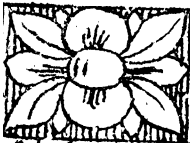
پر بازو وں میں قتل کہو تر لگا گئے
 کہتے ہیں وہ کہ قصد ہے نشتر لگا گئے
 بجھنے ناکے ناوک شرکان سے یہ جگر
 دنیا کی سلطنت پہ گدائی کو فوقی سے
 تھکیت نزع سے مرے دل کو لایا
 دل خون ہو چکا مرا باثرن سے اپنے
 جس گل کے عکس نور سے سر پہ ہوا
 کچھ تو مرزا حضور کو چرنگ کاٹے
 یہ تو خلافت شہر طواف ہر خدا گواہ
 عاشق کی جان جاتی ہے اب غیر حال ہے
 کیا جانے کون وقت گذرا دس پر کیا ہر
 معشوق کے فراق میں عاشق از جان ہی
 تھکیت نزع مجھ کو سہراحت سو ہی سوا
 صورت نہ دیکھی پہر کبھی رنگ عبا کی
 فرقت میں خوب باد یہ پیا کی کر چکے
 وہ چاہتے ہیں وصل میں ہی جگر ہی رہے
 ہو غم قتل عاشق بیدل جو اسے حضور
 چسپن آسے رات دن کر پڑ کے نہی ہو بچا
 اک جاہر قتل شیشہ نہ کیجے کبھی قیام

لیکن سراغ کو سے ستر لگا گئے
 آواز دل سے آتی ہے ستر لگا گئے
 اک تیرا و دل کے برابر لگا گئے
 کیونکر نہ کو سے یار میں ستر لگا گئے
 اک ماتہ اور ہی اسے اگر لگا گئے
 اتونہ چٹیر چٹیر کے نشتر لگا گئے
 آنکھ ایسے شمع چشم سے کیونکر لگا گئے
 دو چار ماتہ دل پہ برابر لگا گئے
 آنکھ اور سے جو اسے دل مضطر لگا گئے
 لعنہ نہ دیر آنے میں دہر لگا گئے
 آنکھیں نہ کس طرح طرف در لگا گئے
 چھوٹا کے اشتهار یہ گھر گھر لگا گئے
 میری جگہ پر آپ جو نشتر لگا گئے
 آئینہ پر مثال سکندر لگا گئے
 اب جل کے اس کے کو چے میں ستر لگا گئے
 خالی ہی بات چیت میں شب بھر لگا گئے
 شرکان کا ایک تیر بس اس پر لگا گئے
 ابرو کا مرغ دل کو جو خجبر لگا گئے
 جگر جہان میں صورت ساغر لگا گئے

انگور سے غیر اور کسی سے نہ پائے

ہو در در جو ہر کوئی بالی زلفوں کے لیے
دل کی دھڑکیاں لہو کے لہجے کی لیے
جان کا کرت دھڑے لہجے پر ہنسی کی لیے
سسی پوٹھو پیہ جاکر گل سوسن کی لیے
بھیسے دقت سے چراغ تہ و امن کی لیے
شیر خرگان بھی تھا لائق اسی زلف کی لیے
یہ اشراف حق ہر اسے تری چٹون کی لیے
غار حرا میں ہر اکسور عدا من کی لیے
چاہے یہی رشتہ نہ زنا بر بہن کی لیے
دھونڈتا ہوں وہ شجر ان پر فتنہ کی لیے
قبضہ تیرے لیے ہو میں ترخ و دشمن کی لیے
راسطہ ناز واداکا سیچے جو بن سکے لیے
سرخ کرتا ہر وہ بت نامہ و شیریں سکے لیے
کس قدر بو سے تمہا رخ روشن کے لیے
سر تہ کیوں نہ تو فاسد بر بہن کی لیے
چاند آئینہ ہوا عارض روشن کی لیے

دشمن سے ہر چہ بڑی آہی ہنسنے کی لیے
وی افسس میں مجھ کسکین سر داغ کی لیے
بہنو سپہ در سپہ آزار مر سے آگے پر
یار ز غارت گلزار پہ باند ہی سے کمر
اس قدر بھی نہیں ہستی کا ہر وساجھ کو
دل کے پاسور کا کیا خوب نشا نہ تاکا
اک ازا سے بچے مارا ہی جلایا ہی بچے
ہوگا مجھ سے باہمی نہ آوارہ خون میں کوئی
شیخ کو دی ہے جو تبیح کے نام ترا
جسکو ہرگز نہ تو اسیب خزان کا کتب کا
نیچہ او سنے جو باند مایہ دعا دی ہیں
دست بردار نہ وقت سے میری اثر کر
کس طرح دل کو شب بچھ میں بھلاؤں کا
وہل کی شب میں نہیں یاد ہو بچان چا
ہر زمانہ جو بیتوں کا تو ذرا منصف ہو
شب کو منظور نظر تھی جو او سے حسن کا



چرخ بھرنے کو کب کیے بھیریتے
انویہ روز سیہ اب کسی دشمن کے لیے

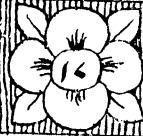


کی کیا سبب ہو جو تم امتحان نہیں کرتے
ترا تو شکوہ بھی یہ بے زبان نہیں کرتے

تباہ تو ہیں کیوں نیچان نہیں کرتے
عیش عیش ہی اسیروں غلام ام صیاد

کناہ ایسا ہی اسے آسمان نہیں کرتے
 کہ در دل ہو ہی اپنے بیان نہیں کرتے
 غریز جان تری بیجان نہیں کرتے
 وہ حکم دہن ہے کشتگان نہیں کرتے
 تنگ ایسا ہی اسے باغبان نہیں کرتے
 مگر وہ حال دل اپنا بیان نہیں کرتے
 اندک گواہ ترے بیجان نہیں کرتے
 شب فراق میں آہ و فغان نہیں کرتے

کناہی تو نے دیکھ کشتی کو زخمی نہیں
 ہمارے ضبط نے دیوبند پر ہی فوج کیا
 زلزل کر نہیں جسم مزاج میں آئے
 بچا ہستہ میں پس مرگ ہی بہین برباد
 نام فکر سیری عند لیان ہے
 ہزار طرح سے چیرا کہ کچھ تو منہ سو کیوں
 شب فراق میں ہی اسے صدمہ کبھی نہ آیا
 ہمارے ضبط کا یہ انتہا ہے احوال



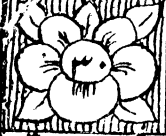
سدا اشار میں کو کبھی اس انگریز کو
 نظر کج طرح ہو کشتان نہیں کرتے



خلاف ضبط ہر بلا منہ سے آہ کیا کرتے
 مثال شام کی دفتر سیاہ کیا کرتے
 چین کو چوڑ کے سیر گیاہ کیا کرتے
 تمہارے پاس پہونچنے کی راہ کیا کرتے
 ہمارے سمت وہ نہ چھی نگاہ کیا کرتے
 پہر ایسے شیفہ دل سو وہ جاہ کیا کرتے
 وہ اسکی کشتی دل کو تباہ کیا کرتے
 تباہ ہر تری جانب نگاہ کیا کرتے
 نہ تھا میں لائق الفت وہ جاہ کیا کرتے
 قضا سے حیلہ کوئی اہل جاہ کیا کرتے
 کسی کو حال کا اپنے گواہ کیا کرتے

بتوں کو ظلم کا حق گواہ کیا کرتے
 دور روزہ زیت میں آہ دل گناہ کیا کرتے
 رخ اونکا دکھا ہے خط پر گناہ کیا کرتے
 نہ تو خاک تو کیونکر لہشت و امج ہے
 بزرگ طائر پس چھڑکنا تھا دل ہزار
 او نہیں خیال تھا رسوائی خلق ہون میں
 جو عود ہی بحر محبت میں آہ تباہ ہو ہر بلا
 مجال تہی نہ تجھ اونکے دید کی احوال
 نہیں ہے اونکی کہ اس میں غلط حقیقت
 سکوت میں کھٹ افسوس مٹی جاہ تہن
 دیا نہ سلسلہ ضبط ہاتھ سے جتنے

نکرتے گرشب فرقت میں نالہ و فریاد ہزاروں قلب میں ناسور ناوک غم میں بجائے سر یہ گریبان گرہین اہل خطا سورے عشق کی چیر کی ہوس ہی نہ تھی سوا نالہ و فریاد و آہ و زاری کے	پہر اور دل کی پہلنے کی راہ کیا کرتے لگا کے دل پہ وہ تیر نگاہ کیا کرتے دکھا کے آپ کو روئے سیاہ کیا کرتے عجبت ہو دولت و بجاہ و سپاہ کیا کرتے خزان یا زمین شام و بجاہ کیا کرتے
---	---



لگاتے ساحل مطلب کیون نہ وہ کوکب
رجیم تے مری کشتی تباہ کیا کرتے



خیمہ برو کی گردن پر مرے سمیر پہ جاتی
نہو تا وصل عاشق کا اگر تقدیر پہ جاتی
نگاہ یار عاشق سے جو بے تقصیر پہ جاتی
کہ آنکھوں میں نہیں لیجان تری تصویر پہ جاتی
جو بے تاثیر پہ راتی ہے تاثیر پہ جاتی
سلامت دشت سے کیا اس خونِ نجیر پہ جاتی
یقین ہے جان دو دیا اگر تجریر پہ جاتی
برابر اس کے چوں ہی بے تقصیر پہ جاتی
جد تو بہر تاجشہم عاشق دیکھ پہ جاتی
اگر گردن کسی جانب ہم تکبیر پہ جاتی
چہری فوراً گلے پر صورتِ نجیر پہ جاتی
ملاں اس کو بہت ہوتا اگر زنجیر پہ جاتی
کہاں ایمان خاکِ عاشق دیکھ چہر پہ جاتی
اگر پہلو کی جانب کو نہ نوک تیر پہ جاتی

قیامت تھی نظر ان کی جو بے تقصیر پہ جاتی
نگاہِ لطیف ہی تیری بت بلبی یہ پہ جاتی
بدل جاتا مقدر کا لکھا تقدیر پہ جاتی
خدا شاہ گذر تا ہی نہیں ہوئی دنِ سیا
فلک سے عاشقوں کی آہ شبہا و جدائی میں
ہوئی ہے پہرے پہرے عمرِ آخر انی دشت میں
خود عاشق کو لیکے نامہ برسو وہ یہ پہرے میں
اگر بد نظر ہوئی نگاہ غیظ عاشق پر
خدا شاہ ہر احویت سورت قبلہ غافوراً
ز محشر تک میں قاتل ہو کسی چادرِ انگہ کر
جو اس سنگ کے آگے نہ تیار دلِ حشی
رضینا با نقضا کند بڑ لایا پاؤں عاشق ز
جدائی مر کہ ہی کو بے سوز کی ناگوارا ہو
یقین تھا تو کر دلو کھیلے میں کل آتی

اگر اک مرتبہ تیری چٹیا کر دیکھتا مجھ کو
وہ بدست ہون و فتنین جو کرتا نالہ و زار
کوئی خوابان نہ تو نقش الفت کا زلف زین
خدا شاید کہ افسوس مل کر میں بچا نا
جو ملک باز گشت آتا خباب کبر یائی سے
کبھی قائم نہ رہتا وصل کے اقرار پر ہی تو
یہ بات اسکو ہوئی حاصل فقط ایسے میر جسے
سنوئی پر ذرا تکلیف مرنے کی مجھے بچان
تری نزدیک ہی میں بیٹھا ٹھہرا جب یاقول
تعلق اسکو میرے اور ہم پابند اور کے ہیں
تری عاشق کو ای قاتل زبال دوش پر میر
یقین تھا عرش و کرسی کو تہہ بالا یہ کوئی
نہ آیا یا دین اذ کو کبھی بھول سوس ہی ممکن
سنیں ہر محبسا دیوانہ جو ہوتا قادر دان سکا
نہیں کوئی خطا سر زور ملی تھی تیری عاشق

چری گردن پر میری اویس بڑی ہر جاتی
تو میری آہ کی ہی اویس منم تاثیر ہر جاتی
طبیعت اوس پر کی گردن مستحیر ہر جاتی
اگر تیرے دکھا نیکو تری تصویر ہر جاتی
تصا اگر مرے بالین سے تو تاخیر ہر جاتی
گھر ہی ہر مین ہی جوتن ہی تصویر ہر جاتی
کہان خاک قدم کو چوڑ کر اکسیر ہر جاتی
جو وقت نزع آنکھوں میں تر ہی تصویر ہر جاتی
چہر ہی کیونکر گل پر میرے تصویر ہر جاتی
ہاری پاؤں میں اگر کہان زنجیر ہر جاتی
کہاں احسان تھا گردن پر اگر شمشیر ہر جاتی
اگر اک آہ میری اور بی تاخیر ہر جاتی
یقین ہر دہیان آجاتا اگر زنجیر ہر جاتی
کہان قدم کو میرے چوڑ کر زنجیر ہر جاتی
بہلا بچم کیونکر حلق پر شمشیر ہر جاتی

بنا ناگر نہ دنیا میں کبھی تا عمر میں کو کس
جو شکل قبر آنکھوں میں دم تصویر ہر جاتی

وہ نادان تھا جسے پہنچتے پرفتن بنایا
خیال سبز و خط میں نیا گلشن بنایا
کسی صورت نہیں بھٹی تری تصویر اگر کسی
نہ پوچھو عشق میں حال غریزان و احباب کج

تصا کا سامنا ہر دم کو آہن بنایا
وہ گل کھائے کہ دکھو تختہ سوسن بنایا
مرے دل میں تصور تو تری سکون بنایا
مرا ان دست دل تھا اسکو بھٹی نہیں بنایا

یک کیفیت ہو اور اسی ہمارے وحشت ہول کی
 وہ شعلہ آتشِ فرقت سے بڑھ کر جس سے آخر کو
 جدائی بعدِ مردن بھی تھی منظور و دلون کی
 کہوں کیا حال لپیٹا کلچہ منہ کو آتا ہے
 ترا تیر تصور ہی خطا کرتا نہیں ہرگز
 براے قتلِ خوش ہو کر کیونکر سر ہو گا دُن
 رہ و رسم شکایت سے کہی واقف نہ تھا گز
 سبب کیا ہے ہر اس کا قتل کیوں مجھ کو سزا
 نہیں رحم آتا ہے مجھ کو جفاؤں پر جفاؤں میں
 برا ہو اس دلِ نالان کو وحشت کا صحیح
 گہری بہر ہی نہیں فرما دے مہلت ہو وقت میں
 کہی تو بوستانِ داغ و لگی سیر کر لیتے
 نہیں غمِ شہس ہو مجھ کو قتل ہو کر دفن کی ہرگز
 برا احسان سے باد صبا کا حال عاشق پر
 اقتضا انسان کی بڑھک خالق کے نہیں آتی
 ادھرتا یہ جو کائنات میں تو بہر ذرینِ ظلالِ نا
 کہی پہلے یوں دل چسپ لپٹا مجھ کو آتا تھا
 قدم رکھا میری پیچھے جسے راہِ عشق میں اچھا
 خطِ معشوق کو کیونکر غامضینِ آیتِ قدسی
 ترحم ہی نہیں آتا کہی احوالِ عاشق پر
 جسے کا نام ہوا کہ پانی بہ گیا دم میں

گریبان پر زور کر کے استہین اسن بنایا ہے
 تب فرقت فریسنے کو میری کلخن بنایا ہے
 جگر کے پاس دل کا اسیلے مدفن بنایا ہے
 تری فرقت فریجھو صاحبِ شیون بنایا ہے
 عجب حق فریجھے ترکِ شکا و کلخن بنایا ہے
 خدا نے تجھ کو بیشک مالک گردن بنایا ہے
 تجھے اپنی طرف سے ہمیں خود بطن بنایا ہے
 اگر قاتل فری میرے مجھ کو تر دامن بنایا ہے
 دل عاشق کو ای جلا دیا آہن بنایا ہے
 جو اپنے دوست جانی تہو اونیں شہن بنایا ہے
 میری دل کو تمہاری یاد فری ارگن بنایا ہے
 تمہارے دل بطنے کے لیے گلشن بنایا ہے
 عبث میری لہرِ اجاب فری مدفن بنایا ہے
 تمہارے گرد وہ اسکو پس مردن بنایا ہے
 وہی میری جان کا مالک کی جسے تن بنایا ہے
 فقط اسحا سٹے جا کر کو بے دھن بنایا ہے
 تری ترکِ نگہ کو چنے خود رہن بنایا ہے
 کہوں کیا گلو کو جا کا دشمن بنایا ہے
 سمجھ کر حزرِ جان چنے اسی چون بنایا ہے
 تر ہول کسے پتہ راوی بتِ برفن بنایا ہے
 تری زلفِ سپید کو حق نے وہ گن بنایا ہے

جراغ طور سے ہی یہ بجلی غیر ممکن ہے
 ترم کی نظر کا ہے نگاہ غلط کہ مجھ پر
 جنائین جس قدر جا ہو کر و پر انیلین کی
 بیان میں کیا کروں اچان حالت خوش دلی

تری نور قدم نے گہ کو وہ روشن بنایا ہے
 خدا اگر کیا بیعت تیری چین بنایا ہے
 حکر کو دل کو پہنے اور صنم آہن بنایا ہے
 زمانہ کو تمہارے عشق میں شبنم بنایا ہے

نہیں تھمتا ہے کو کب ابر باران دیکھ کر کا
 مرے اشکوں نے کیا بے فصل کا سون بنایا ہے

اب یہ کہتے ہو کہ پی لویہ دو حاضر ہے
 جب گئے ہم دہن گور سے آئی آواز
 دہوم سے کش تری شتر کی اوٹھ گی صنم
 پاس بان در دولت سی یہ کتنا ہوں
 کچھ تنہا ہی سمجھ کر نہ گنہ کر اسے دل
 اب مرے قتل میں کیا دیر لگا رکھی ہے
 ہر گز فیض بقدر سے یہ حاصل ہو مجھے
 بے قصا دیکھ کر کس کی قصا انگلی
 سنبھل ہو کے محبت کی خطا پر اوجھان
 مال کیا مال سمجھتے ہیں تمہاری عاشق
 جیسے مڑتا ہوں وہی دیکھو آیا ہو مجھے
 جان بچتے نظر اتنی نہیں مجھ کو ہرگز
 خون دل ہر تری ہمایا کہنے کے لیے
 میرے قاتل سے کوئی گدو مری جا ہے
 نقد دیدار سے ہر کا سہ چشم سائل

جب کہ اسے جان کر بائیں قضا حاضر ہے
 اسے مسافر ترے رہی کو یہ عاجز ہے
 کہ بے شور و بکا خلق خدا حاضر ہے
 عرض کر دے کہ گرفتار بلا حاضر ہے
 نہیں معلوم تخی ذات خدا حاضر ہے
 کہنچہ کیوں نہیں شمشیر کلا حاضر ہے
 سامنے تو گل گلزار وفا حاضر ہے
 کہ لگانے کے لیے اس کے خدا حاضر ہے
 یہ گنگا رترا ہر سرے حاضر ہے
 جان تک مانگو تو اچان بخدا حاضر ہے
 ملک الموت کے ہمراہ قضا حاضر ہے
 تم جو غائب موقوف سے تو قضا حاضر ہے
 ہر گز ہی نخت جگر بہر غذا حاضر ہے
 جان دینے کو گرفتار بلا حاضر ہے
 اوشہ حسن ترے در کا گدا حاضر ہے

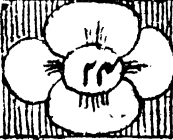
دول نالان کے لیے آہ و بکا حاضر ہے دل بھی حاضر ہے ماسر بھی مرا حاضر ہے سر جو کالے یہ گندگارترا حاضر ہے جان مانگے جو کوئی بہر خدا حاضر ہے تجہ صدقے ہے مری جان کا حاضر ہے تجہ کو لڑکی ہے خواہش تھا حاضر ہے غم و غصہ الم و سوز دلا حاضر ہے	وصل میں بھی کبھی خاموش نہیں رہتا جو ترے مد نظر ہوا سے لڑاے قاتل چشم الطاف ہو یا چشم غضب ہوا سپر کوئوں عقیقہ کو طلب کر کے میں دنیا لاول قتل سے باز نہ آہر خدا اے قاتل برک کیا اہل ہر اربادشہ کشور حسن جس کو جی جاسے اوستے پھر میں ہمدرد بنا
---	---

عشق کو کب جو علی سے ہے تو اس کی خاطر تصرف و دس علا بعد فنا حاضر ہے	عشق کو کب جو علی سے ہے تو اس کی خاطر تصرف و دس علا بعد فنا حاضر ہے
--	--

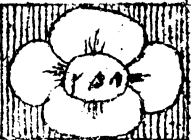
کینچنے کیوں نہیں شیر کا حاضر ہے وہی خالق وہی اول ہی وہی آخر ہے سچ کو جسسا جفا دین کوئی صاحب ہے حق کا ارا نیت سے مرے ماہر ہے جان دیتا ہوں مری جان یہ تری خاطر ہے کس قیامت کی صنم چشم تری ساحر ہے دیکھی آپ یہ حال بکرو خاطر ہے خود مرے چہرے سے جو حال ہو وہ خاطر ہے خیر خدا غیر کہاں اس سے بدلا ماہر ہے اب کوئی دم میں یہ بیازگاہ آخر ہے قہر کا آفت جان ہو وہ غضب خاطر ہے تو ہی ہر چیز کا خالق ہو تو ہی قادر ہے	جان دینے میں یہ جان باز کہاں حاضر ہے وہی غائب ہو گیا ہوں وہی حاضر ہے جان دیتا ہوں مگر شکوہ نہیں کرتا ہوں دہیان بھی غیر کی الفت کا نہیں ہر دل کو تم ہی کیا یاد کرو گے کہ کوئی عاشق تھا اک نظر دکھا جسے ہوش نہ بہرا و سکورا دلغ وقت سے ہوئی رشک وہ صحن چین کیا بیان تجھے کروں درد جدائی کو صنم درد کو میں بیان کس سے کروں کوئن جان مانگوں میں ہر دم توڑ رہا ہے پیہم یہ سچی نظروں سے چرا لیتا ہر دل پلوں سے میرے مشوق کا دل بھی تو مرا سا کر دے
---	--

دل بتیاب کی حالت سے خدا پر
جسکو شک ہو تری کیتائی میں ہا کا تری

ایک دم چین نہیں پڑتا ہی فرقت میں سبھے
منو ہے نہ کوئی ہو کا مقابل تیرا



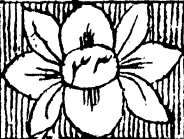
غیر ممکن ہے جو اک شمع بیان ہو کو کب
مع مشاہدہ شہدائین یہ زبان قاصر ہے



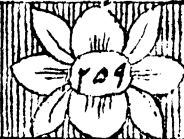
گدا سپر ہی نظرون میں تری غالب نہ ہم ٹھہرے
نہ اور سکا سانسے جولا لقی جو دستم ٹھہرے
نہیں یہ وہ سفر ای دل کہ حسین اکدم ٹھہرے
رفیق اپنی محبت میں قطار رخ والہ ٹھہرے
نظر میں داغ لالہ ہی عجب کیا ہو جو کم ٹھہرے
تھارے سانہ ہی با حقیقت ایصم ٹھہرے
نہ ٹھہر اکوئی نظر و نہیں اگر ٹھہر تو ہم ٹھہرے
ہم اول ہی عدم تھی اور آخر ہی عدم ٹھہرے
میں اپنا ماتہ کاٹوں گر کوئی ثابت قدم ٹھہرے
سقا بل کسے درویش کی کیا جام ہم ٹھہرے
کوئی کا حال اتسوزنا ٹھہر کہ دم ٹھہرے
عجب کیا بڑے کج کسی سدا اگر بیت ایصم ٹھہرے
ہونا کیتائی میں کس کی عجب پر دم ٹھہرے
ہاری انکس میں پر کیا منم باغ ارم ٹھہرے
مہر وینے صلاح از کجی مہر وینے ہم ٹھہرے
مقام امجان بین با ہم ٹھہر خرم ٹھہرے
کہاں ای دو ستورہ و سہو ملک عدم ٹھہرے

وہ الفت میں جزا پہ بھلا کس قدم ٹھہرے
تجلی کس طرح ای دل وہ سزاوار کم ٹھہرے
مسا فرہ رو ملک عدم کا ملک نہیں سکتا
شبیر زور فرقت میں نہ کوئی دوست کام آیا
میں وہ دل سوختہ ہوں اہ عشق شمع ویز کا
زمانہ کی پیرائی کا نہیں مشکوہ الم یہ ہے
ہر تما سنا و عشق جب در نظر او نکو
نہ پر ہر حال مشت خاک پر بنیاد کا یار د
بستہ ہیں چاہی و اور ٹھہر ایصم لیکن
جو اس حال پیرا کس ان پر شان رہ اویر
کلیجہ نہ کوئی آنا ہر نہیں سہ تاب گورائی
خدا کا گھر تو وہ جو ادب مشغول کی ہے
بیان کیوں کر گردان ای بنا اپنی ناتوازی کو
جو کو چھ میں ترے چہ شہی خرم میں ان کو
کسی کو زندہ کرتے پر ہر گناہ ٹھہر تو کیا آخر
نہ تنہا کی ونا چھہ و شمع تم سکا روتا
سافر خانہ کوئی نہ گشتی جگہ کوئے

مری ہمراہ یہ دونوں رہ کر کچھ لمحہ میں بھی آنی دیکھ کر کیا میرے دل کا فیصلہ ہوگا تری فرقت میں آبت اس قدر سختی اور ہلاکی سیجا تیرا بیمار نظر اجپا نہیں ہوگا سپرینہ کیا ہوگا ہمیں فی پیشتر سے یقین تو فرمنا دی ہوئی تھی دی گرگ ہو جاؤں	نہ تھرا کوئی جس جاہر و بان دو عالم ٹھہرے سزاوار سزا یا لائق عفو و کرم ٹھہرے کہ مثل کاہ جسکا سامنی سر کوہ غم ٹھہرے ہوائی وصل پر سر میں نہیں ممکن کرم ٹھہرے کسی کی سر جگہ کس بات میں ایسا کرم ٹھہرے اگر مجھے سیدن و غلہ وصل صنم ٹھہرے
---	---



جہاں پر سیکڑوں بسمل ہزاروں روز میری ہون
 پر ایسی جاہر ای کو کب کو کیونکر قدم ٹھہرے

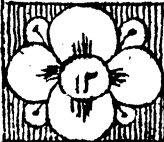


نہ جب اک روز بھی مجھ سے وصال نہ رہا ٹھہرے
 اگر گلشن میں بھی جا کر یہ پائیدار ٹھہرے
 مر و دل کی رفاقت کو فقط آہ و بکا ٹھہرے
 انکی خیر کرنا تو نہیں معلوم کیا ٹھہرے
 مگر اسپر ہی تم مجھے تیرا آشنا ٹھہرے
 فرشتوں کی حد میں دیکھیں کیا بعد فنا ٹھہرے
 خدا شاہد ہر اک معشوق کی تم پر جفا ٹھہرے
 جب او کو سامنی ہم بقیہ رو خطا ٹھہرے
 مقدر کے سبب ہم پران ہی ناسا ٹھہرے
 نہیں ہوتا عدم کا وہ کہ انسان جہاں ٹھہرے
 نہیں معلوم ابھی وہ ہو یا با وفا ٹھہرے
 تو بند نہ نہ تھہرے تم حقیقت میں غدا ٹھہرے
 گہری بہری جو گلشن میں ہر گل و صبا ٹھہرے

کلیجہ پر مرا سینے میں کیونکر ایذا ٹھہرے
 نہیں ممکن کہ بحر اشک غم میں اک نہ اٹھہرے
 شب فرقت میں اکدم ہی نہ بار آشنا ٹھہرے
 بلایا ہر مجھ کو اس کو دل کا فیصلہ ہوگا
 تھماری یاد نے یاد خدا کو بھی ہلایا ہے
 ہمیں ہی دیکھنا سو گنا گویا ہے کر زینہ
 ستم جیسے کیونکر کہنے کب کی اسے جان
 جھکائی آنکھ قاتل نے ہمارے شرنگین ہو کر
 نہ لایا تاب نظارہ جوہ آئے تو غش آیا
 برابر بیان سے وراثت بنا پڑتا ہر سا کو
 کہیں کیا ابتدائی عشق میں انجام لفت کو
 جسے یاد کیا زلفہ جسے جا بگیا مردہ
 خزان ہر بس ہزار گل جیسا سو دیکھ کر او کو

قصہ ایسا سراسر محبت ہنسی کی تھی
 تمہیں انصاف لکھ دیا اگر ہر سون کو بیدیاں
 محبت میں خوشی کو سوا کی بن ہنسن پڑتا
 سوا کی گردش تقدیر اسکو اور کیا کیے
 چٹری ہر روز کو ہر گونہ جان ناتوان اسکی
 پائین ہر سوز دل فوراً جلا کر خاک ہی کر دی
 ہرین ہی نغمہ میں ہر شوق ایسا دیہان کا
 بن میں تپ جاگ میں درد کو بھاری ہے
 جواب اک ہم ہنسن دیتے وہ لاکھوں جھکو کھتا ہے
 یقین یہ ہر دل ناشاد کی ہو آرزو پوری
 ہمیں تسکین کی دیتی ہیں یا ہر ہم وہ ہوا آہیں
 یہ شرمی ہر فقط تیری قد بوسی کی باعث
 کھت حسرت کی ہستی بے بنیاد پر اپنے
 جہا ہوتا تو ان کا تھمارے دھڑک آنے میں
 ہنسن ہر گھر کیسا دار فانی اور دل نالان
 جگہ پاتے ہیں روز میں کہ جنت جھومتی ہو
 سر کوئی نہ ملتی ہے نہ دم لینے کی جا کوئی
 نہ تو آپ کو عاشق تو کس پر یہ قسم کرتے
 نہ ہر خوشی میں کس سے پہنچنے کی شناسائی

کہ اب خون دلی نخت جگر آئے غذا ٹھٹھ
 سر کو گھر میں تم آکر دو گھر ہی ٹھٹھ تو کیا ٹھٹھ
 زبان سے شکر کا کلمہ جو نکلو تو کلا ٹھٹھ
 کہیں اجا اگر ہم اسے صنم وہ ہی برا ٹھٹھ
 گندگار محبت کے لیے ہی کچھ ہنسا ٹھٹھ
 اگر دم ہر کو ہی جا کر کہیں یہ دل جلا ٹھٹھ
 نکالیں حسرت دل در اگر دم ہر قضا ٹھٹھ
 مرض ایسے ہو جھکو جو جان لاوا ٹھٹھ
 ہم اوسکے رد و بد گویدان بے صدا ٹھٹھ
 جو ہر امتحان قتل میں آہ قاتل ذرا ٹھٹھ
 دم اٹھا رہا حال دل ہنسن معلوم کیا ٹھٹھ
 اگر نہ خون عاشق کو مقابل کیا ٹھٹھ
 کہ ہم ٹھٹھ ہی دنیا میں ترش نقش پا ٹھٹھ
 کیا کس جس جگہ پر دم کہیں کیا جایا ٹھٹھ
 یہاں بھی سیر کرنے کے لیے دم ہر کو آ ٹھٹھ
 وہ قادر ہی ہنسن معلوم کیا بعد فنا ٹھٹھ
 مسافر منزل ہستی کا ہر کس جا بھلا ٹھٹھ
 ہم اس دل کی بدولت لائق جو رہنا ٹھٹھ
 جو تیرا آشنا وہ ہی تو صورت آشنا ٹھٹھ



نشان تک بھی نہ پایا ملک مال جاہ کا کوکب
 پس مردن برابر قبر میں بننا و گدا ٹھٹھ

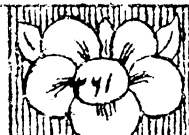


کہ دل کے ڈوبنے کا مجھ کو ڈر ہے
 مکافات عمل سے بے خبر ہے
 نہ بستی ہے نہ کوئی راہ میر ہے
 یہ میری آہ کا ادسنے اثر ہے
 تمہیں کچھ حال کی اونکے خبر ہے
 نہ ہند ہے نہ کوئی نامہ میر ہے
 ہماری آہ ایسی ہے اثر ہے
 لمحہ میں خشت اونکے زیر ہے
 کوئی دم میں جدائی کی حسرت ہے
 وہ کیوں محو تماشا لئے جگہ ہے
 یہ دل عاشق کا ہے اور یہ فکر ہے

رتقی پر غصیب کی چشم تر ہے
 معاذ اللہ کیا غافل لبڑ ہے
 وہ لالک عدم کا وہ سفر ہے
 فکر اگر دشمن میں رہتا ہر شب روز
 پس ولاد عاشق مر رہے ہیں
 مکہ میں خط کیونکر اس بقید رہش کو
 کہیں ہوئے سے ہی پوچھا نہ اونکے
 نہ چین آتا تھا جھگو فرشتے گل پر
 شب وصل صنم ہوتی ہے آخر
 نہ تر ہے گا ادب سے قشر ہو کر
 خذنگ نازکی کشتی حسین دونوں



یہ صورت ہے شب فرقت میں کو کب
 جگہ پرورد ہے اور چشم تر ہے



پیدا ہوا عشق بہت ہے ہر کمان سے
 پہ چائی مرے حلقہ شمشیر کمان سے
 ماتہ آئے گی اوس سچ کی نصیر کمان سے
 آئی ہے مرے واسطے زنجیر کمان سے
 گندہ ایسی تو لایا ہے شمشیر کمان سے
 پیدا ہو بہلا آہ میں تاشیر کمان سے
 زادہ مرگم آیا ہے تجھ پر کمان سے
 اس طرح کی بھی سچے تجھ پر کمان سے

لالی ہر کمان پر سچے تقدیر کمان سے
 ایسی میں نکالوں کوئی تدبیر کمان سے
 یہ کیا پھر شمری تقدیر کمان سے
 کہہ مری دشت پر ترس کما یا ضایا
 خط بہ نہیں چڑتا جو گے پر مرے قائل
 فریاد تو کرنا کیجیے جس کہ نہیں ہے
 لایا ہے عدم سے بھیاں شوق شہاد
 رہا تھا یہی فرقت مری جان بجا ہے

ماتہ آشیکگی ساری مجھ زنجیر کمان سے
 ثابت ہوئی ایجان مری تصویر کمان سے
 اوشون سنون میں تری تقریر کمان سے
 حکم آئے گا اے مالک تقدیر کمان سے
 میں ڈھونڈہ کے لاؤں تیشی شیر کمان سے
 بن پڑتی مرے قتل کی تدبیر کمان سے
 اس طرح اثر لاگیں اکسیر کمان سے
 پر ہو مجھے وصل بت لڑ پیر کمان سے
 گدرا ہے کمان پر یہ ترانہ کمان سے
 بہر کرتا مری لکاش کو تشہیر کمان سے
 پرواز کرے بلبل تصویر کمان سے
 دکھلاؤں تجھے آہ کی تاثیر کمان سے
 عاشق کو ملی عزت و توقیر کمان سے
 بہر گشت کرے بستہ زنجیر کمان سے
 صبر آئے تجھ عاشق و لکیر کمان سے

شخصیت مری دشت ندری میں نہ ہوگی
 تم قتل جو کرتے ہو مجھے اسکا سبب کیا
 حاصل مجھے کیونکر ہو مزا لطف سخن کا
 کہنے تجھے روکا کہ مکر قتل مجھے تو
 اکبار گران ہے مری گردن پر مہر
 عاشق نہ بنا کر جو مرے دل کو وہ لیتے
 تاثیر و ناخک میں عاشق کے ہے درد
 لکھا ہے مقدمین تو ہر روز ٹرپنا
 دل توڑ کے توڑا مرے سینے کو جگر کو
 اوس بانیہ بیدا کا عاشق جو نہوتا
 بوسے گل ٹرپہ گل قالین سے نہ پیدا
 فریاد و بکا میں تو اشرع مہینے مطلق
 الفت سے ترے مرتبہ اسکو ہے یہ درد
 ایسا مجھے جکڑا ہے کہ میں بل نہیں مکتا
 معشوق تو نظروں سے نہاں ہی تر مزم



کو کب سے کس طرح سے باندھا ہے پئے قتل
 بلبل کا ہے بس دم تکبیر کمان سے



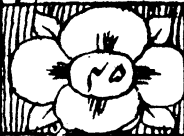
معرکہ سے ہم نشان تیغ و پیکان سے چلا
 کب سلامت دست و دست ہو گریبان سے چلا
 مسکرا کر صاف کہتے ہیں کہ ہاں ہاں سے چلا
 جانب گلشن نہ با حال پریشان سے چلا

ابر و دشرگان سے تیرے زخم خندان سے چلا
 دلوں بھلانے فقط سوئے بیابان سے چلا
 عین نے غیب اوس کو کہا دلوں مریبان سے چلا
 چاہیے دشت ہمیں سوئے بیابان سے چلا

وصل کی نوبت نہ آئی داغ حیران لیچلا
 پاس تین درخیزین از کی اب کیفیت لی
 عندلیبان گلستان کو بجاک مسرت ہوئی
 یان گذر جاگی ہر صورت سوا کی خیر ہو
 تیری محفل سے خدا شاہد ہو ایمان جہان
 دل جگر دونوں کی ہین تیغ ابرو نے رویم
 غیر ممکن ہے شفا بے شربت ویدار یار
 کوئی شنوائی نہیں کرتا ہر میری حال کی
 کھوکھلے دن بھی نہ وصل یا ممکن ہو سکا
 اس لہلہ ناشاد کی حشمت کا حال اوسم کھلا
 کب بنیں گے وہ کسی کی آہ کو فریاد کو
 عشق نے بعد فنا اپنا اثر اتنا کیا
 یہ سوا اصل میں عشق جنون زائے نقطہ
 تیغ ابرو سے کسی صورت نہیں جھکوریغ
 یاد زندان جنم میں جب میں ہوں بیٹھ کر
 اس لیے آئے تیرے محبت میں تیرا جو معرور
 شکر ہے ہمارے اپنے ہوا از کو خیال
 باغ میں آئے نودل مشوق کو دھونڈ گیا
 کاروان عمر نے یہ کیسے چھوڑا ہے مجھے
 دوستوں سے اوسہ نہیں کتا جنازہ کجا
 دست قبض عشق سے پامانہ ہے مرنے

قبر میں بھی ساتھ اپنے عشق جانان لیچلا
 دل تو پچھا دے چکے اب نذر کو جان لیچلا
 ہم چن مین آنکھ خالی جو دامان لے چلا
 واسے بر حال از کی جو جو با عصیان لیچلا
 درد و دل آہ بربط چشم گریان لیچلا
 ہم ترے باعث سو کیا کیا زخم نہان لیچلا
 کیوں مجھے بیکار یار و ہر در مان لیچلا
 ظلم ہے دل حسین کران سے انسان لیچلا
 حیف اپنے دل میں کیا کیا رنج و رمان لیچلا
 قید کر کے جب مجھ کو مین زندان لیچلا
 جب فرشتے تیرا اے افسانہ فرمان لیچلا
 وہ جنازہ کو مرے باشوکت و شان لیچلا
 پڑ پڑے جڑے دست حشمت کی گریان لیچلا
 جس جگہ کیسے دمان یہ سر کعبہ جان لیچلا
 چشم تر سے اب کو ہر ارنسیان لیچلا
 دل جلائے کے لیے ہم آہ سوزان لیچلا
 ہر عاشق تحفہ سب نے نذران لیچلا
 داغ تازہ اور یہ او عندلیبان لیچلا
 ساتھ اپنے کون یہ افتادہ زندان لیچلا
 اس قدر ہم اس جہان با عصیان لیچلا
 ہر کھن پائین دلا خاں رنسیان لیچلا

آرزو می رہی ارجان دل ناشاد کی پنجیہ وحشت از آب ایسا ہین عاجز کیا تا کہ داغین سو ہو روشن قبر عاشق اسیر لو دیا میں ظلم بر اس حیرت گزشتار کی	گر میں تم انہی ہین اک شب نہمان لیجا اک ہی ثابت نہ ہم تار گریبان لیجا دل جلا کر عشق میں شمع فروزان لیجا جب مجھ کو چہ سے باہر او کو دربان لیجا
--	---



سے نماز پنجگانہ میں دعا دے کے یہی
جلد کو کب کو خدا سو فرسان لیجا



غسل ہو گانہ کفن ہو گانہ تربت ہوگی
پیشوا کی کوروانہ تری رحمت ہوگی
اوس جگہ اس دل دیوانہ کی تربت ہوگی
عشق کی اس دل نالان کو جلدت ہوگی
پہر جدا ہو گا جو ایجان تو قیامت ہوگی
صنعت پر صنعت نقاہت پہ نقاہت ہوگی
یہ نہ سمجھتا تھا کہ الفت میں قیامت ہوگی
موسم گل میں مجھے اور بھی چشت ہوگی
یاد عقبہ نہیں رہی وہ غفلت ہوگی
وہ خفا ہوئے جو اسے دل تو قیامت ہوگی
ملک الموت ہماری شب فرقت ہوگی
کچھ زبان سے جو کون کا تو شکایت ہوگی
ہاں رسا سے دل ناشاد جو قسمت ہوگی
لاش کے ساتھ مگر بیٹی غرت ہوگی
دم آخر نہ مجھے بات کی طاقت ہوگی

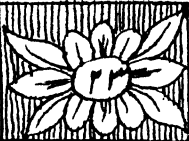
بعد مردن بھی مری لاش پر غرت ہوگی
میں وہ مجرم ہوں کہ بخشش کی پرست ہوگی
نہ جان پر کسی مان کی صورت ہوگی
جان بچنے کی ہلاکوں سی صورت ہوگی
پاس رہی جو دل کو مرے عادت ہوگی
اس قدر زار کرے کی مجھے فرقت تیری
کر کے الفت میں حسینوں کا گنہگار ہوگا
خاک ہو فضل ہماری کی خوشی اور بلبل
سج کما روح نے مجھے کہ جہان میں جا کر
چین کس طرح شب بھر میں آئینہ کا تجھے
جان جا لگی تڑپتے ہی تڑپتے اک دن
کیا کروں میں ستم و جور کا اوس شہ گور
وصل بھی اوس بت پر دیدی ہو جا لگا
جب غل آئیگی ہو گانہ کوئی صحران
حال دل اپنا بیان کس سے کروں گا یار

شبِ فرقت کی حقیقت میں کون کا تھے
 ہر سہرے وصلِ تباہ میں نہ تڑپ ایدل ار
 فکرِ تعمیرِ عیش رہتی ہے تجکو منعم
 ان بتوں سے نہ محبت کبھی کرنا بدل
 مرے اعمال سے سامنے جب آئینگی
 فرقتِ یار نے اس درجہ گھلایا ہے مجھ
 لاکھ زنجیروں میں جکڑو مجھے کیا ہوتا،
 مستقل ہو کر نہیں کرتی وہ مجھے اقرار
 مرغِ جان کو مری کر دے نفسِ تن سورا
 بالِ بال اپنی گناہوں میں گرفتار ہوں میں
 اس قدر مجھ کو جلایا ہے تبِ فرقت نے
 کیا خیرِ تہیِ مجھ کو دل لیک کر گریہ سلوک
 بخدا سچ یہ بیان کرنا ہوں ایجاں جہاں
 کوچ جب ملکِ عدم کا تہجہ ہو گا غافل
 زلفِ پیچان جو پریشان کبھی ہو ٹپکی صنم
 لیلیٰ قیس کا پیر نام نہ لیکھا کوئی
 دوستو تم کو مجھے پہچانتا ہو گا دشوار
 کوئی نکلے گا نہ ارمانِ دلِ نالان کا
 کیوں دلا عشقِ حسنان کا ہوا ہی سودا
 درو دل سنکے مرا نیندا و نہیں آتی عر
 کیونکر اوس بت ہو کر وٹ کر نہ فرقتِ یار

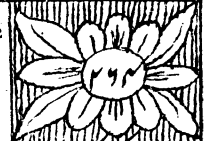
ہاں کیسوت جو قابو میں طبیعت ہوگی
 بس ہی ہوگا جو خانقہ کی مشیت ہوگی
 منہدم اک یہ نہ اکدن یہ عمارت ہوگی
 بخدا تجھ پہ ہر اک دم نئی آفت ہوگی
 حشر میں پیشِ خدا کیسی مذمت ہوگی
 کہ مری شکل سے تصویر کو حیرت ہوگی
 اک گٹھری بہر ہی نہ ٹھہرون کا جوش ہوگی
 ہاں یہ کہتے ہیں کہ آؤنگا جو فرصت ہوگی
 ہوگا احسانِ ترا قاتل جو شہادت ہوگی
 مری بخشش کی بھی یارب کوئی صرت ہوگی
 کہ مرے پر ہی مری دل میں حرارت ہوگی
 نہ غنائت نہ محبت نہ مردست ہوگی
 زیت ہوگی مجھے دشوار جو فرقت ہوگی
 ساتھ یہ مال نہ دولت نہ یہ شہمت ہوگی
 اور ہی عاشق کیسویہ صیبت ہوگی
 اس قدر میرے ترے عشق کی ثمرت ہوگی
 فرقتِ یار میں اک روز وہ موت ہوگی
 رات بہر وصل میں ہی یار سو حجت ہوگی
 جان جا لگی اگر افسے محبت ہوگی
 قصہ ہجر کون کا تو حکایت ہوگی
 بخدا پاس ہی ہے کہ نہ امت ہوگی

رات دن میں تب نرقت ہو جا کر تارہوں
وہ خفا ہو گا تو ہرگز نہ جیون گا ایدل
تب نرقت کر گیا ہو مجھے ایسا لاغر
خاک میں آگیا کرت بین مجھے بد فنا
دل کسی جا نہیں لگتا ہے خدا خیر کرے
نہ بچے گا تیرا بچار نگہ اسے عیسے
درد دل سے مرے آگاہ وہ ہر جا لگا
عمر بھر مجھ سے خفا کیا وہ رہیگا یارب

وصل کی بھی مری تھیں کبھی موت ہوگی
جان دیدن کا اگر کچھ بھی محبت ہوگی
دیکھ کر حال مرا تمکو بھی محبت ہوگی
فاتحہ کو جبروہ آئے تو قیامت ہوگی
ہم نہ واقف تھی کہ الفت میں یہ آفت ہوگی
اور چند سے جو اس طرح سے غفلت ہوگی
یار کو میرے کسی روز تو صحبت ہوگی
یار سے کوئی صفائی کی نہ صورت ہوگی



غیر ممکن ہے کہ اوسکو نہ خبر ہو کو کب
دل میں تاثیر بھی ہوگی جو محبت ہوگی



بعد مردن کو مرنے کا نشان درکار ہے
چپ ہو کیوں کچھ تو کو کیا مہربان درکار ہے
شکر اندوہ و فریاد و فغان درکار ہے
تہا کجا صحر اصر خاک اوڑاؤن احوال کو
جان جائے روتے روتے مجھ کو یہ منظر ہے
سیر گل کی ہو میرا سیلے صیاد بس
اور تجھے کچھ نہیں اسے پیر گردان ہوتا
جاہتا ہوں تاکہ گر ہو غمزدہ چشم بتان
دیکھ کر سبیل بچے کتا ہی یہ قاتل مرا
خون ہے دلوں حکم و فن آجا کو کہیں
قافلے نے گو مجھے چھوڑا مگر یہ نہیں

مجھ کو بربادی فقط اسے آسمان درکار ہے
جان حاضر ہے اگر اچان جان درکار ہے
ہوں فقیر عشق کب طبل نشان درکار ہے
بلبل بے خانان ہوں آشیان درکار ہے
فرقت جانان میں چشم خون نشان درکار ہے
باغ میں ان بلبلوں کو آشیان درکار ہے
دل لگی کے واسطے اک نوجوان درکار ہے
دل جگر کے واسطے درد و غم درکار ہے
آرزو سے دل تیا کیا نی جان درکار ہے
لے لگ جانان جو تجھ کو آستان درکار ہے
ہاں منزل نقش پائے کاروان درکار ہے

ہو چکی آخر بار باغِ عمر اسی بلبلو
کیا اور ڈرائیگاں نہ اس دلِ ناشاد کا
وہ جو آجائیں تو ہیرا کی ہار موتِ مین جان
وہ کی نعمت کا ادا ہو کچھ تو شکریہ دلا
خیمہِ داغ جگر کی بہر لبیل ہے جو نگر
بیکسی پر میری اسے حسرتِ ثوبی رواند
میں زن دریا سے رحمت پہنچیں ہر گناہ
سنا ہوں میں آؤں نہ ہر گناہ پہنچ کر
بعدِ مرن اور کچھ بہر گناہ نہیں ہے التجا
وہ سفر ہے منزلِ ملکِ عدم کا دستو
تھکونہ امشب ہی منیج گزرتی تھی مگر

اب مرے گلزارِ سستی کو خزانِ درکار
کیلے قاتل تجھے تیر و کمانِ درکار
جسمِ خاکی کو فقط روحِ روانِ درکار ہے
اس زبان کو لذتِ حق کا بیان درکار ہے
نیکوئی کی نیکوئی کی فقط اسے باغبانِ درکار
بعدِ مرن قبر پر اک نومہ خوانِ درکار ہے
ہوں وہ تیرا من جسے حق کی امان درکار
اک گہری بہر کے لیے عمرِ روانِ درکار ہے
فاتحہِ تربت پر اسے تیرا جوانِ درکار ہے
نہ جس درکار نے کاروانِ درکار ہے
ہاں وہ ناشاد کو عشقِ تباہ درکار ہے



کوئی نکلے گا نہ کو کب کی طرح ثابت قدم
سرفروزون کو تمہارے امتحانِ درکار ہے

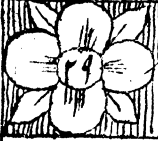


کیا کہوں دلدار سے شوقِ وطن کیا
اب تصویرِ مین سے کہ وطن کیا
پہلی تاج کو یہ چاند گن کیا ہے
ہم نہیں جانتے صیادِ چین کیا ہے
نہیں معلوم کہ احوالِ وطن کیا ہے
تو ہی منصفِ مہرِ رنجِ دہن کیا ہے
کچھ نہ پوچھو یہ گرفتِ رخن کیا ہے
کیا کہوں تھے کہ اب حالِ چین کیا ہے

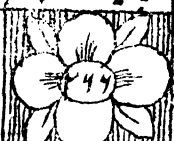
پوچھا بلبلوں سے ہر گناہ کیا ہے
گلِ مین کیسے نہیں معلوم چین کیا ہے
دھل کی شب کو تو ہیرا سے شہاوتِ چین
عمدِ طفلی سے مقدّر نے گرفتِ رخن کیا
اکبریت سے ہوں آوارہ و شہتِ چین
زیہ رنگت ہو صورت یہ گون کی لبیل
بندِ معلوم کدلِ خونِ سیاہی پانی
نہ شگوفہ ہے نہ غنچہ ہے نہ لبیل ہو گل

کچھ نہیں سوچتا سوچنے کی تار کی سے

کچھ معلوم نہیں نہ کب کھن کیا ہے



اب توجہ ملتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کو کب سے
کہ مزاج آپ کا اے مشفق من کیا ہے

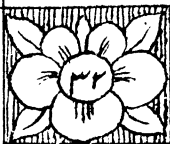


بے غل نہ گناہیں آباد ابھی سے
بے جوش جنون قید ہونا شاہ ابھی سے
سوں عاشق تارہ یہ ہر بیدار ابھی سے
کیا کیا نہ اوٹھا شگفتہ میں الم تو
چندے میں نہ بچا نوکر بالکل مجھے دھندلے
کس طرح جیون گائیں بھلا کچھ نقش میں
الفت کا فرا ابھی تو اوٹھا یا نہیں میں نے
بے غل سے خط کیا ہوئی یار نہیں کھلتا
آغاز محبت میں یہ انجام ہوا ہے
ہر جوش اپنے بیکار کچھ الفت میں راتوں
کیا دیکھیں انجام ہو اسی جان مر ویاں
وہ گل توجہ ابھی نہیں مجھے ہر اکین
کیا کہیں چہچہا کے نقشہ تراوی غیرت کو
اقرار ہو رہا حال نہیں بے مل کا دونوں
کرتے تو کیا عشق حسینان گراں جان
گلشن کی طرف قصد ہی نہیں لیکن
ہر خیز طبیعت کسی جانب نہیں آئی
کم سن تو حقیقت میں بے ہمت ہر گراں دل

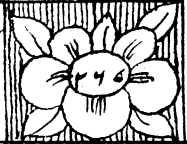
بے غل توجہ کرتی ہر فریاد ابھی سے
زبور تو بنا دے مجھے مداد ابھی سے
ظاہر ہوئی اس عشق کی افتاد ابھی سے
گہرا تاہم کیوں ایدل ناشاد ابھی سے
ہر تھکاو فراسوش سری یاب ابھی سے
صیاد تو ہے مانع فریاد ابھی سے
کیوں قتل کا درپے ہو وہ جلا د ابھی سے
کیوں فکر اسیری میں سے صیاد ابھی سے
عاشق ترا اے جان ہر برباد ابھی سے
ہم جو دنو اتنا دل ناشاد ابھی سے
ہر وقت زیادہ ہے تری یاد ابھی سے
لب پر ہر سرے نالہ و فریاد ابھی سے
غش میں ہیں پڑی مانی و ہزار ابھی سے
خوش خوش ہے مگر یہ دل ناشاد ابھی سے
ہر پیش نظر ہجر کی روداد ابھی سے
شہر مندہ قیامت ہو شمشاد ابھی سے
لیکن مراد لکنا ہے فریاد ابھی سے
جو بن ہے ہر کیا حسن خدا داد ابھی سے

کرتے ہیں ستم یہ ستم ایجا د ابھی سے
کیون خاک مری بہر ہر برباد ابھی سے
وحشی ہے ترا عاشق برباد ابھی سے
کر فکر مرے قید کی حداد ابھی سے
بتیاب ہر کیون ای دلناشاد ابھی سے
کیون تنہ بٹلائی ہے مری یاد ابھی سے
کیون آپ مجھے کرتے ہیں برباد ابھی سے
داغ و تگر ہے وہ جلا د ابھی سے
ہے زیر و زبر عالم ایجا د ابھی سے
لب تک میری آئی نہیں فریاد ابھی سے

کامل نہیں الفت کا یقین ہر مری لکین
رخ بھی ابھی تربت کی طرف ابھکانیں
ہر خد کہ ہے دور ابھی فصل بہاری
ایسا نو بہر جوش جنون ہو مجھ افزون
گہرا ہے وہ جائیں گے تو بائیں گے کو
کچھ دن تو مناسب ہے کہ ایجا نہا ہو
نکلی نہیں نسوس کوئی دل کی تہنا
کیا حال کمون جس بت ناواں کامون عاشق
محشر ہو ابریا تری رفتار سے پہلے
کیونکہ شب فرقت کی سحر ہوگی آہی



بہلو سے وہ اوٹکر تو سد مارے نہیں کوکب
بچیں مگر ہے دل ناشاد ابھی سے



سچ ہے دل سیکوہ پہر ہے دغا کیا کرتے
جان لینے کی سوا اور مرا کیا کرتے
سہرہ بکانے کے سوا اہل خطا کیا کرتے
ماتوان تہادہ بہلا جو رو جفا کیا کرتے
اور ہم اسے دل ناشاد بتا کیا کرتے
ایسے بیار کی اسے دل وہ دغا کیا کرتے
شہر م آئی اوشین ہم اوشی گلا کیا کرتے
ورنہ اس جان خیزین پر نہ وہ کیا کیا کرتے
بیوفاشی وہ مرے ساتھ دغا کیا کرتے

باوفاؤں سے بہلا ترک دغا کیا کرتے
مجھے آرزو جو ہو تو تو بہلا کیا کرتے
حشر کو عذر بہلا پیش خدا کیا کرتے
نام سے ظلم کے آخر تہی مری جان خیزین
نورفت یار میں خبر ناہ و فریاد و فغان
نہیں امید سحر جب کو شب فرقت میں
اسے دل زار یہ تہا راہ محبت کو خلافت
شکر صد شکر نہیں حال محبت ظاہر
جان دینا جو نہ الفت میں سر سر عیش

نگاہِ لطفِ صنم ہی ہنولی چمپ نہی
 قتل کرنے کے سوا اور نہ کچھ بن پڑتا
 عمر بھر ضبط کیا اسے ہی نکی منہ سے کہی
 مر کے اک مرتبہ پھر ہیکو نہیں ہے جینا
 پیرزی پیرزی اسی پر دستِ خون کرتا
 سہلکئی سوا کچھ نفس میں ہر روز
 شہو کو جینے ہی وہ دیتے کہہ دیتی عشق
 خونِ ناع میں گرفتار مرے کیوں ہوئے
 کہی بیمار محبت نہیں اچھے ہوتے
 بخوشی سہو کو جھکاتے تہ شمشیرِ دوم
 خونِ عشاق سے گلزارِ رہا کرتے ہیں
 عہدِ طفلی سے توہین جاسنے والی اونکی
 شرطِ الفت یہ نہیں ہو کہ کرن ترکے فا
 عشقِ کامل کا اگر اونکو یقتین آجاتا
 مر ہی جاتے تو نہ وہ بوجھتے جھوٹوں اگر
 خاک ہو کر بھی پھر پختے نہ اگر اوس گل تک
 وطن کا حکم ہی دیتی کہ نہ دینے وہ ہیں
 یہ سب تھاکہ دمِ فرج نہ پڑے اعدول
 تابِ نظارہ نہ ہی دل کو بشکلِ موسے
 اکبہ نہ جالی میں تا حشر نہ رہی ہرگز
 وصل کو اونسے جگیتا تو سرا سر نہی خطا

سجدہ شکر خدا اس سجدہ ادا کیا کرتے
 جسے بے رخ جوہ ہوتے تو بہا کیا کرتے
 حالتِ نزع میں پھر شور و کجا کیا کرتے
 ترک الفت تری اے زلفِ دو تار کیا کرتے
 سہی کے ہم عالمِ وحشت میں تھا کیا کرتے
 اور صیاد گرفتار ہلا کیا کرتے
 نہیں معلوم ترے ساتھ دلا کیا کرتے
 جان بلبِ خرد ہوں وہ پھر بھی جفا کیا کرتے
 مرضِ الموت کی اے جان دو کیا کرتے
 عذر ہم اونسے دمِ شوق جفا کیا کرتے
 اپنے ہاتھوں میں لگا کر دھن کیا کرتے
 جسے بیکار وہ پھر شرم جفا کیا کرتے
 تجھے ہم اسے بت بیک دغا کیا کرتے
 ابھی اسے دل نہیں معلوم وہ کیا کیا کرتے
 ایسے ناقدِ یہ ہم جان فدا کیا کرتے
 اور تدبیرِ ہم سے باد صبا کیا کرتے
 حکمِ اللہ کو ہے بعدِ فتن کیا کرتے
 آخری وقت تھا ہم اونکو خفا کیا کرتے
 ایسے آشفق سے وہ ناز و ادا کیا کرتے
 قبر میں بعدِ فنا شاہ و گدا کیا کرتے
 نہیں معلوم وہ تجھ پر سزا کیا کرتے

مقدر ہوتی نہ کہی درو جگر کی اور سکو
سر فروشی کی سسر ہے خلائک کو کب
حال دل کہ کہم اور تہ سہ ہلکا کرئی
تیغ قاتل سے دریغ اپنا گلہ کیا کرتے

خاتمہ الطبع

بتوفیق رفیق سخن فرین کلام بلیغ و شیرین باج خولہ قاسم خندانی تاج بخش کشور معانی شائندہ بلند نظر
مہر سلطنت حضرت ابوالفضل کیوان قدر ہالین جاہ قیصر شہم صبا عالم وسیعہ میرزا محمد حامد علی سادر
مردم مخلص کو کب فرزند اکبر حضرت قدر قدرت مطلق جانی سلطان انعام محمد واجد عالم شاہ ہمارا عاقل
موسوم بہ شبستان عشق بحسن کوشش احقر العباد محمد یعقوب انسل المطلق مطبع کارنامہ
بین حاشیہ طبع سے آراستہ وزیر شاعت سی پرستہ ہوا نقین ہو گئے سخاں باریک بین جو فکر عالی
کو پسند کریں وہ ایک رویہ زرتین بھیج کر مطبع سے طلب کر لیں * * *

قطعات تواریخ ترتیب دیوان از مصنف محفور

کیوں نہ یہ نظم ہو مطرب جان
دفع ہوتی ہے پریشانی حال
حال عشاق رسم ہے اسعین
ہے مجازی مین حقیقت کا بیان
مٹ ہوئے لہن ہو جنہیں مطلب کی طلب
کیوں نہ بیوشن ہوں عشاق کو دل
سہن ترتیب سنا کے کو کب
الفٹ دہسہ کا افسانہ یہ ہے
کیسویے دل کر لیے شانہ یہ ہے
قصہ بیل و پروانہ یہ ہے
رہبر عاقل و فرزانہ یہ ہے
گنج مضمون مین ویرانہ یہ ہے
کرنے عشق کا چمانہ یہ ہے
جمع لخت دل دیوانہ یہ ہے

ایضاً

نظام اور ہم این کلامی بعد شفت طبع حامی
جو آمدہ مع طبیب شاہ بیان نلک کو کب
نمودہ سعی و نظامی جان و زول برود فتنہ
برای تاریخ گفت کو کب کلام قصہ شدہ مرتب

قطعه تاریخ ترتیب دیوان از میرزا اسطغر علی صاحب جناب

کلام جناب و سید خاقان بعد حسن ترین و ترتیب و رونق زافزار او در شبستان چو بنی مه کامل از رشک او داغ بر دل منبر بهر تاریخ ترتیب گفتم	فراهم چو گلدسته آمد ز هر جا چو سلاک در شکار است زیبا تو گوئی که خورشید شد عالم آرا مذاست بر دوزخ شمع محبلا از کوب رسید این چه عتد ثریا
--	--

قطعه منظومه میرزا محمد حسین صاحب تخلص به صدر

در زلفم صبر عالم	بگیان نقد کج فکر	صد تاریخ زین بیان	شده گلدسته تاریخ فکر
------------------	------------------	-------------------	----------------------

قطعه منظومه نواب و الفقار الدوله بهادر تخلص به سجاد

چون کوب دمی قدر سما سے معنی ز دفره دبر پر رخ سجاد و بگو	دیوان ترتیب داد با نور و صیا شد رشک فلک سخی کوب سیما
--	---

قطعه منظومه میرزا مسیحا بیگ صاحب تخلص به عیش

دیکو دیوان جناب کوب مجدیان حرفه بین موحین یقین چشم دابر و کی شنا کستی ہے پیش گم ہوتے ہیں جب بکھو ہے اسکی ترتیب کے ہیں عیش سین	سعدن ہر در معنون یہ ہے نقطے گرداب ہیں جیون یہ ہے حیثہ صادقے یانوں یہ ہے نقش ہے یا کوئی افسون یہ ہے آب سلاک در معنون یہ ہے
---	---

قطعه منظومه میرزا محمد عباس صاحب تخلص شاد

فلک ماہ کوب سہین پور خستہ جناب و سید والا مناقب عجب اونکے دیوان نے ترتیب پائی	خداوند اقبال و اجلال شاہی سخن سنج و نظام ملک معانی بیشان و شوکت بعد حسن و خوبی
---	--

نہ پونچھ جسے دہن عرفی و سودی ظہیر و غنی و طور ی و عسری تو کرتے سب اس بانغ کی خوش بینی ز بس چار سو دہم ہے شاعری کی سن سال کی فکر جھکو ہوئی ہے کہ تاریخ مکملہ معنوی اور صوری ہوئی شاؤ نور اغایت مذاکی نہر اردو صد پرین زائد تراسی	پھر کہ شعرین کی ہے وہ فکر سب کلیں اور شوکت سلیم اور سالم اگر ہوتے موجود اس عصر میں شہ ہفت اقلیم معنی ہی ہیں تمامی یہ پونچا جو دیوان اقدس سروش فلک نے نداوی یہ ناگاہ ذرا کی توجہ جو فکر رسا نے سن سال اتمام جربہ لکھا
--	---

قطعہ منظومہ میر علی حسین صاحب متخلص بہ فارغ

لکھن تعریف جہاں کی مصنف کی وہ ہر ہنر مند و ہنر آرا ہنر دار و ہنر پرور برای شتوی فردوسی طوسی کا ہی ہمسر فدا سو جانتے جیسے روح لب لباب شمر کہ صغیر ہے دیوان کا باض چہرہ دلبر کے جیسے گہ میں کیسوی محبوب کا گو نگہ کہ شکر و جہ میں آئین سخن کی قدر دان اکثر زبانین کوئی ہے دو ایک شعر صریح انور کہ تو تعریف کوکب کی کہ ہنر شو کیا برتر	ذہبی طبع و خوش ترتیب دیوان فصاحت نا و سعید زبان کوکب تخلص ہوئے دوران یہ شوکت معنی تازک من ہے صاحب شان وین وہ رنگینی ہے غزلوں میں گل نمونہ جلو یہ کی شادمانہ خامہ سوزینیت حسن و منی کی لیے لیتی ہے دل چمکدگی یوں ادبی سطر و کین ہنر میں فارغ اسلی و ذوق اسلی تاجین مطل میں سن ترتیب منظومہ میں جہر کے اٹایا اعلیٰ رحمت جا ہی یوں مادہ پرمنا
--	---

قطعہ منظومہ سید جمال الدین خیر عرف آغا حوجہ متخلص بہ شرف

نظم فرمودہ الہام کمال شوق ذوق از من ترتیب پر شد مال شوق ذوق	صاحب عالم بہ نیرم بعد حال شوق ذوق چون رنگت دیوان مبارک است شوق ذوق
--	---

